



نظر گذراننده مولوی سید الزمان خان
 تاریخ سنه ۱۲۸۵ جمادی الثانی
 در کتب خانہ نواب محمد علی خان بناد و مولیٰ محمد علی
 کوٹہ داخل گردید

میرزا محمد علی صاحب السکون

ص ۴۱
 ح ۴۱

۱۰۱۹

ترجمہ شرح وقایہ بنگال و آندھ

5745

مطبع نظامی واقع کانسپور میں چھپا

۱۱۹۹

[illegible][illegible]

اسکو نہایت وقوف احادیث پر حاصل ہوگا اور بخوبی دلائل مذہب حنفیہ سے مطلع ہو جائیگا چھٹا
 فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب بہت ہی اون لوگوں کے لیے جو مقام میں مذہب حنفیہ کے ساتھ ان فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب
 بہت ہی اون لوگوں پر جو علم کرتے ہیں مذہب حنفی پر آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ یہ کتاب نافع ہو اس شخص کو
 جو عالم ہو کہ کیونکہ فی الغریب وقت نزاع کے ہر حدیث متعلق اس مسئلہ کی نکال سکتا ہو اور جو شخص ادو عبارت
 پڑھ سکتا ہو اسکو بھی نفع ہوگا تو ان فائدہ یہ ہے کہ اکثر مقامات میں جو مسئلہ مشکل ہیں اونکی تفصیل کر دی گئی
 کہ ہمارے کمال نہ ہو سکے و سوال فائدہ یہ ہے کہ باوجود رعایت سب باتوں کے رعایت اختصار بھی کی ہے
 مگر کتاب نہایت دراز نہ ہو جائے اور آتنا اختصار بھی نہیں کیا کہ سمجھ میں نہ آئے کیا رہو ان فائدہ یہ ہے کہ
 جو مسئلے مشہور ہیں اور انہیں غیر مفید بن بست نزاع کرنے ہیں اوس میں لفظ حدیث بھی ذکر کیا ہو اور تفصیل کی ہے تاکہ
 بخوبی سمجھتے ہو جاؤ اوپر بارہواں فائدہ یہ ہے کہ متنی حدیثیں اس کتاب میں مذکور ہیں سبکی تحویج کر دی ہو اور بے نشان
 حدیث نہیں لکھی تاکہ کوئی طرح کر سکے تیسرا ہواں فائدہ یہ ہے کہ جو حدیث موضوع ہو اسکو نہیں لکھا اور اگر کوئی لکھا
 ہو گا لکھنا ہی کہ یہ حدیث موضوع ہو اور اتفاق ہو محدثین کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لکھنا جائز نہیں ہے اگر جبکہ لکھ دینے
 کہ یہ حدیث موضوع ہے ذکر کیا اسکو امام ذہبی نے شرح صحیح مسلم میں اور فرمایا حضرت علی اسد علیہ وسلم نے کذب
 علی من بعدہ اقلیبتوا مقعدا من النار لحدیثہ یعنی جو شخص جو حدیث لکھے میرے اور قصد اتوا چاہیے کہ
 بنالیوے ٹھکانا اپنا جہنم میں نکالا اسکو صحاح ستہ والوں نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور بعضوں نے اسکو متواتر کہا ہے اور
 فرمایا حضرت علی اسد علیہ وسلم نے جو شخص حدیث بیان کرے جیسے اور وہ جانتا ہو کہ یہ حدیث کذب ہے تو چاہیے کہ مقرر کرے
 مقام اپنا جہنم میں روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض واعظ جو حدیثیں بے نشان بیان کرتے ہیں اور قصے
 ایں طرح کہ جو حدیث نہایت ہیں جو مدو عید شدید ہیں ہوا سنے کہ فرمایا آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے قرآن میں
 اپنی عقل سے کہا تو چاہیے کہ مقرر کرے مقام اپنا جہنم میں اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے قرآن میں کہا بے جا ہے تو چاہیے
 کہ مقرر کرے اپنا مقام جہنم میں اور قرآن کے معنی بیان کرنے میں نہایت احتیاط لازم ہے اور اگر کوئی معنی قرآن کہنے نہ سمجھے
 اور وہ منقول احادیث اور تفاسیر معتبرہ سے نہ سمجھتے تو بیان کرنا اونکا بھی خوب نہیں ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ جو
 شخص نے قرآن شریف سے عقل سے کہا اور اسنے ٹھیک کہا تو بھی اسنے خطا کی روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد

بیان تفریق حدیث اور اقسام حدیث کا

حدیث اسکو کہتے ہیں کہ جو پیغمبر خدا صلی اسد علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا یا خود کیا یا جو فعل حضرت کے
 او اور انہیں اس سے منع نہ کیا تو جو زبان سے فرمایا اسکو حدیث قولی کہتے ہیں اور جو کیا ہو اسکو حدیث فعلی کہتے ہیں اور جو آپ کے
 سکون سے فرمایا اسکو حدیث سکتی کہتے ہیں اور جو ان کا تواتر اسکو کہتے ہیں جسکو ہر ایک میں اسنے لوگوں نے روا
 کیا اسکو کہتے ہیں اور جو اسکو کہتے ہیں جسکو ہر ایک میں اسنے لوگوں نے روا

عزیز وہ ہے جسکو ہر زمانے میں دور اور یوں نے روایت کی ہو اور غریب وہ ہے جسکی روایت کسی زمانے میں ایک ہی آدمی سے ہووے تو اب جانا چاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یقینی حاصل ہوتا ہے اور احتمال شک کا بالکل ازل ہوتا ہے اور اتحاد روایت کے علم قطعی حاصل ہوتا ہے اور بعضی صورت میں جنکو معرفت حدیث حاصل ہے علم یقینی بھی اوس کے حاصل ہوتا ہے اور اتحاد میں بعضی روایت مقبول ہے اور بعضی مردود اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہووے تو مقبول ورنہ مردود و فائدہ متواتر حدیث بعضوں نے کہا ہے کہ کوئی موجود نہیں اور بعضوں نے کہا کہ ہر اور صحیح قول دل پر کذا فی بعض الکتاب فائدہ جو اتحاد مقبول ہے اوسکی دو قسمیں ہیں ایک صحیح اور ایک حسن صحیح اوسکو کہتے ہیں جسکو دیندار پرہیزگار خوب رکھنے والے لوگوں نے ہر زمانے میں برابر روایت کیا ہو اور نہ اوس میں کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگوں کی مخالفت بھی نہ ہو اور صحیح حدیث کے کئی وجہ ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ اتفاق کیا ہو اوس پر بخاری و مسلم نے یعنی دونوں کی کتابوں میں یہ حدیث موجود ہووے دوسرا درجہ یہ ہے کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہو تیسرا درجہ یہ ہے کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھے وہ جو بخاری سلم کی نظر اور اس کے طریقے پر ہووے یا بخاری نے جو صرف بخاری کے طور پر ہووے چھٹے وہ جو صرف مسلم کے طور پر ہووے ساتویں وہ جو سوا بخاری اور سلم کے اور حدیث کے اماموں نے اوسکو صحیح جانا ہو فائدہ بعضوں کے نزدیک شری بخاری اور سلم کی یہ حدیث کے راوی خوب ضبط کرنے والے اور پرہیزگار ہوں غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہوں اور بعضوں کے نزدیک شری سلم کی یہ حدیث جو حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسطرح سب متفق ہوں اور حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے اور حسن اوس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح کی طرح پر ہووے لیکن اوس کے راویوں کا درجہ حفظ و یاد وغیرہ میں صحیح کے راویوں سے کم ہو اور عمل کرنے میں دونوں برابر ہیں اور دونوں تحت ہیں لیکن تیسرے میں صحیح حدیث زیادہ ہے حسن اور ضعیف حدیث اوسکو کہتے ہیں جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوس کے راوی میں کوئی وجہ ضعف کی مثل انقیاد حفظ یا فسق یا بھالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہووے یا اوس کے راوی پر لوگ طعن کرتے ہوں تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہو تو اوسکا نام مستعمل ہے اور اگر انتہا سے ساقط ہووے مثلاً نام صحابی کا مذکور ہووے اور تابعی حدیث بیان کرے تو اوسکو مرسلاً کہتے ہیں اور اگر دور راوی برابر ساقط ہوں تو مضعف ہے اور نہیں تو منقطع ہے اور کبھی منقطع کو مرسلاً کہتے ہیں اور مرسلاً کو منقطع کہتے ہیں اور طعن کے معنی یہ ہیں کہ اوسکا راوی جھوٹا ہووے تو اوس حدیث کو مضعف کہتے ہیں یا اوس پر تحت جھوٹ کی لگی ہووے تو اوسکو مشرک کہتے ہیں یا غلطی بہت کرتا ہو یا غافل ہو یا اوسکو وہم بہت ہووے کیسے لوگوں کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہووے یا فاسق یا بدعتی ہووے تو اوسکو مشرک کہتے ہیں فائدہ صحابی اوسکو کہتے ہیں جس نے حالت ایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ سے دیکھا ہووے اور پھر ایمان پر اوستہاں کیا ہووے اور تابعی اوسکو کہتے ہیں جس نے صحابی کو دیکھا ہے اور تابعی اوسکو کہتے ہیں جس نے تابعی کو دیکھا ہووے فائدہ یضعف اور توہین سب راویوں میں محدثین بیان کرتے ہیں لیکن صحابی تو سب ثقہ ہیں کوئی ضعیف نہیں اور نہ ان کی سیل کا طعن ہے فائدہ ایک قسم حدیث کی حدیث یعنی وہ حدیث جس میں راوی اپنے شیخ کو چھپایا ہووے اور اوسکا

نام یہاں ہوسا حسی حست سے اور یا یہ ہم سہرپ ہون میں ریون اسلک لیا برمدیا یہاں سے
 جو حسین اوی نے کچھ ایسا کلام بھی حدیث میں نقل کر دیا ہو تو ایک قسم متعفن ہو یعنی جبراً ایک نے دوسرے سے روایت کیا
 فائدہ اور شاؤ اسکو کہتے ہیں جو حدیث مخالف روایت متقدم لوگوں کے ہو تو اور حصول اور حدیث کو کہتے ہیں
 جس میں کسی طرح کی علت پوشیدہ جو حدیث میں صحیح کرتی ہو باقی جائے اور متتابع اسکو کہتے ہیں کہ ایک اوی نے
 ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی اور اسکیوشا یہ بھی کہتے ہیں اور مرفوع حدیث جو کلام رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم یا فعل آپ کا ہو تو اور موقوف وہ حدیث ہے جو صحابی کا فعل یا قول ہو تو اور وقف کہتے ہیں صحابی کا قول یا فعل
 ذکر کرنے کو اور رفع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ذکر کرنے کو فائدہ اور ان تینوں کے سوا اور بھی قسمن حدیث کی
 ہیں لیکن اس عاجز بوجہ شمار کے ترک کیا فائدہ حدیث کی مشہور کتاب میں ہے ہیں اور اسکو صحاح ستہ کہتے ہیں صحیح بخاری
 اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور نسائی اور سنن ابن ماجہ اور بعضوں کے نزدیک ابن ماجہ صحاح میں داخل نہیں اور
 موطا امام مالک رحمہ اللہ علیہ کی صحاح میں داخل ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جتنی حدیثیں ہیں صحیح ہیں جہاں میں ضعیف
 حدیث انہیں نہیں باقی جاتی اور باقی چاروں کتابوں میں بقیہ حدیثیں صحیح اور حسن اور ضعیف ہیں اور صحاح اذکار
 نام ہوا سب سے بڑا اکثر حدیثیں ان کتابوں کی صحیح ہیں اور ان کتابوں کے سوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں اور
 انہیں بھی صحیح حدیثیں موجود ہیں مثلاً معاجم ثلثہ طبرانی اور سنن دارقطنی اور مستدرک حاکم کی اور مصنف ابن ابی شیبہ
 عبد الرزاق کا اور سنداری کی اور حال ان سب کا تفصیل استان الحدیث میں مذکور ہے اور ہم یہاں صحاح ستہ والوں کا حال مختصر کر کے دیتے ہیں

احوال بخاری کا

نام و نسب کا ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہوتے وقت است اسکا مینا نہ تھا ضعیف
 یعنی دہلے آدمی تھا اور حالت طفولیت میں دون آنکھیں جاتی رہیں تھیں اس سبب سے انکی والدہ کو نہایت
 ملال تھا خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی آنکھوں میں روشنی عنایت کی
 اور تیری گریہ و زاری کا بدلہ بھی صبح کو جب آنکھیں کھلا کہ آنکھیں کھلے کی خوشی میں جہاں جس کے تھے کتب میں جہاں شہ
 کو سنتے یا دکر لیتے اور اوی سن میں شغل حدیث کا اسکو تھا اور جب کتب سے فارغ ہوئے ایک شخص کو بخارا میں سنا کہ وہ حدیث
 تھا اور داخل اسکا نام تھا بخاری نے اسکو پاس آدورفت شروع کی ایک دوز داخل اپنی کتاب سے احادیث پڑھ رہے تھے کہ
 یکایک انکی زبان سے نکلا سقیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم بن یونس کو سیقت بخاری نے کہا کہ ابوالزبیر نے ابراہیم سے
 نہیں سنا داخل رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مبارکباد دی پھر بخاری نے کہا کہ اصل نسخے میں دیکھا چاہیے سو داخل گھر میں
 اسل نسخہ لائے اور بخاری کو بلا کے کہا کہ بھلا میں نے تو غلط پڑھا اب صحیح کیا ہے کہ بخاری نے کہ صحیح سقیان عن ابی الزبیر
 بن عبدی عن ابراہیم بن یونس داخل حیران ہوئے اور اپنے نسخے کو جس میں پڑھتے تھے صحیح کیا اور جب سولہ برس پہلے
 تمام کتابیں حدیث کی آپکو یاد تھیں عامر بن اسماعیل ایک بزرگ بخاری کے زمانے میں تھے کہتے ہیں کہ بخاری حدیث کے
 استادوں کے پاس بلا دوات و قلم کے بلاتے آتے تھے تو ہم لوگوں نے کہا کہ تم کو کیا فائدہ ہے اس سے جو تم سنتے ہو بھول جائے

اسی طرح سب لوگوں نے اونکو کونا شروع کیا سولہویں دن بخاری نے کہا کہ تم نے مجھے تنگ کیا اب جو تم نے لکھا ہوا کوئی سنا
لاؤ اور میری یاد کو اس سے مقابلہ کرو اس عرصے میں پندرہ ہزار حدیث سب لوگوں نے لکھیں تھیں بخاری نے سب یاد پر معنا
شروع کیں اور ایسا خوب یاد تھا کہ میں نے اپنی حدیثوں کو اس سے صحیح کر لیا پھر کہا بخاری نے کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے فائدہ
نمخت کرنا ہوں تو ہم لوگوں نے اس سے بڑھ جانا کہ شخص نے ہر کسی کی برابری کوئی نکر سیکھا اور صحیح بخاری تصنیف کرنے کا یہ ہے
کہ ایک روز اس نے بن ابویہ کی مجلس میں بیٹھ کر کوئی حدیث صحیح حدیثوں کو جمع کر کے تو کیا خوب ہو کہ بلا حدیث لوگ اس پر
عمل کرنے لگے بخاری کے دل میں بات اتر گئی چھ لاکھ حدیثیں اونکے پاس تھیں اونکا انتخاب کرنے لگے جو حدیث نہایت
صحیح پائی اسکو لکھا اور باقی کو ترک کیا اور محول یہ کیا تھا کہ ہر حدیث کی تحریر کے واسطے غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور دعا کرتے
کہ یا اے جیسے خطا ہووے آخر اس طرح سولہ برس کل محنت کر کے مسجد کے اندر منبر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے
کے بیچ میں صحیح بخاری مرتب ہوئی اور انتقال کیا بخاری نے خرتنگ میں کہ ایک گائون ہر دو فرسخ ستر قند سے وقت
نماز عشا کے اور دن عید فطر بعد نماز ظہر کے سال دو سو چھتین ہجری میں دفن کیا اور بائیسٹھ برس کی عمر تک تھی

بیان مسلم کے احوال کا

انکے باپ کا نام حجاج ہوا ورنیت اونکی ابو الحسن اور لقب انکا عساکر الدین ہی نیشاپور جو ایک شہر ہے خراسان میں ہوتا
کے رہنے والے ہیں ابو زرعہ رازی اور ابو جاتم نے جو اجلہ محدثین میں سے ہیں اونکی جلالت اور امانت پر کو ایسی تھی
اور صحیح مسلم اونکی نہایت عمدہ کتاب ہے تین لاکھ حدیث سے اس کتاب کو انتخاب کیا ہے اور بعضوں نے اسکو صحیح بخاری پر
مقدم رکھا ہے کہ حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح زیادہ مسلم کی کتاب سے نہیں ابو جاتم رازی نے
کہ اجلہ محدثین میں سے ہیں مسلم کو خواب میں دیکھا اور اونکا حال پوچھا مسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو میرے اوپر ساج کیا ہے جہاں
چاہتا ہوں رہتا ہوں اور علم رحمتہ اللہ علیہ نے تمام عمر میں سبکی غیبت نہیں کی اور نہ کسیکو مارا اور نہ کسیکو مارا اور نہ کسیکو مارا
سال دو سو اور دو میں بعضوں نے کہا ہے کہ دو سو چار میں اور بعضوں نے کہا کہ دو سو چھ میں اور صاحب جامع الاصول نے اسکو اختیار
کیا ہے اور وفات اونکی یکشنبہ کو شام کے وقت اور وثبے کے دن پچیسویں تاریخ کو جب میں سال دو سو اکیسٹھ میں مدفون ہوئے
اور وفات اونکی اس طرح پر ہوئی کہ ایک مجلس میں لوگوں نے آپ سے ایک حدیث پوچھی انھوں نے اسکو نہ پہچانا اور اپنے
گھر کے سب کتابوں میں تلاش کرنا شروع کیا اور لوگوں نے سامنے اونکے ایک ٹوکرا کھجور کا رکھ دیا تھا آپ ایک
خرا کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ حدیث نہ ملی اور غصے تمام ہوا اور یہ کہنے لگے اے اللہ تعالیٰ غفر لنا و لک و اجمع الخ

احوال ابو داؤد کا

نیم انکاسلیمان بن شعث بن اسحاق بن بشر بن شداد بن عمر بن عمران الازدی سجستانی ہی اور سجستان عرب ہے سیستان کا او
سیستان ایک ملک ہے سند اور مہرات کے بیچ میں متصل ہے قندھار کے اور وہ جو ابن خلکان نے کہا ہے کہ سجستان ایک قریب قریب
بصرے کے خطا ہے تولد اونکا سنہ دو سو اور دو ہجری میں ہوا اور اکثر بلاد اسلام میں مانند مصر اور شام اور حجاز اور عراق
اور خراسان غیر ان میں سیر کی اور علم حدیث کو بخوبی جمع کیا حفظ حدیث اور عبادت اور تقویٰ اور صلاح میں ایک فرد کامل تھے

اور آپ ایک ان کثادہ رکھتے تھے اور ایک تنگ لوگوں نے اس حال کو اونسے دریافت کیا فرمایا کہ داس کثادہ ہوا اسلے کہنا پڑا
 حدیث کے بروئے سحر اس کثادہ رکھنے کی کچھ حاجت میں اہل ہادیسی بن ہارون کے ایک بزرگانِ وقت میں سے تھے فرماتے کہ ابو داؤد دینا
 واسطے حدیث کے پیدا ہوئے اور آخرت میں اسلے جس کے اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے امام احمد کے پاس لے گئے
 انھوں نے اس کو دیکھ کے بہت پسند کیا اور ابو داؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا ہوا دیکھ کر ہشتمین کتاب میں اضافہ
 اٹھ سو حدیثیں میں اہل اسلام کیا ہر اس بات کا کہ حدیث صحیح ہو یا حسن اور اسید واسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابوں سے زیادہ
 اور وفات ابو داؤد کی سو لکھوین کتابیں میں شال سے سل دو سو اور پچتر چھری میں ہوئی اور پچتر میں فنون ہوئے اور عراق کی تتر سال

احوال ترمذی کا

کنیت اکی ابو عیسیٰ ہوا نام و نسب محمد بن عیسیٰ بن سوریہ بن موسیٰ بن اسحاق سلمیٰ اور ترمذ نام ایک شہر کا ہے اور ترمذی
 شاگرد ہین بخاری کے اور مسلم اور ابو داؤد سے بھی روایت کرتے ہین برسوں طلب علم حدیث میں صرفے اور سیکتا اب انکی
 عمدہ تصانیف سے ہر کئی فائدہ من پر نسبت اور کتابوں کے زیادہ مثل ہر اول ترتیب اسکی خوب ہر دوسرے کرار کہ ہر تیسرے ہر مقام
 غائب ائمہ اور وجہ استدلال ہر ایک کی ذکر ہین ہین چوتھے ہر حدیث کے ضعف اور صحت سے بحث کی ہر پانچویں ضعف اور ثبوت
 راویوں سے بھی فرض ہوا اور انکو خلیفہ بخاری کا کہتے ہین اور ترویج اور زہد اور خوف اور کما جید تھا خوف انکی سے برسوں ہوا
 آخر اندھے ہو گئے اور ایک حکایت عجیب انکی یہ ہے کہ سنے کی راہ میں ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اس شخص سے دو ہجرت
 لکھے تھے اور فرصت قرارت کی نہیں پائی تھی ترمذی نے اس وقت اونسے قرارت طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہا کہ وہ جزیر کا
 یکا یک ترمذی نے جو انکو تلاش کیا تو وہ شطہ اور کم ہو گئے تھے دو جزو سفید کاغذ ساہ کے کمال کے حدیث اونسے سننے لگے شیخ کی نگاہ
 جو اس کا غذا پڑی غصے ہو گئے اور کہا تم مجھے ہنسی کرتے ہو ترمذی نے کہا کہ نہیں میں نے اون جزو کو کم کیا لیکن احادیث سب
 مجھے اون جزو کی یاد ہین شیخ نے تعجب سے کہا کہ بڑھو ترمذی نے اول سے آخر تک پڑھ دیا اور دین مجھوے اور سب حدیثیں سنا دین
 تیغ نے کہا کہ اسکا جھکو یقین نہیں آتا سابق سے تنے یاد کر لی ہو گئی ترمذی نے کہا اٹھاں فرمائیے شیخ نے چالیس حدیثیں غریب کا
 انکو ایک بار سنا دین ترمذی نے اون حدیثوں کو پھر عینہ کیجا بھی نہ مجھوے اور سنا دیا اور ایسے ایسے تھان انکے حافظے کے اکثر ہو گئے اور کہتے ہین
 اس مصلح کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلا اس کتاب کو عطا کھجاز کے سامنے پیش کیا سنے پسند کیا بعد اس کے علای حراق کے سامنے وہ بھی
 خوش ہوئے بعد اس کے مینے اس کتاب کو رواج دیا اور وفات انکی ترمذ میں دس شنبہ کی رات کتائیسویں ہجری میں سال دو سو ستر اور نو ہجری میں

احوال نسائی کا

نام انکا ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ہے اور یہ نسبت ہر طرف نسا کے کہ نام ایک شہر کا ہے
 خراسان میں پیدا ہوئے سال دو سو اور چودہ ہجری میں اور بڑے بڑے شیخوں کو اور عالموں کو حدیث کے بابا شافعی مذہب تھے اور
 ہمیشہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے نہایت قوی اور زبردست تھے چار ہویاں تھیں ہرات کو ایک کے پاس جاتے
 تھے اور لوہدیان بھی بہت تھیں اور پہلے ایک کتابت میں کی کہی اور نام اسکا سنن کہری رکھا جب اسکی تصنیف سے فارغ ہوئے
 ایک میر نے اونسے پوچھا کہ جتنی حدیثیں اس کتاب میں ہین سب صحیح ہین انھوں نے کہا کہ صحیح بھی ہین جن بھی ہین سب قسم کی

حدیث میں اس پر غور کیا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجیے جس میں سب سے پیشتر صحیح ہو ورنہ تب انھوں نے اس کو خلاصہ کے
 صحیح حدیثیں منتخب کیں اور نام اس کا مجتبیٰ رکھا اور اس کو سنن مغری بھی کہتے ہیں اور وہ جو سنن نسائی اس نام میں
 مشہور ہے یہی سنن مغری ہی اور سب سے پہلی کتب کتب کا یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضیٰ کی مناقب میں ایک کتاب انھوں نے تصنیف کی
 بعد فراغت کے انھوں نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع و مشرق میں بیان کریں کہ وہ ان کے لوگ بسبب طاعت نبیؐ کے خواہج
 کی طرف توجہ کرتے ہیں کچھ تھوڑا سا بیان اس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپ نے امیر المؤمنینؑ کا وہیہ کے مناقب میں بھی
 کچھ لکھا ہے فرمایا کہ عاویہؓ کو یہی کافی ہے کہ نجات پا جاویں ان کے مناقب کہاں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک
 ان کے مناقب میں کچھ نہیں ہے بلکہ کچھ کہنا عام لوگوں نے ان کو تشیع کی طرف منسوب کیا اور لاتین بارنا شروع کیں کچھ چوٹ
 ان کے فوٹوں میں پونجی کہ اس کے سب سے آپ نیم جان کہے جاوے ان کو اوٹھا کہ گھر میں لائے انھوں نے کہا کہ مجھ کو یقین ہے کہ وہ منکر ہے
 کہ یا وہ ان جاکے مردن پڑا ہے میں جاتوں غرض کہ میں پونجی اور صفا اور مردہ کچھ میں فون ہوئے وفات ان کی وہ شنبہ تاریخ صفر
 سال تیر سو تین میں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ راہ میں ان کا انتقال ہوا اور وہ ان سے لاش ان کی کے میں لے گئے

احوال ابن ماجہ کا

نام اس کا ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن ماجہ قزوینی ربیع اور ربیع نسبت ہی طرف رجب کے کہ نام ایک قبیلہ کا ہی
 اور قزوین نام ایک شہر کا ہے عراق عجم میں اور یہ کتاب ان کی عمدہ تصانیف میں سے ہے اور صحاح ستہ میں بقول اجماع داخل ہے اور جب
 اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے ابو زرعہ رازی کے پاس گئے اور انھوں نے اس سنن کو دیکھ کر کہا کہ اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھ لگی
 اکثر کتابیں فن حدیث کی بیکار ہو جاوے گی اور واقعی یہ کتاب مختصر اور عدم تکرار میں بے نظیر ہے اور ابو زرعہ نے اس کتاب کی صحت کی شہادت دی
 اور کہا کہ غالب ہو کہ اس میں کچھ فی حدیث نہایت ضعیف موضوع ہوگی اور اس سنن میں تیس کتابیں ہیں ان میں ایک ہزار انسواب ہیں اور سب
 حدیثیں اس کی بار ہزار ہیں صحیح ہے کہ ماجہ ان کی ماکا نام تھا اور عبد اللہ داؤد ان کے صحابی تھے سنہ دوسو اور نو تہجری میں پیدا ہوئے
 اور بہت شائع حدیث سے استفادہ کیا اور بخوبی اس فن سے مطلع ہوئے اور وفات ان کی شنبہ کے روز تیر سو تیر سو تین تاریخ صفر میں ہوئی

بیان تقلید کا

جانا چاہیے کہ بعض محققین نے تقلید مذہب میں کو مذہب یا ربیع میں سے واجب کیا ہے اور بعض نے مستحسن و افضل ان دونوں میں
 اسی طور پر کہ جو شخص عالم فن حدیث کا ہو وہ چاروں مذہب کے مآخذ اور اصول میں واقف ہو کہ کلام اللہ کی آیات منسوخہ اور غیر منسوخہ
 اور معانی ان کی میں بخوبی مطلع ہووے اور صرف ضعیف حدیث اور صحت میں بہرہ نام ہو کہ کیفیت رواد سے آگاہ ہو بہت احادیث
 اس کو مستحسن ہوں اکثر کتابیں حدیث کی اس کے مطالعے سے گذرین ہوں تو ان سب صورتوں کا جو شخص جہاد ہووے اس کو توفیق ہے
 معین کرنا مستحسن ہے اور جو شخص میں بشرائط متحقق نہیں تقلید کا وجوب دیکھتا ہے حق میں ہے اور اس زمانے میں ایسا شخص جو شرائط
 مذکورہ کا جامع ہووے اکثر عقائد میں متحقق نہیں اگرچہ ممکن الوجود با مکان عقلی ہے اور تقلید ائمہ مجتہدین اہل شرعیہ میں حقیقت
 اطاعت خدا اور رسول میں داخل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ اور اسیدو اسے مفسر نے اولی
 الاکثر منکم سے امر اور سلاطین مسلمین کو دلیہ ہیں نہ مجتہدین نہ شریعت چنانچہ بیضاوی میں ہے کہ اس کی تائید کرتا ہے قول اللہ تعالیٰ

[illegible]

واجب ہر عامی اور غیر عامی پر جو نہ ہو نہ چاہو درجہ اجتناد کو التزام ایک مذہب میں کا مجتہدین سے اسے اور کما حقہ علیہ
نوی نے روضۃ الطالبین میں اَنَا اَوَّجِبُكَ اَدَّ الْمَطْلُوقُ فَقَالَ اَخْتَلَفُوا بِالْاَوَّلِ وَالْاَوَّلُ لَا يَبْعَثُ حَتَّى اَوْجِبُوا تَقْلِيدَ
وَاحِدٍ مِنْهُمْ لَوْ كَانَتْ عَلَيْهِ اَمَّتِيهِ وَنَقَلَ اِمَامُ اَحْمَدَ مِنْ اَلْاِجْمَاعِ عَلَيْهِ مَعْنَى اجْتِهَادِ مَطْلُوقٍ تَوْخُّمٍ كَمَا سَأَلْتُهُ
اربعہ کے اور واجب ہر تقلید ایک کی ان میں سے استبر اور نقل کیا امام احمد میں اجماع ہے اور بحر العلوم نے شرح تحریر ابن
میں لکھا ہر غیر المجتہد المطلق بلکہ تَقْلِيدُ فَجَعَلَ مِنْ مَكَانِ الْمُجْتَهِدِينَ الْمُطْلَقِينَ یعنی جو مجتہد
مطلق نہ ہو اس کو لازم ہر تقلید کسی مجتہد مطلق کی تو اگر کوئی یہ مقام رکھے کہ ان احوال سے اتنا ہی ثابت ہوا ہر تقلید کسی ایک اور مجتہد میں ہے
اور ہم بھی کسی مسئلے میں جو مخالف امر ہے اسے ہر عمل نہیں کرتے بلکہ کوئی سیلے پر موافق ابو حنیفہ کے کسی پر موافق شافعی کے سیلے پر عمل کرتے
ہر توجہ بل وکافیہ ہر کہ باعث اس کا یا حصول درجہ اجتناد ہر کہ جہاں قول صحیح موافق احادیث کے پاتے ہیں اور ہر عمل کرتے ہیں بقصور تین تقلید یا
کی حاجت ہو اور اگر بغیر حصول اجتناد کے یہ ہو تو مخالف حق اور باطل کیوں کہ اتفاق کیا علمائے اہل سنت پر کہ نہیں جائز ہے مجتہد کو کہ اس کے ایک
مسئلے میں ابو حنیفہ پر اور دوسرے میں شافعی پر کہ مالا علی فارسی رسالے میں لپے کہ تالیف کیا ہو اس کو قبال کے رد میں بل واجب
عَلَيْهِ اَنْ يُعَيِّنَ مَذْهَبًا مِنْ اِلْذِ اِهْبِ اِمَامًا مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ فِي جَمِيعِ الْفُرُوعِ وَالْوَقَائِعِ وَامَّا مَنْ
مَالَ اَنْ اِمَامًا مَذْهَبَ ابْنِ حَنِيفَةَ وَغَيْرِهِمْ وَلَيْسَ اَنْ يَتَّخِذَ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ مَا يَقُولُ اَوْ يَمْنَعُ
مَذْهَبَ ابْنِ حَنِيفَةَ مَا يَرْضَاهُ لَا اَنْ اَوْجُوْهُ نَا ذَا لِكَ لَا دِي اِلَى اَخْطَا وَاشْرُوحَ عَنِ الصَّبْطِ وَ
حَاصِلُهُ يَكُجِبُ اِلَى نَفْيِ التَّكْلِيفِ لَ اَنْ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِذَا اُنْقَضِيَ تَحْقِيقُ الشَّيْءِ وَمَذْهَبَ ابْنِ حَنِيفَةَ
مَثَلًا اِمَّا حَاجَةُ ذَلِكَ الشَّيْءِ بَعِيْنِهِ اَوْ عَكْسُ ذَلِكَ فَهُوَ اَنْ شَاءَ مَا لَ اِلَى اَحْلَالِ وَاِنْ شَاءَ مَا لَ اِلَى
اَحْرَامِ فَلَا يَتَحَقَّقُ اَحْلَالُهُ وَاحْرَامُهُ وَفِي ذَلِكَ اَعْدَامُ التَّكْلِيفِ وَابْطَالُ فَا تَكْتَفِي وَاسْتِصْلَالُ قَاعِدَةٍ
وَذَلِكَ بَاطِلٌ اِنْ تَمَّ مَا ذَكَرْ كَمَا بَلَّغَ وَاجِبٌ ہر اوپر تعیین ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمیع فروع اور وقائع میں
یا مذہب مالکی کی یا مذہب ابو حنیفہ کی اور یہ نہیں کہ جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کرے اور جو چاہے مذہب مالکی حنیفہ سے کیوں
جو از میں اس کے کام مودی ہو گا طرفہ ملے اور نہ ملنے کے ضبط سے اور حال سکا نفی تکلیف ہو کیوں کہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کو کسی
امر کے ہو اور مذہب ابو حنیفہ کا مثلاً اس کی تحلیل کو توجہ چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے تو حلت
وحرمت کا تحقق وقرر جاتا رہا اور اس میں صریح اعدام تکلیف ہو اور ابطل ہو اس کے فائدے کا اور اتصال ہو اس کی بنا کا
اور یہ باطل ہو اور کما صریح میں لا خیر فی اَنْ یَّکُوْنَ حَقِيقًا فِی بَعْضِ الْمَسْأَلِ وَشَافِعِيًّا فِی بَعْضِ اُخَرَ
نہیں بہتر ہے کہ حنفی ہو بعض مسائل میں اور شافعی بعض میں اور شرح عنین للعلم میں ہر فلو التَّمَّ اَحَدُ مَذْهَبًا کَا فِی حَقِيقَةِ
وَالشَّافِعِيِّ فَلَمْ عَلَيْهِ اَلَا سَمْتًا اُرْ فَلَا یَقْلُدُ غَیْرَ فِی مَسْئَلَةٍ مِّنَ الْمَسْأَلِ یعنی جسے لازم ہے کہ ایک مذہب مثلاً
مذہب ابو حنیفہ یا مذہب شافعی کا تو واجب ہو کہ ہمیشہ اسی مذہب پر رہے اور سوا اس کے کسی مسئلے میں غیر کی تقلید نہ کرے اور کہا
ابن عبد البر نے اَنْ تَتَّبِعَ رُحْمَیْ الْمَذْهَبِ غَیْرَ جَائِزٍ بِالْاِجْمَاعِ یعنی تلاش رخصتوں کا ہر مذہب میں ممنوع ہو بالاجماع اور
تفسیر احمد میں اِذَا التَّمَّ مَذْهَبًا یَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ یَّذُمَّ وَمَا عَلَی مَذْهَبِ اَلْاِمَامِ وَهَیْثُ هُوَ اَعْلَمُ بِالْاَعْلَمِ

یعنی جس مذہب کو التزام کرے تو چاہیے کہ مداومت کرے اور پھر اور نہ پھر جانے طرف دوسرے مذہب کے احوال ان آیات و اقوال سے
 بخوبی واضح ہو کہ شخص پایہ اجتہاد کا نہ رکھتا ہو خواہ عامی ہو یا غیر عامی تقلید مذہب عین کی او سکوا واجب ہو اور وجوب نسبت
 تقلید پر بہت سی دلیلین ہیں کہ ان کو اس مقام میں ذکر کرنا مناسب ہو دلیل پہلی یہ ہے جو ہم نے اس مقام میں قول اکابر علیہ السلام سے
 اس باب میں بیان کیے دلیل دوسری ایسی ہے کہ اس میں ہم کو کلام مذہب میں یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا تھا
 فرمایا کہ مسائل میرے ماخوذ ہیں احادیث و روایات سے تو وہ حال سے خالی نہیں یا اس فعل کی تصدیق کرتے ہو یا انکار کرتے ہو
 اور او کو کذب جانتے ہو یا تقدیر اول تو ابعداری اس مذہب کی صحیح مسائل میں اجتہاد کی اور تقدیر ثانی میں اگر احتمال کذب
 جیسے امام صاحب کی طرف ہر اسی طرح جائز ہے کہ احتمال کذب بخاری سلم کی طرف ہو مثلاً جب امام صاحب کہ مضد اق
 خَيْرُ الْقُرُونِ قُرْنِي ثُمَّ الَّذِي يَكُونُ مَعَهُ ثُمَّ الَّذِي يَكُونُ مَعَهُ ثُمَّ الَّذِي يَكُونُ مَعَهُ ہین یون فرما دیں کہ مسائل بیان کیے ہوئے ہیں ہمارے ہاں
 کتاب و سنت اور قضایا صحابہ سے تو قول و کالاتی اعتماد ہو اور جب بخاری سلم وغیرہ کا دوسرے نہایت تاخر ہیں مگر یہ نہ
 کہ یہ حدیث ہو کو فلا نے سے پونہچی ہو تو قول او کا بغیر گفتگو مقبول ہو جاوے تو بیجا ہے کہ امام عظیم نے کذب یا یہ کہا ہو کہ مسائل بیان
 کئے ہوئے میرے ماخوذ ہیں کتاب و سنت سے اور واقع میں مسائل اختراعی اور عقلی ہوں اس طرح جائز ہے کہ بخاری سلم وغیرہ سے
 کذب کہا ہو کہ حدیث ہو کو فلا نے سے پونہچی ہو تو ایک کی بات کو صادق جاننا اور دوسری کی بات کو باوجود بزرگی و فضل کے کذب
 شمار کرنا صحیح بلا مرجع بلکہ ترجیح مرجع ہو دلیل تیسری یہ ہے کہ اس نے ہمیں اکثر غیر مقلد جو علما سے سن لیتے ہیں کہ یہ قول موقوف
 حدیث کے ہے اور او سپر عمل کرتے ہیں تو تعجب ہے کہ قول اوں جملہ کا جن کو امام صاحب کی نسبت بالکل وقوف نہیں لائق اعتبار
 ہو جاوے اور امام صاحب کا قول لائق اعتماد اور عمل کے ہو کہ اور یہ نہایت عجیب و غریب دلیل چوتھی یہ ہے کہ اکثر علما اور
 فضلا اور اولیاء الاساس امت میں اتباع مذہب چھوڑنے کے چلے آئے ہیں تو احتمال اطلاق اس مذہب کا ایک شخص کے قول سے
 کس طرح جائز ہو گا بلکہ ہمیشہ ان جہان بستہ میں سلسلہ اندہ رو بہ از حیلہ چرسان جگہ میں سلسلہ راہ و دلیل پانچویں
 یہ ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے اشعوا للشوق اذا كاعظم فمن شدد شدد في التاكيد يعني طاعت کرو بزرگروہ کی اور جو
 او میں سے نکلیے گا دوزخ میں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يَشْتَعْ عَنِّي سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ قَوْلُهُ مَا تَعَالَى وَاصْلَحْ
 جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا یعنی جو شخص مومنوں کی راہ کے سوا اور راہ طلب کرے پھیرینگے ہم او کو جس طرف بچھڑاؤ
 داخل کیسے گا او کو جہنم میں اور بری ہے وہ جگہ پھیر جانے کی اور حال ان کو اکثر لوگ امت کے تقلید مذہب ابو حنیفہ پر ہیں اور
 باقی او پر مذہب ثلثہ باقیہ کے کہ امام علی فارسی و کما اتبعنا ابی حنیفۃ قدیمًا و حدیثاً ففی الاذیادی فی
 جمیع البلاد سیما فی بلاد الرقہ و ما وراء النہر و ولا یة الصند و السند و اکثر اہل خراسان
 و عراق مع وجود کثیرین فی بلاد العرب بالاتفاق و اظن انہم یكونون ثلثی المسلمین
 بل اکثر عند المحدثین بالاتفاق یعنی اتباع مذہب ابی حنیفہ کا تو زیادتی پر ہی قدیم سے اور جدید سے
 تمام ہر زمین شام کے روم کے ملکوں میں اور ما وراء النہر کے اور ولایت ہند وستان اور سند اور اکثر اہل خراسان
 اور عراق میں باوجود اسکے کہ بہت لوگ ہیں عربین بالاتفاق اور جانتا ہوں کہ ہونگے وہ دو ثلث مسلمانوں کے بلکہ

اکثر نزدیک مندرجین کے بالاتفاق اور اکثر اولیاء اور کاملین اسی مذہب کے معتقد ہیں درختار میں ہر وقت اتباعہ
 علی مذهبہ کہتے ہیں اولیاء الیک ام متین انصف بنبات المجاہدۃ و رکض فی میدان المشاہدۃ
 کاتب اہیم بن اذہم و شقیق البکری و معروف الکحی و ابی بن یزید البسطامی و فضیل بن عیاض و
 داؤد الطائی و ابی حامد اللکاف و خلف بن ابی بکر عبد اللہ بن المبارک و وکیع بن الجحجیح
 و ابی بکر الوڈاق و غیر ہم آخر تک اور ایسا ہی ذکر کیا اکثر علما نے اور کہا اہل شافعیہ کہ جیسا مذہب امام ابو حنیفہ کا قدیم
 ہی اسی طرح آخر تک ہر گاہ اور دیکھنے کی بات ہو کہ امام اعظم صاحب اتباع حدیث میں اور وہ زیادہ ہیں کہ حدیث رسول کو قبول
 کرتے ہیں اور قیاس کو اس کے مقابلہ میں جائز نہیں رکھتے تو افسوس ہوا ان لوگوں سے کہ باوجود مشاہدہ ان امور کے اور
 اس اعتبار بالغ کے ان لوگوں کو صاحب رائے سے شمار کرتے ہیں اور اس مذہب کے مسائل کو اپنے زعم باطل کے موافق خلاف
 احادیث اور آیات کے سمجھتے ہیں اور ان کے تابعداروں کو کہ عواد اعظم میں داخل ہیں ملزوم و خاطی کہتے ہیں مثل مشہور ہے کہ چاند پر خاک
 ڈالنے سے اپنے ہی موہ پر خاک پڑتی ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت دیا ہو وہ لوگ کبھی شریک اتباع اس طریقہ سنیہ
 باز نہ آئیں گے اور بعض لوگ جو مصداق یشیعون ما تشاہد منہ ابتغاء الفتنة ہیں باغواہی مفسدین کے شاگرد ہیں
 محروم ہیں یؤیدون رئیس طغیاً لوک اللہ یا فو اھم و اللہ مدہ و قدہ و لوک الکفر و لوک البغی
 یہی کہ ہفت تسلیم کے جب کوئی مسئلہ مسائل حنفیہ میں سے قسم کا نکال دے کہ جسکی کوئی دلیل حدیث ضعیف یا صحیح یا آیت قرآنیہ
 سے نہ ہو تو اس صورت میں اگر خاص اس مسئلہ میں کلام کرادے اور اس پر عمل نہ کرے تو قول تمھارا لائق قبول ہو گا اور وہ جو مسئلہ قریح
 یا قرات میں پیچھا امام کے یا قلیتین کے مسئلہ میں کلام کرتے ہیں مسائل کو منہ فضل الہی سے اس کتاب تفصیل سے بیان کیا ہے اور
 تمامی مطاعن کے جوابات تحریر کیے ہیں دیکھنے سے ظاہر ہو گا حالانکہ امام شافعی کے مذہب میں بھی ایسے ایسے مسئلے ہیں جنکی دلیل ضعیف
 اور ان میں کلام غلط ہے اور حدیث نہ ناخواند پر کیا اور کھانا انہیں کھانے کا جس پر اکثر نام نہ لیا گیا ہو تو قصہ اور کوئی مذہب ایسا نہیں
 مسئلہ میں کسی اور فقیر ہوں قسم کے مسائل جو ہیں بلکہ اساقول انہو جو مخالف صحیح حدیث ہو و اگر کسی دلیل سے اس میں شک نہ ہو و اللہ اعلم

جواب ابون مطاعن کا جنکو اکثر غیر معتقدین بیان کیا کرتے ہیں

طعن پہلا ہم لوگ احادیث کے اوپر عمل کیا کرتے ہیں اور تعجب ہے کہ قول ابو حنیفہ کا تو قابل قبول ہو اور قول جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل عمل کے نہ ہو جو اب احادیث پر عمل کرنا تو عین ہمارا مطلب ہے مگر یہ کہ جس شخص کو معرفت حدیث کی
 اور ناسخ و منسوخ کی ہو و اور حانی حدیث سمجھتا ہو و اور طریقہ استنباط جانتا ہو و تو اس شخص کو عمل بالحدیث جائز ہی اور میں
 بشرط تحقق نہیں ہو سکوں گے کہ احادیث پر دیکھ کر جائز نہیں تقریر شرح تحریر میں ہو و کیسے للعاصی الاخذ بظاہر الحدیث
 یحجزان کو فہم مصر و فاعن ظاہرہ او منسوخ خابل علیہ الشیخ ع رالی الفقہاء لعدہ الاخذ بآء فی حقہ
 الی معرفۃ صحیحہ الاخبار و سقیما و ناسیحا و منسوخا فاذا اعتقد کان تارکاً لالی اوجب علیہ انتہی
 یعنی نہیں جائز عامی کو تمسک کرنا ساتھ ظاہر حدیث کے بسبب از صرف ہو و اسکی کیا ظاہر ہے یا منسوخ ہو و اسکی کیا دلیل اللہ اعلم
 عامی کے رجوع طرف تمسک کے جہت امتناع حق میں اسکی طرف معرفت صحیح احادیث اور قیام اور ناسخ و منسوخ کے پس اگر اعتماد کر لیا

[illegible]

مجتہدین کوئی طریقہ نہیں ہوا اور حکم محمد کا درحقیقت حکم کتاب سنت ہی اور کلام صاحب صحیح العزیز یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز
 اس آیت کی تفسیر میں ہر شیخ کا الگ الگ بیان ہے تا کی نسخ میں اس تفسیر کے کہ مشرکین کو کوئی کتابت سے منکر خدا و رسول کے
 پیش کرتے تھے ہر نسخ میں اس تفسیر کے کہ فی حقیقت اطاعت خدا و رسول کی ہی اور کس طرح مولانا صاحب نسخ کرتے تھے اس کی
 خال اگر خود بھی منکر تھے اور خود ہی تفسیر میں لکھا تھا کہ لا ابداء کے تحت میں فرماتے ہیں کہ اوں لوگوں میں کجکاری اچھا
 بحکم خدا فرض ہو مجتہدین شریعت اور شیخ طریقت ہیں کہ حکم اوتھا بھی واجب الاتباع ہی عوام ہست پر کوئی نہ فہم اسرار شریعت اور
 دقائق طریقت انکو میرے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاسئلہ اہل الذکر ان کتبتہ کا تھکھو یعنی پوچھ لو نصیحت والوں
 اگر تم نہیں جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد البجیر میں لکھا ہے کہ جان تو بوشاکتہ سے کہنے میں ساتھ ان شاء اللہ کے
 مصلحت عظیمہ ہو اور اعتراض میں اس سے بڑا مفسدہ ہو اور ہم بیان کرتے ہو کوئی وجہ سے انتہی طعن و سرادیکو صحاح
 کی کتابیں جو احادیث کے نقل ہیں اور کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں اکثر جامعین شافعیہ کے موافق ہیں اور حنفیہ کے مخالف تو اولے
 اس صورت میں عدم اتباع مذہب حنفیہ ہو گا جواب صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں کہ جنکو محدثین نے
 بیان کیا ہے مثلاً معجم طبرانی کی موطا امام محمد کی تصنف ابن ابی شیبہ کا کتابین دارقطنی کی تصانیف طحاوی کی تصانیف وغیرہ
 اور حاکم کی وغیرہ اور صحاح ستہ کی شہرت بتنی ہی اس بات پر کہ اکثر محدثین ان کتابوں کی صحیح ہیں جیسا کہ انکا ذکر اوپر ہم کر چکے
 اور یہ لازم نہیں کہ جو حدیث ان کتابوں میں نہ ہو وہ صحیح نہ ہو سیکڑوں حدیثیں صحیح ایسی ہیں بخاری مسلم کی شرط پر
 کہ ان کتابوں میں موجود نہیں طعن تیسرا حنفی مذہب کو چونکہ یہ لوگ اکثر جامعہ مخالفت حدیث کی کرتے ہیں اور قیاس اور را
 کو دخل دیتے ہیں ہوا سب سے نام انکا اہل الرائے ہوا اور یہ نام انکا قدیم سے ہی ترمذی میں جابجا دیکھو مسائل مذہب حنفیہ کو لکھا ہے
 وهو قول اہل الرائے جو اس کا ہر اہل الرائے کو کہنے کا سبب ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور بارکی تہنات
 اقسام کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ میں قول اوتھا بلا تا مل فکر نہیں آتا تھا اس سے بعض لوگوں نے اونکو اہل الرائے کہنا شروع کیا
 اور یہ نام و طعن نہیں ہو سکتا الا اور صورت میں کہ مسائل انکے صرف رائے اور اختراع عقل پر بنے ہوں حال انکہ کوئی مسئلہ انکا
 قسم کا نہیں جسکے ساتھ اور مجتہد نے بھی تسک کیا ہو اور کیونکر اہل الرائے ہو گئے حال انکہ انکے نزدیک حدیث ضعیف مرسل
 مقدم تر اور اولیٰ تر ہی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہیں کرتے تو اگر کسی نے ازراہ تعصب
 یا کسی اور وجہ کوئی کلمہ خلاف اونکی شان کے کہا تو اس پر اعتبار کرنا در صورتیکہ وہ مطابق واقع اور نفس الامم کے نہ ہو بے نہایت
 اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن میں کامل ہو نہ ہو نہ گزرا کہ کسی نے اس کے کلام میں رد و قبح نہ کیا ہو اور اسکی شان میں کچھ نہ ہو
 یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ بالفاق مشائخ طریقت اور علما شریعت کے اولیا گیارہ میں ہیں اور سیکو
 اہل حق ہیں اونکی ولایت اور علو درجہ میں کلام نہیں لیکن ابن جوزی محدث نے کیا کیا اونکی شان میں کہا ہے اور اسی قبیل سے عمارت
 و شجرات و منازعات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری جانب کو برا کہنے لگے مثلاً
 ترمذی نے امام ابو حنیفہ کی شان میں جو بیان کیا تو اب ترمذی کی بُرائی کرنا ہو گا لازم نہیں یا ابن الجوزی نے ازراہ خطائے خود شاہ
 رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا اس سے ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی بُرائی کرنا اور اپنے طعن کرنا لازم نہیں چوتھا یہ جو چار مذہب

لوگوں نے مقرر کر لیے ہیں اسکا حکم کچھ خدا اور رسول نے نہیں فرمایا ہی بلکہ ان لوگوں نے اپنے دل سے چار مذہب ٹھہر کے حق کو اپنا
 حکم کیا اور جو قول کہ ان کے مخالف ہو اسکو باطل بنایا پس دلیل شرعی اس باب میں کوئی باقی نہیں جاتی جو ان المذہب شرع
 میں چار میں ایک ان میں اجماع است بھی ہو اور طاعت اہل اجماع کی فرض ہو اور اجماع کیا است محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
 نے ان چار مذہبوں پر اور اتفاق کیا اس بات پر کہ جو ان چاروں کے مخالف ہو باطل ہو چارہ میں ہر مذہب مخالف الایمان
 الا ربعة متخالفة للاجماع وقد صحح فی الشرح ان الاجماع انعقد علی اعداء العمل بحدیث ہب متخالفة
 الا ربعة لا تضبط مذاہبہم وکثر ما تبعہم یعنی جو حکم مخالف ہوا ان چار اماموں کے قول کے سو وہ اجماع
 مخالف ہو اور تصریح کی ہو ان امام نے تحریر میں کہ تمام علماء کا اجماع ہوا ہی عمل کرنے پر اور نہ ہر حکم جو مخالف ہو ان چار اماموں
 اس واسطے کہ ان اماموں کا مذہب ضبط اور آراستہ ہوا ہی اور ان کے اتباع کرنے والے بہت لوگ ہیں حال ہی کہ ان اماموں کے
 متقلبین ہوا و انہم من اهل من اور سواد عظیم کی متابعت کرنے کو حدیث میں حکم ہو اور اسکا بیان گذرا اور زیاتہ المراد میں موقوف
 و فی زماننا هذا قد انحصرت صحة التقلید فی هذه المذاهب الاربعة فی الحکم المتفق علیہ ویکفیہم
 و فی الحکم المختلف فیہ ایضا قال السیوطی فی شرح الجامع الصغیر لا یجوز الیوم تقلید غیر الاربعة الا ربعة
 فی قضاء وکذا لا یتأخر ہاے اس طے میں منحصر ہوئی ہو تقلید ان چار مذہب میں خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پھر ان چار
 کے سوا اور کسی تقلید جائز نہیں اور کما مائدہ شی باسبب صغیر کی شرح میں جائز نہیں ہو اس طے میں تقلید کرنے والی چار
 اماموں کے نہ تو قضائے میں نبی فاضل کو درست نہیں کہ ان مذہب کے سوا اور کا حکم کرے اور نبی کو درست نہیں کہ
 بر خلاف ان کے فتویٰ دے اور تفسیر احمد ہی میں ہر قد وقع الاجماع علی ان الاتباع اقصا یجوز للاربعة فلا یجوز
 الاتباع لمن حدث متحدثا اقصا لفظہم یعنی بیشک اجماع ہوا ہو اس بات پر کہ اتباع سوا ان چار مذہبوں کسی
 جائز نہیں سو نہیں جائز ہی اتباع او شخص کہ جو نیا مجتہد مخالف ان کے نکلے اور اوی کتاب میں ہر قد الاختصاص ان انحصار
 المذاهب فی الاربعة و اثباہم فضل الہی و قبولہ لیت عند اللہ تعالیٰ لا یجوز فیہ للمذہب غیر
 و لا دلالة یعنی انصاف یہ ہو کہ منحصر ہونا مذہبوں کا ان چار میں اتباع کا فضل الہی ہو و قبولہ لیت عند اللہ تعالیٰ کے اور اس باب
 میں دلیل اور توجہ کو دخل نہیں طعن یا انچوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہر ایک صحابی جیسی حدیث
 کو پاتے تھے اوی طرح پر عمل کرتے تھے مجتہد ہو یا عامی نہ یہ کہ کسی صحابی میں کی جو مجتہد ہو تا حدیث او کی تقلید پھر
 کرتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل میں لاتے تھے تو اب اس میں بھی موافق اس کے عمل کرنا صواب ہے کچھ حرج نہیں جو ان
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عند مبارک میں یا اس زمانہ میں جو آپ کی وفات سے قریب تھا اکثر لوگ صحابی موجود تھے کسی حدیث
 جو غیر معتبر ہو بھی بیان نہیں کرتے تھے احتمال کذب کا او کی نسبت ہرگز تھا اسی واسطے جو شخص کہ کوئی حدیث کسی صحابی یا
 مقبول سے سنتا تھا بوجہ استبار کے او پر عمل کرتا تھا برخلاف اس طے کے کہ ہزاروں قسم کی حدیثیں اور قصے لوگوں نے
 جھوٹے بجا کر لیے ہیں اوی حدیث کے قسب ہم کہہ دیتے تھے تو اس صودت میں ہر شخص کے کہہ کے موافق عمل کرنا ناجائز
 جو لوگ کہ حال کفویت و رواں اور احادیث سے واقف تھے وہ اور لوگوں کو بتلا دیتے تھے اور لوگ ان کی تقلید کرتے تھے

تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا اس لئے کاحاق ہوا اور بہت سے مطاعن جو بغیر مقلد بیان کرتے ہیں اور کجاوا
 بھی ان جوابات سے نکل آویگا اور جب مشہور مضمون کا خیال ہوا تو معلوم نہیں کہ جو اور طعن ہیں، کیسے ہونگے مسلمانوں کو لازم ہے
 کہ انکی باتوں کی طرف خیال نہ کریں اور جس طریقے پر کہ اکابر علیک استاد اور ہزاروں اولیاء اللہ محبوب خدا کے جلتے رہے اوقی جملین
 اور ایک مکر اس نے کایہ ہر کہ نام اپنا بمقابلہ حنفی شافعی کے محمدی رکھا ہی اس وجہ سے کہ ہم لوگ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اختیار کرتے ہیں اور اسکی پیروی کرتے ہیں برخلاف مقلدین کہ ان لوگوں نے خلاف طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ضیفہ
 اور شافعی کا طریقہ اختیار کر لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل کو ترک کیا ہی اور یہ نہیں سمجھتے کہ طریقہ ابوحنیفہ
 یا شافعی کا بعینہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کچھ ہو سکے مخالف نہیں اور شیعہ انکا ان بتوں کے ساتھ بوجہ تقلید مذہب
 معین کے ہی ورنہ تمامی اہل حق محمدی ہیں حاجت انکی تخصیص کی کیا ہو اور دوسرے کہ اس نے یہین جو معروف کتابیں مشہور و رواج
 پائیں ہیں مثال شکوہ شریف بخیر کے او میں اپنے مذہب کے موافق احادیث نکال کے عوام تقلید سے بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے صحیح ان کا نہیں
 سمجھا ہے اور پھر اسانہ صریح مخالفان احادیث کے ہر قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ٹکے قول ابوحنیفہ اختیار کرتے ہو اور یہین جانتے ہو کہ یہی
 کتابیں جی حدیث کی ہیں انہوں نے خواب میں بھی کئی کئی اور ہزاروں حدیثیں صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر ان کتابوں میں موجود ہیں

فصل چہ صلاحت کتاب کے بیان میں

جانا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب میں جہاں آیا ہے مراد اونسے امام محمد اور امام ابو یوسف ہیں اور طرفین سے
 امام محمد اور امام ابوحنیفہ اور شیعین سے امام ابی یوسف اور امام ابوحنیفہ اور اس کتاب میں حرف صمد سے جو قلم صلی سے لکھا
 مراد کتاب اصل شرح و قایہ ہی اور حرف فاسے زیادت اور جو احادیث میں کہ زائد مضمون اصل کتاب پر ہیں بطریق فوائد کے
 مراد ہیں اور جہاں مطلق امام ہی مراد امام ابوحنیفہ ہیں اور ائمہ اربعہ سے امام ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور
 امام احمد رحمہم اللہ مراد ہیں اور لفظ شیخین سے ذکر احادیث میں بخاری اور مسلم مقصود ہیں اور جماعت سے چاروں علما
 باقی یعنی ابن ماجہ اور ابو داؤد و ابن سالی اور ترمذی رحمہم اللہ منظور ہیں اور مقصود پہلی تصنیف قتالیف اس کتاب سے
 فائدہ خلق اللہ کی سیکار د اور کیسیکا اظہار خطا منظور ہی تو اب یہ بندہ عاصی پر عاصی فقیہ حقیر رنگ خاندان محتاج حتر
 ایزد منان محمد و حید الزمان ولد ولوی محمد سیح الزمان لکھنوی فاروقی حنفی مؤلف اسکا اول صاحبوں کی خدمت
 میں جو اس کتاب کے مطالعے سے مسرور اور محظوظ ہوں عرض سا ہی کہ جس جگہ پر از راہ خطا انسانی کے کوئی قسم کی
 لغزش دیکھیں تو پردہ عفو سے چھپاؤں اور مجھ گنہگار اور سیر والدین اور تمامی عزیز و اقارب اور عامہ مسلمین کے واسطے دعا
 خیر کریں اور اس کتاب کے بڑھنے کایہ طریقہ رکھیں کہ جس جگہ پر نام مبارک حضرت سیدنا و مولانا و رسولنا محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا آئے آپ پر صلوة و سلام بھیجیں کیونکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جس شخص پر ذکر کیا جائے نام میرا اور وہ درود بھیجے
 مجھ پر تو وہ بڑا خلیل ہو اور حقیقت میں بڑے انسوس کی بات ہو کہ جو دنیا میں کسی کا دوست ہوتا ہی اسکے ذکر کے وقت مدح او
 ثناء میں اسکی مشغول ہوتا ہی اور جب محبوب خدا شافع روز جزا بھیجے حق جناب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنا جائے
 اور جبر لوگ محروم تو اب صلوة و سلام سے رہیں اور جس کی آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ذکر آئے او نہر کلمہ

رضی اللہ عنہ کا کوہنا ضرور جانیں اور تابعین کو اور اور علماء کو بکلی رحمتہ اللہ علیہ التفاکر میں اور قبل شروع اس کتاب کے
 بالادب جو کہ حضرت علی علیہ السلام پر درود شریف تین بار اور سورہ اخلاص تین بار اور الحمد الکیبار پڑھیں اور توایا و سکا
 تمام صحابہ اور علماء اور بزرگانین کو تو بجاوین بعد اسکے کتاب کو مطالعہ کریں اور بعد فرائض کی بھی ایسا ہی کریں اور یہ
 تصور کرتے رہیں کہ جتنا علم ہم سیکھتے ہیں یا سمجھتے ہیں وہ سب اللہ کا لیا ہوا ہے اور اس کی ضمانندی کے لئے اور عمل
 کرنے کے لئے کرتے ہیں اور غرض دنیا اور تحصیل مال کبھی علم سے بڑھ کر کہ بعد عاریتاً ان شب شرائط کے ضرور اللہ تعالیٰ اس کے علم میں
 برکت دیکھا اور توفیق عمل کی عطا فرما دیکھا اللہم وفق لنا بالخير واجعل خواتم اموالنا بالخير اللهم شرفنا

عليك امهات العبد واعطينا علمنا نافعاً وقمنا كاملاً وقلبا خاشعاً وطيناً

مستقيماً وعاملاً مقرباً يا الله اعف عننا و لو الدنيا جمع المسلمين

والمسلمات الاحياء منهم والاموات اين بارت

الغالبين تمت مقدمه الكتاب وبنوهم

كتاب الطهاره في الاموال

يا كثر خيرنا وبقا

نقط

کتاب الطہارۃ

۲۰	فصل وضو کے بیان میں	۲۶	فصل وضو وضو کے بیان میں	۳۵	فصل غسل کے بیان میں	۳۴	فصل مویات غسل کے بیان میں
۲۱	فصل پاؤں کے بیان میں	۵۰	فصل پاؤں کے بیان میں	۵۱	فصل پاؤں کے بیان میں	۵۲	فصل مویات غسل کے بیان میں
۵۶	فصل جانوروں کے جھوٹے کے بیان میں	۵۸	فصل جھوٹے کے بیان میں	۶۶	فصل بیخ موزوں کے بیان میں	۶۶	فصل بیخ موزوں کے بیان میں
۷۰	فصل حیض کے بیان میں	۷۵	فصل استحاضہ کے بیان میں	۷۷	فصل نفاس کے بیان میں	۷۷	فصل نفاس کے بیان میں
۷۹	فصل نجاست غلیظہ و خفیفہ کے بیان میں	۸۱	فصل استنجہ کے بیان میں				

کتاب الصلوٰۃ

۸۳	فصل نماز کے وقتوں کے بیان میں	۸۹	فصل اذان اور اقامت کے بیان میں	۹۳	فصل نماز کی شرطوں کے بیان میں	۹۵	فصل نماز کی اہلیت کے بیان میں
۱۱۲	فصل قرات کے بیان میں	۱۱۵	فصل نماز جماعت کے بیان میں	۱۱۹	فصل محدث میں بیچ نماز کے	۱۲۱	فصل ہندسات نماز کے بیان میں
۱۲۳	فصل رکوعیات نماز کے بیان میں	۱۲۷	فصل رکوع اور رکوع کے بیان میں	۱۳۶	فصل نوافل کے بیان میں	۱۳۰	فصل تراویح کے بیان میں
۱۴۱	فصل نماز حرام اور مستحکم کے بیان میں	۱۴۳	فصل فرض پارس کے بیان میں	۱۴۵	فصل نمازوں کے پڑھنے کے بیان میں	۱۴۶	فصل سجدہ سہو کے بیان میں
۱۴۹	فصل بیمار کی نماز کے بیان میں	۱۵۰	فصل سجدہ تلاوت کے بیان میں	۱۵۲	فصل مسافر کی نماز کے بیان میں	۱۵۳	فصل نماز جمعہ کے بیان میں
۱۵۸	فصل عیدین کی نماز کے بیان میں	۱۶۱	فصل عیدین کی نماز کے بیان میں			۱۶۲	فصل شہید کے بیان میں
		۱۶۵	فصل نماز کعبہ کے بیان میں				

کتاب الزکوٰۃ

۱۷۷	فصل مالوں کی زکوٰۃ کے بیان میں	۱۸۳	فصل عاشر کے بیان میں	۱۸۴	فصل زکوٰۃ خارج کے بیان میں
۱۸۷	فصل مصارف زکوٰۃ کے بیان میں	۱۹۰	فصل صدقہ فطر کے بیان میں		

کتاب الصوم

۱۹۷	فصل روزہ خاصہ ہونے کے بیان میں	۲۰۱	فصل روزے کے کوہات کے بیان میں	۲۰۷	فصل اعتکاف کے بیان میں
-----	--------------------------------	-----	-------------------------------	-----	------------------------

کتاب الحج

۲۲۷	فصل قرآن اور شیعہ کے بیان میں	۲۳۲	فصل مہجیات کے بیان میں	۲۳۵	فصل شہادت کے بیان میں	۲۳۶	فصل احصاء کے بیان میں
۲۳۸	فصل ہجرت کے بیان میں	۲۳۹	فصل ہجرت کے بیان میں	۲۳۹	فصل ہجرت کے بیان میں	۲۳۹	فصل ہجرت کے بیان میں
۲۳۹	فصل ہجرت کے بیان میں	۲۳۹	فصل ہجرت کے بیان میں	۲۳۹	فصل ہجرت کے بیان میں	۲۳۹	فصل ہجرت کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْجَمْعُ الْأَوَّلُ كِتَابُ الطَّهَارَةِ

فصل وضو کے بیان میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی ایمان والو جب کھڑے ہو تم طرہ نماز کے پس دھو لو
اپنے مونہ کو اور ہاتھوں کو کہ منیوں تک اور سر کو اپنے سر کا اور دھو پاؤں کو ٹخنوں تک فرض وضو میں چار
چیز میں ہیں پہلے دھونا مونہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی اوستے دوسرے کان کی اوستے
اور سر کے گرد ایک اگر درمیان کان اور نسا کے تر کرے اور پانی نہ بہا دے کافی ہو جیسا کہ گناہ اور بوجہ
نے کہ وضو کرنے والا اگر تر کرے سب عسما وضو کو اور پانی جاری نہ کرے جائز ہے اگر علمائے معنی اسکے یوں بیان
کیے ہیں کہ ہر عضو سے دو تین قطرے جاری ہوں اگرچہ پانی در پی نہ بہیں دوسرے دھونا دونوں ہاتھوں کا منیوں
سمیت پیشے دھونا دونوں بیرون کا ٹخنوں سمیت اور امام زفر کے نزدیک گنیاں اور ٹخنے دھونا فرض نہیں اور غنا
روایت میں ہشام کی امام محمد سے وہ قوی و جوج قدم میں ہر نزدیک کہ شے جوتی کے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ ہڈی
اونچی ہر سپر پٹالی کی ہڈی ختم ہوئی ہی جوتے شے کرنا جو تھائی سر کا فٹ کیونکہ روایت کیا مسلم اور دیگر آئی اور
ابوداؤد اور بخاری سے بغیر میں شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اور پیشانی
اپنی کے اور اوپر عمامے اور سوزن کے اور پیشانی کے سے جو تھائی سر کے برابر ہوتی ہی اور روایت کیا ابوداؤد اور حاکم نے
ان سے کہا کہ بچا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور ان کے سر عمامہ تھاپس لگا ہوا تھا نیچے عمامے کے
اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر کے سے جو تھائی سر کہ کہتے ہیں اور روایت کیا ایسا ہی کو قوی سے عمامہ سے اور شافعی
نے اور ان کے سے جو تھائی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان سے مروی ہے روایت کیا اسکو سعید بن مسعود نے اور ابن عمر سے
صحیح ہے کہ کہتے کیا انھوں نے ساتھ مسح بعض سر کے روایت کیا اسکو ابن عمر نے اور کسی صحابی سے کمال کا

صحت کو نہیں پونہ چاہیے نہ شستن الکرسی میں ہر حصہ مگر امام شافعی کے نزدیک اگر کمال یا دو بال بھی مسح کر لیا درست ہو جاوے گا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہے اور مسح چوتھائی ڈاڑھی کا امام عظم صاحب کے نزدیک فرض ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک تمام ڈاڑھی کا مسح فرض ہے اور مشہور روایت میں امام ابو حنیفہ سے ساری ڈاڑھی کا مسح فرض ہے اور وہی مسح اور مختار ہی اور مسح کہتے ہیں تمامہ کو اس عضو پر جس کا مسح کرنا ہی پونہ چاہا جائیے نیا پانی برتن سے لے یا جو تری چھانکے دھوئے باقی ہو اس سے مسح کرے اور جو تری ماتھے میں بعد مسح کرے کسی عضو کے باقی رہے یا ماتھے کو چھانکنا غسلہ یا سوئے کر لیا اور اس سے مسح کرے جائز نہوگا اور ایسا ہی سوئے کے مسح میں اور اگر بعد مسح کے سر نہ دواوین دواو مسح کرنا لازم نہوگا یا وضو کیا اور پھر ناخن کٹوائے اتنی جگہ کا پھر دھونا واجب نہیں اور سنت وضو میں چوہہ دین چھینے دھونا ماتھے کا بند دست تک **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاگے تم میں سے کوئی تو نہ ڈالے اپنا ماتھہ پانی جب تک اسکو تین بار نہ دھوئے اسواسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ ایمان یا ماتھہ اسکا یعنی پاک جگہ یا نا پاک جگہ روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ **ص** اور یہ دھونا بعض مشائخ کے نزدیک قبل استنجے کے ہے اور بعضوں کے نزدیک بعد استنجے کے اور بعضوں کے نزدیک قبل استنجے کے بھی دھوے اور بعد اس کے بھی دھوے **ف** در مختار میں اسکیو اختیار کیا ہے کہ قبل استنجے کے بھی دھوے اور بعد اس کے بھی دھوے **ص** اور دھوئے کا طریق یہ ہے کہ برتن کو پہلے بائیں ماتھے میں لیکر داہنا ماتھہ دھوے اور پھر دائیں میں لیکر بائیں ماتھہ کو دھوے تین تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور لوٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہو کہ اوٹھنا اسکا ممکن نہیں تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکالے دھوے جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہ ہو تو بائیں ماتھہ کی انگلیوں ملا کے اوپر ڈالے اور پستیل داخل کرے اور بائیں نکالے دائیں ماتھہ پر ڈالے اور انگلیوں کو آپس میں خوب ملے اسی مسح میں بار کرے بعد اس کے دائیں ماتھہ کو اچھی طرح ڈالے پانی نکالے اور اس حدیث میں جو ماتھہ ڈالنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے جب کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اس کے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اس کے ساتھ چھوٹا برتن نہ ہو تو منع یہ ہے کہ خوب مبالغے کے ساتھ ماتھہ ڈالے پانی کو نکالے یہ سب صورتیں جب ہیں کہ اس کے ماتھوں میں سجا اور اگر نجاست ہو تو ماتھوں کو دھونا نجاست بغیر اس بات کے کہ پانی نجس ہو ضروری ہے شروع میں وضو کے اندکانام لینا **بسم اللہ العظیم یا ارحم الراحمین** **بسم اللہ علیٰ دین الاسلام** کہنا ایسا ہی اور مختار میں کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے اول وضو میں ذکر خدا کا کیا یا پاک ہو چکا تمام بدن اسکا اور جو ذکر خدا کا نکلیا پاک ہو چکا مگر تمام وضو اس کے کا روایت کیا اسکو داؤد بنی نے ابو ہریرہ سے اور ابو اسحاق نے اور روایت کیا اسکو یحییٰ نے اور داؤد بنی نے عبد اللہ بن مسعود سے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا ان دونوں نے اسکو ابن عباس سے اور ضعیف کیا اسکو اور نیز ازبی نے القاب میں مانند اسکا ابن مسعود سے کچھ زیادہ کر کے اور اسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہیں اسکا جس نے ذکر کیا نام لگا اور بر روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے اور دارمی نے مانند اسکا اور مراد اس سے یہ ہے کہ وضو اسکا کامل نہیں اور پہلے میں اسکو مستحب لکھا ہے اور اس باب میں روایت ہے خند صحاہ **ص** تیسرے مسواک کرنا **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مسواک کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر نہ شاق ہوتا میری ہمت پر البتہ

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

اسناد میں اسکی ہر مہم میں غیاث بن شاپوری کا متروک ہے کہ انہیں القیم نے شرح ابوداؤد میں وحید بن شاپور سے روایت کیا ہے
یعنی حدیث جاہلی بہت ضعیف ہے اور روایت کیا ہے عدی نے یاسین الزبیدی سے انھوں نے ربیع بن خراش سے انھوں نے
جریر سے جو صحابی ہیں اور یہاں تک کہ وہی گئی ہے حدیث اسکی ترک کیا اور سکونسانی نے اور جامع سے اور عایشہ کی حدیث
اسی باب میں مروی ہے سند امام احمد میں اور وہ بھی ضعیف ہے اور بھی روایت کیا طبرانی نے ابوالدرداء اور امام احمد اور
ابن ابی داؤد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے خلال کرتے داڑھی اپنی کا اور یہ سب حدیثیں ضعیف ہیں
اور روایت کیا بڑے ابوبکر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیا اور خلال کیا اور بھی جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابوشیخہ
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے پاس جبریل علیہ السلام ہو گا کہ اسی جو خلال کرتا ہے اپنی کا اور اسناد میں اسکی ستم
راوی ضعیف ہے اور روایت ہے عمار سے کہ انھوں نے دیکھا ایسے حضرت کو کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا روایت کیا اسکو ترمذی
اور حاکم اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی روایت کیا طبرانی نے عبدالرزاق سے ابو نعیم ابن حبان سے انھوں نے عبدالکریم سے
ابن حبان نے حسان بن لالی سے کہ عمار نے وضو کیا سو خلال کیا اپنی داڑھی کا سو کہا گیا کہ ایسا ہی فعل کیا انھوں نے دیکھا ایسے حضرت کو
کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور ابن حاکم کہ حسان راوی اسکا مہمل ہے اور یہ قول باطل ہے کہ حسان بہت لوگوں نے روایت کیا
کہ اعلیٰ بن المدینی نے کہ وہ فتنہ تھا اور کئی اسکو ضعیف نہیں کیا اور لیکن عبدالکریم ضعیف ہے اور اسے حسان نہیں اس حدیث کو
کہ ابن عیینہ نے اور ذکر کیا حافظ بن عساکر نے بخاری سے کہ اسے اسکا امام احمد کہ نہیں ثابت ہے بیچ خلال کرتے داڑھی
کوئی حدیث اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے قتادہ سے انھوں نے حسان سے اس حدیث کو اور حدیث صحیح ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے
وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ حَسَّانَ بْنِ بَدَلٍ عَنْ عَمْرِو
بْنِ بَاسِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْلِلُ وَيُحْيِيَهُ وَأَسْأَلُكَ عَنْ ذَلِكَ مِنْ
وَالله اعلم اور روایت کیا ابو حنیفہ نے حجاج سے انھوں نے شعبہ سے انھوں نے عمر بن ابی وہب خراش سے انھوں نے موسیٰ بن مروان
بھی سے انھوں نے طلحہ بن عبید اللہ سے انھوں نے عایشہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے خلال کرتے تھے اپنی داڑھی
اور یہ حدیث سند امام احمد میں مروی ہے جیسا کہ اوپر گذرا **ص** ساتویں خلال دونوں ہاتھوں کی اوٹھکیوں کا کرنا انھوں نے خلال
دونوں تیرکی اوٹھکیوں کا کرنا **ف** اس طرح پر کہ بائیں ہاتھ کی چھٹھکیا سے داہنے ہاتھ کی چھٹھکیا سے شروع کرے
اور بائیں ہاتھ کی چھٹھکیا پر ختم کرے کیونکہ روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے نفی بن مسبو سے کہ فرمایا
حضرت نے جب وضو کرے تو نوک کمال کرے اپنا وضو اور خلال کرے اوٹھکیوں کا اور ساتھ کرنا کہ اندر پانی پونچھانے میں اگر روزہ دار
سوائے قیوم کہ ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بدلیے میں جو حدیث لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے خلال کرے اوٹھکیوں کو اٹھالے کہ
آگ جہنم کی دریاں اسکی سوا حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور اس باب میں توایت ہے
ابن عباس سے روایت کیا النسخ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور سب تو بڑے بیٹے شاذ سے روایت کیا النسخ ابن خزيمة اور حاکم
اور احمد اور ترمذی **ض** نویں ہر عضو کو تین بار دھونا **ف** کیونکہ روایت کیا نسائی اور ابن خزيمة نے کہ ایک کو نو بار
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق وضو کا پوچھا پس کھلایا ہندو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دھویا ہر عضو کو تین بار دھونا

کہ ایسا ہی وضو اور جسنے زیادہ کیا اور پر اسکے بڑا کیا اور جو راویوں نے کیا ابو نعیم بن حماد نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا بار بار یا تین بار پس اگر کم کیا اس سے یا زیادہ کیا تین بار دھوئے سو اس سے خطا کی اور نہ اس کی بھیج
ایسا ہی ہوا ہے کہ تین میں اور اس کے سوا بہت سی حدیثیں ہر غصہ کے تین بار دھوئے میں نے تین اور پانچ میں جو اس مقام پر
لکھی ہو تو وہ پانی نہیں گئی کچھ بڑا اور کا دارقطنی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب سے اور دونوں
سندین ضعیف ہیں **ص** دسویں بار سے سر کا مسح کرنا ایک بار اور امام شافعی کے نزدیک تین بار سوائے سر کا مسح سنت ہے
اور جامع ترمذی میں حضرت علی سے روایت ہے کہ ناخنوں میں وضو کیا اور مسح کرنا ایک بار کیا اور کہا کہ ایسا ہی تھا وضو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا **ف** اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی کہا
ابن الہمام نے اور بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار کرتے تھے
اور سفر السعادت میں ہے کہ حضرت مسح کی تکرار بھی نہیں کرتے تھے اور ایک حدیث میں تکرار مسح کی آئی ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے
اور نہ آپ میں جو لکھا ہے کہ حضرت تین دفعہ وضو کیا تین میں بار اور مسح کیا سر کا ایک بار اور کہا کہ یہ ہی وضو حضرت کا سوا یہ حدیث بخاری
نے کہا کہ میں نے نہیں پائی اور بعض لوگوں نے کہا کہ ہر طہرانی نے اس کو روایت کیا ہے اور محمد طہرانی میں اس حدیث کا کہ میں نے نہیں پائی
کہ مارلیعی نے اور یہ غلط ہے کیونکہ یہ حدیث معجم اوسط میں طہرانی کے موجود ہے سند براہیم بخاری **ص** کیا دھوئے دونوں کان
مسح کرنا سر کے مسح کے پانی سے **ف** یعنی جو ترمذی یا تھول میں مسح سر سے باقی ہوا وہی سے دونوں کانوں کا مسح کر
اور نہ پانی نہ لیوے کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ اور دارقطنی نے ساتھ ساتھ صحیح کے حضرت عبد اللہ بن یزید اور ابن عباس سے کہ
حضرت نے فرمایا کہ دونوں کان سر میں سے سر میں داخل ہیں اور جب سر میں داخل ہوئے تو سر ہی میں جس پانی سے مسح کیا ہوا وہی
پانی سے کانوں کا بھی مسح کرے اور یوحنا میں اور سنن نسائی میں روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو
کرنا ہو بندہ مومن باہر آتے ہیں وقت کلی کرنے کے گناہوں کے موند سے اور ناک میں پانی ڈالنے سے ناک سے اور موند دھونے
سے موند سے یہاں تک کہ پلکوں کے نیچے سے بھی اور ماتھے دھونے سے ماتھے کے یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی اور مسح
سر سے یہاں تک کہ کانوں سے بھی اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ کان بھی سر میں داخل ہے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور پہلی حدیث کو
ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی شہرہ بدیا کو تھکا
اور ضعیف کیا ہے اور کو بعض لوگوں نے اور ثقہ کہا ہے اور سکواثر کو لوگوں نے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک کانوں کے مسح کیو
نیا پانی لیوے بارہویں نیت کرنا وضو کی شروع کرنے کے وقت **ف** یعنی نیت کرنا سات کی کہ میں وضو کرتا ہوں واسطے
رفع حدیث کے اور پڑھنے نماز کے یا چھوئے نصیحت کے وغیرہا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ**
یعنی ہوا اسکے نہیں کہ ثواب علموں کا ساتھ نہایت ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عمر سے **ص** تیرھویں تیر
کرنا وضو کا اس طرح کہ پہلے موندہ کو دھو دھوئے پھر ماتھے کو اسی طرح اخیر تک **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ایسا ہی
کیا ہے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک نیت اور ترتیب دونوں فرض ہیں چودھویں پڑھو ہونا اعضا وضو کا کہ ایک
خشک ہو جاوے اور امام مالک کے نزدیک یہ فرض ہے اور ان سب سنت ہے پڑھو بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت ہے اور جب

خون پر اور اگر نالو تو دلیل لائے ہیں ہم ساتھ اس کے جو روایت کیا امام مالک نے موطا میں یہ حدیث صحیح کے عبد اللہ بن عمر سے
 کہ اوٹکی کسیر بھڑی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اس کو نماز پر جوڑ دیتی تھی اور ایسا ہی روایت ہی علی
 ابی بکر اور سلمان اور ابن عباس سے اور ایسا ہی روایت کیا مالک نے سعید بن مسیب سے اور حدیث میں عینی اس باب میں انی نہیں
 ضعیف میں اور وہ جو حدیث ہدیے میں لکھی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وضو ہر خون بہنے والے سے ہے یہ روایت کیا ہے کہ وہ قطنی
 اور ابن عدی نے اور دونوں کی سندیں ضعیف ہیں اور دوسری حدیث جو ہدیے میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص قر کرے
 یا کہ پھر قرے نماز میں اس کی پس چاہیے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز پر جب تک کہ بات نہ کرے اس کو ابن ماجہ نے عایشہ سے روایت
 کیا ہے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور دارقطنی نے روایت کیا اس کو اور ضعیف کیا اس کو اور عبد الرزاق نے ضعیف میں اس کے
 روایت کیا حضرت علی سے اور وہ بھی ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اس کی عبارت ہے کہ ما شعی ہے کہ وہ کذاب ہے **صل**
 ایام شافعی کے نزدیک جو ان کے سوا اور جگہ سے سکے اس سے وضو نہیں ٹھنکاتا اور یہی مذہب امام مالک کا ہے
 اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ اگر تھوڑا سا ہو تو نہیں ٹھنکاتا اور بہت ہو تو ٹھنکاتا جو ایام شافعی کی طرف سے کہتے ہیں کہ روایت ہے کہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کیا اور یہی حدیث ہدیے میں لکھی ہے جو اب یہ کہ اس حدیث کا پتا نہیں کہ کس کتاب میں ہے
 اور کہتے ہیں کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور وضو نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ خون ٹھنکنے سے وضو
 نہیں جاتا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کو دارقطنی اور دہمقی نے اس سے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں صحیح ہے اس کا
 ضعیف ہے کہ دارقطنی نے کہ قوی نہیں اور کہنا انہی حدیث نے کہ ضعیف ہے اور امام احمد کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے
 نہیں ہے اگر کہ قطرے یا دو قطر خون میں وضو کرے کہ ہو ہوتا ہو اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون ٹھنکنے سے وضو نہیں جاتا
 یہ ہے کہ روایت کیا اس کو دارقطنی نے ابی ہریرہ سے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اس کی حدیث فضل بن عطاء کا کہ اس کا
 یہ بھی اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہے اور یہ جو حدیث ہدیے میں لکھی ہے الفلاس حدیث یعنی تو روایت کیا اس کو
 دارقطنی نے دو طریقوں سے اور دونوں طریقے ضعیف ہیں تو اب جانا چاہیے کہ اس باب میں حدیث عبد اللہ بن مسعود سے
 جو اب ذکر کی وہی حدیث صحیح ہے اور بھی امام شافعی کی طرف سے دلیل لائے ہیں کہ روایت ہے سعید بن مسیب سے جو بڑے
 تابعین میں سے ہیں کہ کسیر بھڑی تھی اوٹکی یہاں تک کہ رنگیں ہو جاتی تھیں اوٹکیاں اوٹکی خون سے اور وہ نماز پڑھتے تھے او
 وضو نہیں کرتے تھے اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس کو روایت کیا مالک نے موطا میں اور امام مالک نے ایک روایت میں اس کے خلاف
 سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے اور جب خون متعارض ہو تو احتیاط جسدین ہو اس پر عمل کرنا چاہیے اور احتیاط اس میں ہے کہ
 وضو کرے **صل** تو اگر نہ نہ بلکہ اپنے مقام پر جم جائے تو وضو نہ ٹھیک اور امام زفر کے نزدیک ٹھنکاتا جو اب یہ کہ اس کا
 نزدیک اس واسطے وضو نہیں ٹھیک کہ خون ٹھنکنے میں یہ بھی شرط ہے کہ ہوتا ہو اور نہیں ہو اور یہ خون نہیں **صل** اول
 زخم کو دبا یا اور اس سے خون نکلا اور تباؤ نہ کیا اور اگر نہ نچوڑتا تو تباؤ نہ کرنا وضو نہ ٹھیک اور اگر کسی چیز کو دانستے کاٹا اور اگر
 خون کا دیکھا یا نکلا کیا اور لکڑی پر خون طار ہوا یا ناک میں اوٹکی کی اور اوٹکی پر خون کچھا یا ناک چھاڑی اور اس میں خون
 جا ہوا مثلاً اس سے نکلا ان سے صورتوں میں وضو نہ ٹھیک **صل** اس واسطے کہ ہوتا ہو انہیں ہے اور نہیں ہے خون

عادت الخوا

صلوات

مطہر

اور دوم

ایک

ادخل

لکھنا

گر پڑے اول کو اٹھایا کرتے ہیں اور دوسرے کو انکار کرتے ہیں اور تیسرے کو استناد **ف** کیونکہ روایت کیا عبد اللہ بن محمد ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوا سپر جو سویا مسجد میں وضو یہاں تک کہ مضطرب لیٹے کیونکہ جب لیٹا ہی مضطرب ہو جائے میں جوڑا ہو سکے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور اس میں ہے کہ نہیں وضو ہی اہم جو سو جا بیٹھا ہوا اور روایت کیا اسکو یہ بھی نے اور اس میں ہے کہ نہیں جب ہی وضو او سپر جو سو جا کر لیٹے یا کھڑے یا سجدے میں اور امام شافعی نے نزدیک اگر کھڑا بھی سو جا ہے تو ٹوٹ جاوے گا اور امام مالک کے نزدیک اگر سجدے یا رکوع سو جا تو بھی ٹوٹ جاوے گا اور امام احمد نے نزدیک جس حدیث پر سو جانے کے ذکر میں وضو ٹوٹ جاوے گا اور ہماری دلیل یہ حدیث ہے اور بعض شافعیہ نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ اسناد میں اسکی زید بیٹا ابی خالد والانی کا ہے ابن جبران نے کہا کہ بہت خطا کرتا ہے اور ہیطرح اور لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ہے کہ صحیح جو ذہبی نے کہا ہے کہ حدیث اسکی حسن ہے اور کہا احمد نے کہ نہیں حرج ہے ساتھ حدیث اسکی کے اور نہیں نکلام کیا اس حدیث میں ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہی وضو اس شخص پر جو سو جا کر کھڑا یا بیٹھا یہاں تک کہ سوو پہلو پڑے اور روایت ہے حذیفہ سے کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا سو رہا تھا کہ کیا کیا ایک شخص نے مجھ کو پیچھے سے پکڑا تو میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں کہا میں نے یا رسول اللہ کیا وضو واجب ہو اس پر اور فرمایا نہیں یہاں تک کہ رکھے تو پہلو اپنے زمین پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی بھی بدیہ کثیر کا سقا ضعیف ہے اور اگر پہلو پر لیٹا یا تکیہ لگا کر سب کے نزدیک وضو ٹوٹ جاوے گا کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو ٹوٹتا ہے بچانے اور پیشاب اور سونے سے روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے اور صحیح کیا اسکو ابو ترمذی نے صفوان بن یمان سے اور روایت کیا ترمذی نے حضرت انس سے کہا انھوں نے کہ تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے تھے یعنی بیٹھے بیٹھے پھر کھڑے ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہی قول ہے عبد اللہ بن المبارک اور سفیان ثوری اور احمد کا **ھ** اور ان میں حرج کے سوا اگر سوو وضو نہیں جاتا مثلاً کھڑے یا بیٹھے یا رکھ یا ساجد **ف** کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے سوتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہی وضو او سپر جو سو جا کر کھڑا یا بیٹھا یہاں تک کہ سوو پہلو پڑے روایت کیا اسکو ابن عدی جیسا کہ گذرا اگر کوئی کہے کہ روایت کیا ہزار نے بسن صحیح کے کہ تھے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس رکھتے تھے پہلو اپنے زمین پر سو بعض ان میں سو جاتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب اسکا یہ ہے کہ فرما اس نے سے اولیٰ کہ ہے اور انہیں تو مخالفت ہوگی ماون حدیثوں کی جو اوپر گذرے اور مسکات شامیہ کے مطابق نہیں اس روایت کے اور اگر کوئی کہے کہ روایت کیا بخاری اور سلم نے ابن عباس سے کہ میں سویا نزدیک خالد بن یمونہ سے پس کھڑے ہوئے ہی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آخر حدیث تک یہاں تک کہ پھر سوئے اور لیٹے اور پھر آئے بلال انسہو خبری کو فکرمنا کی تو کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی اور وضو کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایسا کہ سوئے تب بھی وضو نہیں جاتا جواب یہ ہے کہ حضرت کی خصوصیات میں سے تھا چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے تمام عیدنا ی ولا کینا کہ قلبی یعنی سوتی ہیں میں ہی پہلو آٹھیں اور نہیں ہوتا یہ دل میرا تو یہ اور سیکہ واسطہ نہیں ہو سکتا غرض کہ اس باب میں امام ابو حنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہے

ويزيد بن يحيى قال: خلا لي المذني

سید بن سید

جسکو گلی آگ اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی بالاتفاق تو یہ بھی حکم ابجد اسلام میں تھا اور ابن نمین رہا اور یہ جو بعض لوگوں کے کہنا کہ روایت کی دافطنی اور بقی نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو اوستی ہے جو نکلے اور نمین ہوا اوستی جو داخل ہو تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ اوپر غیبی بیان کیا ہے اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہیں ٹوٹا اگر کرا زخم سے نکلے تو وضو کو نہیں توڑتا سوا سٹلے کہ وہ پاک ہے اور جو اوپر نہایت ہی وہ تصویر ہے اور سٹلے اگر دم کے کپڑے سے نکلے تو ٹوٹ جائیگا سوا سٹلے کہ دوسرے نکلنا تھوڑے کا بھی ناقض ہے اور اگر قبل سے عورت کی نکلے تو سہم خلتاف ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہو کر گر پڑے وضو نہ ٹوٹے گا اور وضو کو نہیں توڑتا ہی جو نما عورت کا **ف** یعنی مثلاً بوسہ لیا اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اور سکا چھو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جائیگا اگر مہیلی سے چھو ہوا اور اگر ماتہ کی پشت وغیرہ سے چھو ہوا تو اس کے نزدیک بھی نہ ٹوٹے گا اور امام مالک کی نزدیک اور شافعی سے ایک روایت میں اور لیث اور حنن کے نزدیک اگر چھو نا شہوت سے ہوا تو عورت کو بھی اوستی شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر ایسا نہیں ہے نہ ٹوٹے گا امام شافعی حجت دیکھتے ہیں اس باب میں کہ عورت چھونا شہوت سے وضو کو توڑتا ہی اوستی کہ روایت کیا ابن الجوزی نے مسند ابن عباس سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا فیکے پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہیں آپاؤس شخص میں جو پونچا کسی عورت سے سب کچھ سوا جماع کے یعنی قبلہ اور عاتقہ اور پیار سب کیا سوا جماع کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوستی لیکہ وضو کر اچھا وضو پھر کھڑا ہو پھر نماز پڑھ سوا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دے لیکہ وضو کر حکم فرمایا تھا واسطے استغفار کے تھا اور دلیل سہم ہے کہ حضرت نے فرمایا اوستی کہ نماز پڑھ لیکہ عورت کے چھونے سے کچھ نماز پڑھنا تو واجب نہیں ہوتا اور بغرض تسلیم کے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی ترکیب ہوا ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے ہمارے مذہب میں بھی وضو لازم آتا ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ روایت کی بخاری سلم نے عائشہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں حضرت کے سامنے چٹ لیٹی تھی پس جب حضرت سجدہ کرتے تھے دبا دیتے تھے مجھ کو میں اپنے پیڑ بٹالیتی اور ایک روایت میں ہے کہ گھروں میں ان دن چراغ نہ تھا اور روایت کی بخاری نے اوستی سے کہ میں نے ایک رات گم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو میں نے چھو لیا اونکو ساتھ ساتھ اپنے کے پس کیا ماتہ یہ اقدم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت سجدہ میں تھے اور فرماتے تھے پناہ مانگتا ہوں میں وضو اتیری سے غصہ میرے سے آخر حدیث تک اور روایت کیا بخاری نے عائشہ سے کہ وہ بھی کہتی تھیں حضرت کے اوستی حضرت عتکان میں تھے اور عتکان میں سجدہ میں ظاہر ہے کہ حضرت نے وضو نہ تھے اور روایت ہے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میری گود میں اور میں فاحشہ تھی پس پڑھتے تھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عائشہ کی گود میں اور قبل اس بات کو جائز نہیں کہ حضرت نے وفات پے وضو کی ہو یہ حدیثین کہ حسب سبب ہیں حجت ان لوگوں پر ہیں جو کہتے ہیں کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو توڑتا ہے اور حدیثیں ایسی بہت ہیں لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ چھونے سے عورت کے اگر لاشوت ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ دلیل یہ بھی لاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کے چھونے میں داخل ہے تو اوستی وضو کر روایت کیا اسکو دافطنی نے اور روایت ہے ابن عمر سے کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اسکا لمس ہے جو بوسہ سے عورت اپنی کا یا چھونے کو

شیعہ امامت سے تو اوپر پڑھو اور روایت ہے ابن شہاب کہ وہ کہتے تھے کہ بوسینہ سے مرد کے عورت اپنی کو وضو پڑھانے
 ان دونوں کو مالک نے موطا میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی ہبیدہ کہ عبد اللہ بن سعید نے کہا کہ بوس
 لینہ سے مرد کے عورت اپنی کو وضو پڑھانے اور ابو حنیفہ نے عبد اللہ بن سعید سے نہیں سنا اور روایت کیا او سکوا امام مالک نے
 موطا میں بغیر اسناد کے جواب کا یہ ہے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوس لیا بعض عمر تو ان
 اپنی کا پھر بھیکے طرف نماز کے اور وضو کیا روایت کیا او سکوا بزار نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اسکو ترمذی
 اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے ضعیف کیا اسکو اور بھی بن سعید قطان کہہ کہ یہ کچھ نہیں
 اور کہا کہ جیسے اسکی اسناد میں عروہ سے نہیں سنا جواب اسکا یہ ہے کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سبب فقہ میں اور سنہ کی
 گواہی نہ ماننے پر گواہی ہے اور دوسرا جواب یہ ہے بصورت تسلیم کہ روایت کیا او سکوا احمد اور ابن ماجہ نے زینب سے بھی انھوں نے عائشہ سے
 اگر کوئی کہے کہ زینب پہلو ہے یا تقریب میں لکھا ہے کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ ہے کہ پہل قرن ثانی یعنی تابعین میں بقول
 چکر اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہے جواب اسکا یہ ہے کہ او را عی جو بڑے امام ہیں وہ بھی اس کے ساتھ ہیں دارقطنی کی روایت میں اور
 جیسے فقہ میں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم سے
 انھوں نے عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم سے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ کہا ترمذی اور ابو داؤد کو اس باب میں حضرت جیسے کچھ
 صحیح نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ ابراہیم تابعی فقہ میں اگر بالفرض سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہے اور مرسل بہار نزدیک حدیث
 دوسرا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے علل میں کہا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم سے ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم سے
 انھوں نے اپنے بابے تو اب یہ حدیث موصول ہو گئی اور ترمذی کے قول سے نہیں لازم آتا کہ جہان میں کینے نزدیک کوئی حدیث صحیح
 نہیں ہے لی جانو کہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں پونچھی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیم سے ہی سے ابو حنیفہ اور ثوری
 نے روایت کیا ابو حنیفہ نے تو آیا حنفیہ سے اور ثوری نے عائشہ سے تو اختلاف اس میں ہو جواب اسکا یہ ہے کہ ثوری اور ابو حنیفہ
 دونوں بڑے اماموں میں اور مکان و زمان کا بل تیسری کو ایک حدیث حنفیہ سے پونچھی ہو اور دوسری عائشہ سے ثوری نے عائشہ
 کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حنفیہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو انھوں میں خاتم بن عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت
 بوس لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور سوا عثمان کہہ او یو گوین کہہ کہ بوس لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اسکا یہ ہے
 کہ یہ امر بعد فقہ ہونے اور یوں کچھ برا نہیں اور جائز ہے کہ یہ دو حدیث میں اور روایت کیا دارقطنی نے عائشہ سے کہ پونچھا او کو قول
 ابن عمر کا کہ سچ بوس کے وضو ہو سکا انھوں نے کہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بوس لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور وضو نہیں
 کرتے تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض یوگوینے اور کہا شافعی نے کہ روایت کیا سعید بن بنانہ نے محمد بن عمرو بن علقما انھوں نے
 عائشہ سے انھوں نے حضرت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوس لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہ شافعی نے کہ سعید کا حال میں نہیں
 پس اگر فقہ ہو تو حجت ہے جو روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا سنا فظان حجر نے کہ اس حدیث کو یہی نے خلافت میں بن علی بن
 روایت کیا ہے اور ضعیف کیا اور انھوں نے جواب اسکا یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی جب سے بارہ و چون روایت کی جاوے تو وہ حسن و جالی ہے
 اور یہ جو بعض ضعیفین نے حجت پر مبنی ہے کہ روایت ہے ابو لکھا عائشہ سے کہا انھوں نے کہا سنے کہ ای رسول خدا وضو کرتے تھے اسطرح نماز کے

۱۱
 ۱۲

۱۳

حاشیہ

بچہ بوسہ اہل اپنے کا اور کھیلے اوس سے کیا ثبوت جاتا ہے وضو اس سے فرمایا نہیں تو یہ حجت ضعیف ہے کیونکہ روایت کیا اس حدیث کو
 دارقطنی نے اور اسناد میں اوسکی مکرر عبد اللہ کا ترک کر دی گئی ہے حدیث اوسکی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے اسناد میں
 ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہی بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس کا تو جب
 اتنی حدیثیں اس باب میں ضعیف اوس صحیح آئیں تو یہ بات اوسکے نزدیک جو منصف بنی طور ہوگی کہ حضرت وضو نہیں کرتے تھے
 بوسے وغیرہ سے اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگرچہ نماز عورت کا بشہوت بھی نہاں
 وضو ہوتا البتہ حضرت کے اروج سے ضرور منقول ہوتا باوجود ان بات کے کہ اوکو بہت حرص تھی مسئلہ بیان کرنے میں اور سوال
 صلی اللہ علیہ وسلم محالطت ان کے ساتھ بہت رکھتے تھے جیسا کہ روایت کیا حاکم نے عایشہ سے کہ نہیں ہوتا تھا کوئی دن لیکن
 حضرت اوس دن پہاڑ پاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوٹے تھے ہمارے اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب عورت کے
 چھوٹے سے وضو نہیں جاتا تو پھر اللہ تعالیٰ کے قول میں اس سے کیا مراد ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَوَّلَ مَا مَسَسَتْهُ النِّسَاءُ یعنی تیمم کو
 اگر نیا واپائی جب کہ چھوٹو عورتوں کو جوابا و سکا یہ ہے کہ مس سے مراد اس جگہ جماع ہے جیسا کہ کما عبد اللہ بن عباس نے واللہ اعلم
 اور چھوٹا ذکر کا بھی وضو کو نہیں توڑتا **ف** کیونکہ روایت کیا انسانی اور ترمذی اور ابو داؤد و طحاوی بن علی سے
 کہ حضرت پوچھے گئے اوس شخص سے جو چھوٹے ذکر اپنا پھر وضو کرتے سو فرمایا حضرت نے کیا ہے وہ مگر ٹکڑا تم میں سے اور روایت کیا
 اسکو ابن جبار نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی شیبہ نے منصف میں اور طحاوی نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے حدیثوں کی اس
 باب میں اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسناد اسکا مستقیم ہے نہ مضطرب اور روایت کیا طحاوی نے ابن المدیسی سے صحت اسکی جیسا کہ
 آگے آگیا **ح** اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونوں سے ٹوٹ جاتا ہے **ف** دلیل اولیٰ یہ ہے کہ روایت ہے بشہرت حضرت
 سے فرمایا حضرت نے جو کہ چھوٹے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور انسانی اور ابن ماجہ اور ایسا ہی ترمذی نے
 اور صحیح کیا اسکو احمد اور دارقطنی اور بخاری نے اور ہماری حدیث کو علی بن المدیسی کہ جو اسناد میں بخاری کے اسناد میں
 کہ طلق کی حدیث اچھی ہے ہمارے نزدیک بوسہ کی حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور کما عمر و بیہ علی فلاس نے کہ حدیث طلق کی
 ہمارے نزدیک ثابت ہے حدیث بوسہ سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی یہ ہے کہ نووی جو شافعی مذہب ہیں کہتے
 ہیں کہ مطابقت حدیثوں میں جب کہ ممکن ہو سکے واجب ہے تو اس جگہ دونوں حدیثیں طہرین کی صحیح ہوں مطابقت میں ملے پر ہو سکتی ہے کہ
 حدیث بوسہ میں وضو کے سننے یا تمہد دھونا ہے تو یہ حکم یعنی یا تمہد کا دھونا مستحب ہے اور اگر کوئی کہے کہ مطابقت جب واجب ہو کہ دونوں
 حدیثیں جانبدار کی قوی ہوں اور اس حدیث طلق کی ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ حدیث طلق کے راوی جتنے ہیں سب ثقہ ہیں تو جو وقت
 علی بن المدیسی اور عمر و فلاس اور طبرانی اور ابن حبان اور ابن خرمزہ اور امام طحاوی اور ترمذی یہ لوگ صحیح کریں تو پھر احتمال ضعف کا
 کالہ صرف ہم ہوا کہ اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے پاسو اور بہت سی حدیثیں ہیں جواب و سکا یہ ہے کہ
 پاسو ان دونوں حدیثوں کو دونوں طرف حدیثیں ہیں لیکن سب ضعیف ہیں اور حدیثیں امام شافعی کے مذہب کی یہ ہیں روایت ہے
 ابو یوسف کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کہ چھوٹے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد میں اسکی اسحق بن عبد اللہ مشرک ہے اور
 ایسا ہی سفیان بن یساک کہ فرمایا روایت ہے امام حنیفہ سے کہ اگر کسی نے سنایا کہ حضرت نے فرماتے تھے جو کہ چھوٹے فرج اپنی کو پس جلیس ہے کہ

حاشیہ

علاء الدین

مفتی محمد امجد علی دہلوی

مفتی محمد امجد علی دہلوی

مفتی محمد امجد علی دہلوی

و منکر سے اور اسناد میں اس کی طاریت یا عبارت کا نسبت کیا گیا ہر طرف قدر کے اور محتاط ہو گیا تھا آخر میں علاؤہ اسکے
ہمارے ہی اس حدیث کو ضعیف کیا کہ کما تریذی نے کہ اس سے اس حدیث کو صحیح نہیں دیکھا اور کچھول نے فیہ بن ابی ہشام
سے نہیں سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کیا یہی تھی اس سے اور وہ بھی ضعیف ہے اور وہ جو ابی
نے بار سے روایت کیا وہ بھی ضعیف ہے اسناد میں اس کی عقیدہ یا عبد الرحمن کا مہمبول ہے اور ایک روایت میں عبد اللہ بن
مدنی کا ضعیف ہے اور روایت کیا احمد اور ابن ابی شیبہ نے زید بن خالد سے کہ فرمایا نہ سرت نے من یسئل فی جہۃ فلیک تو صفا
یعنی جو شخص کہ چھوٹے ذکر لپٹے کو تو وضو کرے اور روایت کیا احمد اور دارقطنی اور اسحاق بن راہویہ سن اپنی میں
بن عمر بن العاص کے جو شخص چھوٹے ذکر لپٹے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوٹے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور سہار کے یہاں
کی حدیث میں یہ ہیں ابی امامہ ثقی روایت کہ پوچھے گئے حضرت چھوٹے ذکر کے فرمایا کہ وہ مگر اپنی تجسے یعنی اس کے چھوٹے سے
وضو نہیں روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث ضعیف ہے اسناد میں اس کی جعفر بن یزید یا زید کا ترک کر دی گئی ہے حدیث اس کی
اور ایسا ہی روایت ہے محمد بن مالک اور عائشہ وغیرہ سے روایت کی ابو یعلیٰ موصلی نے عائشہ سے کہ سنا میں اس کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں پردہ رکھتا ہوں میں اس کو چھوٹوں یا ناک اپنی کو اور اسناد میں اس کی بھی
بیٹا زید کا ترک کر دیا کہ روایت کیا حاکم نے قاسم سے انھوں نے عائشہ سے کہ جب چھوٹے عورت فرج اپنی کو نہ چھوٹے
سے سوا دوسرے وضو ہو تو جواب دے کہ یہ فتویٰ راوی کا خلاف روایت کے باطل ہے نزدیک محدثین کے لیکن سب محدثین نے
ہیں تو نہ بات ہی صحیح حدیث شافعی کی طرف مگر کبرہ کی اور ہماری طرف مگر طلق کی اور یہ جو بعض علما شافعیہ نے لکھا ہے
کہ ابو ہریرہ روایت کی حضرت کہ جو چھوٹے ذکر اپنا وضو کرے روایت کیا اس کو شافعی اور حاکم اور دارقطنی نے اور ابو ہریرہ
چھوٹے ذکر سے سلام طلق سے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی حدیث منسوخ ہو گئی جواب دے کہ طلق کے اسلام لانے سے قبل
ابی ہریرہ کے یہ بات لازم نہیں آتی کہ طلق پھر نہ کہے ہوں اور نہ ان کو صحبت رہی ہو علاؤہ اس بات کے حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہے
کیونکہ اسناد میں اس کی زید بن عبد الملک کا ہے اور وہ ضعیف ہے تو اب کچھ حجت نہیں اگر کوئی کہے کہ جب حدیثیں مختلف ہو ہیں تو
ابا قول صحابہ سے تسک ضرور ہے جواب یہ ہے کہ یہ تو ہمارا مطلوب ہے روایت کیا صحابی نے حضرت علی اور سعد اور ابن مسعود اور
حسن بصری وغیرہم سے کہ وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے عمار اور زید اور سعید بن مسیب اور عطاء اور حکمہ اور ابی ہریرہ
رحمہم اللہ کا روایت کیا امام محمد نے موطا میں اور ابن ابی شیبہ نے علی اور ابن عباس اور زید اور عمران بن حصیب سے کہ ان
سب نے کہا کہ میں نہیں پردہ رکھتا ہوں کہ چھوٹوں ذکر کو یا اپنی ناک کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمار سے کہ وہ پوچھے گئے
چھوٹے ذکر سے بیچ ناز کے پس کہا کہ نہیں پردہ مگر کچھ تجسے اور روایت کیا محمد نے ابی الدرداء سے مانہ اسکے اور روایت کیا
سعید بن مسعود انھیں سے ایسا ہی اور ابی بن ابی شیبہ نے روایت کیا یہی حضرت علی سے کہ وہ پوچھے گئے اس سے سو کہا کہ نہیں جرج کہ
ساتھ اسکے اور ابن مسعود بھی ایسا ہی روایت کیا اور اس سے مانہ اسکے روایت کیا اور ابی شیبہ نے کہ آیا ایک شخص طرف ابن مسعود
سو کہا کہ چھوٹے ذکر اپنے کو نماز میں تو عبد اللہ بن مسعود کہہ کہ ذکر تیرا نہیں ہے مگر مانہ سار بدن سے کہے اور روایت کیا محمد
کہ ایک شخص نے بچا عمار سے اور کہا کہ اے ابی محمد وہ شخص کہ چھوٹے فرج اپنی کو بعد وضو کے سو ایک شخص نے قوم سے کہ ابی عبد اللہ

بن عباس کہتے تھے کہ اگر تو نجس جانتا ہو تو کاٹال او سکھ کر عطار سے کہ یہی قول ہے عبد اللہ بن عباس کا اور امام شافعی مذہب کی طرف ابن عمر بن الخطاب ابو ابوبکر و زید بن خالد اور ابی ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عائشہ وغیرہم کہتے ہیں

باب غسل کے بیان میں

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں پہلے پانی مومنہ میں حالانکہ دو ستر تک میں پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک تین دونوں چیزیں غسل میں سنت ہیں **ف** دلیل چارہ یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ** یعنی اگر تم جب پس پشیمان کہ پاکی کرو تو لفظ سہا سے کمالالت کرتا ہو اس بات پر کہ کلمی وغیرہ بھی فرض ہو اور اس واسطے کہ فرمایا حضرت نے نیچے ہر مال کے جنابت پر سو کر و اور صاف کرو بدن کو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور یہ جو حدیث ہے ایک میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہیں وضو میں اور فرض میں غسل میں تو یہ حدیث میں نے نہیں پائی اور شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں اس حدیث کو بیان نہیں کیا لیکن روایت کیا ابن عدی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا تین بار فرض میں غسل میں اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہیں کیونکہ کہا ابن حبان اور دارقطنی نے کہ اس حدیث کو برکتی محمد حبیبی بنایا ہے اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہیں وضو میں اور فرض میں غسل میں نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک وضو اور غسل دونوں میں سنت ہیں اور امام احمد کے نزدیک دونوں وضو اور غسل میں واجب ہیں دلیل امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کی یہ ہے کہ روایت کیا مسلم نے ابی ہریرہ سے کہ انھوں نے وضو کیا بغیر وضو اور استحسانت کے اور کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا تھا حضرت علی علیہ السلام کو اور جامع الاصول میں بروایت ابی داؤد ایک روایت میں ہے کہ او میں ذکر مضمر اور استسنا کا نہیں ہے اور دلیل امام احمد کی یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد نے قطیب بن مبرور سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو کرے تو پس کلی کر اور روایت کیا دارقطنی نے ابی ہریرہ سے کہ انھوں نے حکم کیا حضرت نے ساتھ مضمر اور استسنا **وَاللَّهُ اعْلَمُ** **بِالْوُضُوءِ الْمَرْجُوعِ وَالْمَاءِ** **ص** تو اگر غسل کیا اور بعد کلی کے اس کے دانتوں میں کھانا رہا غسل درست ہوگا **ف** کیونکہ کھانے کے نیچے پانی پونچ جاتا ہے **ص** تیسرے پونچنا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَاَطْلَسْ** یعنی پاک کر و اور فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے **تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ** یعنی نیچے ہر مال کے جنابت ہے **رَوَاهُ ابْنُ دَاوُدَ** اور ملنا کچھ دھونے میں داخل نہیں تو جب شارع نے حکم فرمایا دھونے کا تو ملنا اوس سے لازم نہ آوے گا جیسا کہ ظاہر ہے ہر مائل **ص** مگر امام مالک کے نزدیک واجب ہے تو اگر اتنا خون میں باقی رہا غسل درست نہ ہوگا بلکہ اس کے نیچے کا دھونا واجب ہوگا اور اگر میل ہو یا مٹی یا رنگ یا خا وغیرہ درست ہو جائے گا اس واسطے کہ ان سب سے ساجا جاتا ہے اور اگر بدن پر روغن ملا بعد اس کے غسل کیا جائے ہر اگر جو روغن پانی کو قبول نہیں کرتا اور اگر وہ جانتا ہو کہ بالی کے چھید میں بغیر بالی ہلے پانی نہ پونچے گا ہلاک اور اگر بالی سو راخ میں نہیں ہے اور وہ جانتا ہو کہ بے تکلف پانی سو راخ میں پونچے گا تکلف کرے اور اگر جانتا ہو کہ بغیر تکلف کے نہیں پونچے گا تکلف کرے اور اگر بعد بالی نکلنے کے سو راخ بند ہو گیا ہے اور جانتا ہے کہ اگر پانی گذرے گا داخل ہو گیا اور اگر غافل ہو گا نہ گذرے گا پانی اور نہ داخل ہوگا پانی کو اوس سے گزیرے اور لکڑی وغیرہ کے داخل کرنے سے تکلف نہ کرے اور اگر اوسکی اونٹلی میں تیرنگ انگوٹھی ہو واجب ہے کہ وضو اور غسل میں اوسکو ہلاک کرے پانی و مان پونچ جائے

غسل میں تین چیزیں

ابن عمر بن الخطاب

فصل میں
اور میں
کہ حضرت
کا بیان ہے

اور میں کہ یہ کائنات نہ ہوا اور اس کو غسل میں قائل تھے کہ اندر پانی پونہ پانچاویں حصوں کے نزدیک ہے اور بیسویں کے نزدیک نہیں
 باوجود اسکے کہ اگر یہ شب قلعہ تک آجائے اور باہر نہ نکلے وضو جائز اور نہ غسل میں سنت یا نیک چیز میں میں پہلے وضو اور وضو
 ماتمہ کا وضو نہ ہو تا فرج کا پیشرو درگاہ نجاست کا پیر کے بعد فرج کے دھونے کے چوتھے وضو کا لیکن اگر غسل کی حاجت
 پانی استعمال جمع ہوتا ہو پانچوں دھونے میں تاخیر کیے اور بعد غسل کے دوسری جگہ وضو تو اگر غسل کی حاجت ہو تو پھر کربانی
 نہیں ہے ہوتا ہوتا ہو تو بہن پر وضو کی پانچویں تین بار تمام بدن پر پانی رواں کرنا **ف** کیونکہ روایت کی بخاری سلم نے خود
 سے کہ رکھائے اسے حضرت کے پانی ہو وہاں پہننے کو کہ ساتھ ایک کپڑے کے کو حضرت نے پانی ڈالا اپنے دونوں ہاتھوں پر سو دھوا
 ایک کو پھر ڈالا دونوں ہاتھوں پر پھر دھوا اور دیکھو پھر ڈالا اپنے ہاتھ سے بائیں پر سو دھوا اور فرج اپنی پھر مارا ماتمہ پانچاویں بار پھر پھر
 اور کو زمین پر پھر دھوا اور اس کو سولی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور دھوا ہونہ کو اور کو نہیوں تک ہاتھوں پہننے کو پھر ڈالا پانی سر پر پہننے
 اور سر کا بدن پر پھر پھر ایک کو نے میں بہت گئے سو دھوا پھر اپنے تئیں دو یا سینے کو کو ایک کپڑے پس لیا اور اس کو اور پٹے اور دھوائے تھے
 دونوں ہاتھ اپنے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور یہ لفظ بخاری کے ہیں اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اس کو اور روایت کی ابو داؤد
 اور بخاری سلم وغیرہم نے عارضہ سے اور میان الفاظ ابو داؤد کو زمین ساتھ سند صحیح کے کہ تھے حضرت جب غسل کرتے تھے جناح سے
 دھوتے تھے دونوں ہاتھ اپنے اور ڈالتے تھے برتن کو دھوتے ہاتھ پر پھر دونوں ہاتھ سے لیکر دھوتے تھے فرج اپنی کو پھر دھوتے تھے
 جیسے کہ وضو جو واسطے نماز کے پھر داخل کرتے تھے ہاتھ اپنا برتن میں پھر گھمی کرتے تھے بالوں اپنے کو برہان تک کہ جب دیکھتے کہ
 پانی پہنچ گیا برہن کو دور ناف ہو گیا ڈالتے پانی سر پر تین بار تو اگر کچھ پانی بچ رہتا ڈال لینے تھے اور اس کو اپنے اوپر صحت رتوں
 و چیزیں لپیٹی جوئی کھولتے بلکہ بالوں کی ہر کوئی کر لیں کیونکہ حضرت نے اس مسئلے سے فرمایا کہ کافی ہو چکا جب پانی تیرے بالوں کی چھن
 پہنچ جاتا اور اسی طرح تو کرنا بھی سب بالوں کا وہ پچھتیں اور نفس شاخ کے کہا تو کر کے گیسو کو اور جوڑو **ف**
 بشری ان لفظوں صحیح ہیں نہیں روایت کیا مسلم نے ام حلیہ نے کہا انھوں نے کہا سینے یا رسول اللہ میں خورت ہوں کہ باہر تھی
 جوئی کیا میں گھوڑا کران اس کو واسطے غسل جنابت کے فرمایا حضرت نے نہیں کافی ہو چکا کہ کھالے تو سر پر اپنے تین بار زمین بہت پانی
 پھر ڈالے تو اپنے اوپر پانی تو پاک ہو جاوے گی تو روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ بھی اور اس طرح روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو
 بن العاص حکم کرتے تھے جو رتوں کو اس بات کا کہ غسل کریں کہ بعد میں چوٹیاں اپنی سو حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے کہ تعجب ہے عبد اللہ
 بن عمرو حکم کرتے ہیں جو رتوں کو جوئی کھولنے کا کیا نہیں حکم کرتے اور کو کہ منہ ڈالیں وہ سر پر تحقیق دین اور حضرت غسل کرتے تھے ایک
 برتن اور میں نہیں یاد کرتی تھی تین ہوں پر یہ روایت صحیح مسلم میں ہے اور ایسا ہی جو غسل جنابت سے ہو کیونکہ ایک نہایت میں سکھایا ہے
 کہ کیا میں کھولوں گی ان کو واسطے جنس اور جنابت کے فرمایا حضرت نے نہیں اور اسی طرح بہت سی حدیثیں اس باب میں آئی ہیں جن
 اور یہ بہت حد میں جب میں کہ بال صحت گھسٹنے ہوں اور اگرچہ جسکے ہوں تو یہ کہو کہ یہ کچھ نہیں جیسا کہ روایت ہے کہ جو کچھ کہہ گئے ہیں
 ابو داؤد بخاری جوئی یا پھر جو کھولنا واجب ہے تو وضو کی کہ ایک بار جب میں کہ اپنے بالوں میں سے کہہ گئے ہیں کہ کھولنا ضروری ہے

فصل میں ان چیزوں کے جسے غسل لازم آتا ہے

اور ان کو جو حاجت کے لئے ہیں اور وہ چار چیزیں ہیں صلی پہلے نکلنا تہی کا اپنی عجز سے کو کر کے شہوت سے تو اگر بیز شہوت کے

انزال ہوا غسل سہارے نزدیک اجنبین اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا **ف** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی یعنی نہانا پانی سے ہی یعنی منی کے نکلنے سے ہی روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید الخدری سے اور یہ حدیث مستخرج ہو گئی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد وہی پانی ہی جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام اشباعا لکاف میں دلالت کرتا ہے اس بات پر اور بھی دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ سے کہ اوصحون حدیث بیان کی ہے ابوسعید خدری سے کہ اوصحون حدیث بیان کی ہے عکرمہ سے انصون عبد اللہ بن علی سے اوصحون اپنی ماں سے کہ پوچھا او انکی ماں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کو پس کہا کہ ہر زنی کہ اگرچہ او شوق کہ لکھتی ہے اور ایک دہی اور ایک منی لیکن منی تو وہ ہے کہ مرد پانی عورت سے کھیلے سونا ظاہر ہو جاوے او سکے او پر کچھ پانی کچھ پانی تو دھو کر اپنے کو اوصحیوں کو پھر وضو کرے اور غسل کرے اور لیکن منی تو وہ ہوتی ہے بعد پیشاب کے دھو کر اپنے کو وضو کرے اور غسل کرے اور لیکن منی تو وہ پانی ہے جو اوست شہوت سے اور اوست غسل ہو اور عبدالرزاق مصنف بیہ قناتہ اور عکرمہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہو واللہ اعلم **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک فقط عرصہ سے شہوت نکلے اگرچہ وقت بعد شہوت شہوت ہو تو اگر منی اپنی جگہ نہ پڑے شہوت ہوئی اور اوست شخص نے قبل اسکے کہ نکلے عرصہ کا تھا یا رہا نہ تھا کہ شہوت جاتی رہی بعد اوست منی بغیر شہوت کے نکلی امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر بقیہ منی نکلی طرفین کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور ایسا ہی اگر خواب میں ہو و غسل واجب ہوگا اور مرد و عورت سب برابر ہیں اور ایک روایت میں امام محمد سے منقول ہے کہ اگر عورت کو احتلام اور لذت وغیرہ ہو اور تری نہ دیکھے غسل واجب ہو اور اس مسئلہ کے کہ اگر کس روایت پر عمل کیا جاوے گا **ف** اگر کسی نے دلیل اس مسئلہ یعنی مالک کے قضا پانی دیکھا تو اسکی بیان کے آتا ہے اور اگر سوئے میں یہ باتیں دیکھیں تو اسکو جہلہام کہتے ہیں تو اس صورت میں اگر تری دیکھے گا غسل واجب ہوگا اگر تری نہ دیکھے گا عورت کو کہ مرد و عورت کو کہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ امام ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ اگر کسی نے حلی اللہ عنہا میں حیا رکھتا ہے حق سے سو گیا عورت پر ہر جگہ دیکھے غسل فرمایا کہ مان جب کہ دیکھے پانی کو آخر حدیث تک اگر روایت انس رضی اللہ عنہ کے پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کو دیکھے خواب میں جیسا کہ دیکھتا ہے مرد و خواب میں سو فرمایا آپ نے کہ جیہ و اوست سو ہوتا ہے مرد سے سوچا یہ کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ منی اسکے پیرن کہ اوست منی نکلے جیسا کہ مرد و عورت سے منی نکلتی ہے غسل کرے تاہم اور اجماع مسلمانوں کا اس بات پر ہے کہ جب احتلام ہو اور تری دیکھے غسل لازم آوے گا اور روایت کیا ابن ماجہ اور یہ بھی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاگے ایک تم میں کا خواب میں اور تری دیکھے اور احتلام او سکویا نہ ہو غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ دیکھے تو اس پر غسل لازم نہیں اور سوچی جمع الجوامع میں لائے ہیں کہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب باو عورت سوچے خواب کے جو تاہم مرد تو غسل کرے روایت کیا اسکو سموی نے اور ایک روایت او میں ہے نوولہ بیٹی حکیم رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہر عورت پر غسل بیان کیا کہ انزال ہو جیسا کہ نہیں ہر عورت پر غسل جب تک کہ انزال نہ ہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور روایت کیا احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے ایک تم عورتوں میں سے

اور ازالہ کرے تو بایک غسل کرے اور وہ جو پہلے روایت نقل کی ہے کہ جب عورت ملالت وغیرہ دیکھے خواب میں یا بترسی سے
 تو غسل واجب ہے اور اس کو شمس المار سے کہا کہ اس پر عمل کیا جاوے گا تو دلیل اس کی یہ ہے کہ روایت ہر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ہے جو نے
 پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بورت دیکھے جب خواب میں جو مرد دیکھتا ہو تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دیکھتے
 غسل کرے تو برباد و سکایہ کہے اور اس سے جو مرد دیکھتا ہے یعنی خفی بھی دیکھے جیسے کہ دوسری روایت میں تصریح آیا انہی اہم سلمہ
 رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے جب دیکھے پانی کو واللہ اکمل وجملہ کہ اکتتم ص درجہ نماز و بایا
 مرد کو کا قبل یا در بین میں صورت میں غسل دونوں اپنی فاعل و معلول ہے واجب ہوگا **ف** کیونکہ روایت ہر مسنن ابن ماجہ
 عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مل جائے وین و لون ختنے غسل واجب ہو تا ہے اور روایت کیا طبرانی
 عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ملے تھے دو خون ختنے تھا تھے اور عجمین روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ
 عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ نٹھ ایک تمہیں کا در میان چاروں کو لون کے یعنی اپنی صورت کے پھر حرام کرے اور اس
 تو تحقیق کہ غسل واجب ہو اور اگرچہ انزال ہو اور روایت کیا ابو داود اور ترمذی اور احمد و ابن ماجہ مانند اس کے اور روایت کیا
 ایسا ہی مثنیٰ شافعی رضی اللہ عنہما اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کیا ترمذی القابین مانند اس کے
 اور صحابی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول اوکا اور روایت کیا دارقطنی نے افراد بن ابی ہریرہ و ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تجاوز کر جاوے ختنے سے انزال ہو یا نہ تحقیق کہ غسل واجب ہو اور سعید بن جبیر نے اپنے شیخ
 مانند حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور یہ جو حدیث ہدیٰ میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تجاوز
 ختنے سے اور غایت تجاوز کر جاوے تو تحقیق غسل اس میں واجب ہو انزال ہو یا نہ تو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے و اس میں
 ابن عمر رضی اللہ عنہما و عبد اللہ بن حبیب مسند اپنی اور روایت کیا احمد و ابن ماجہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ تجاوز ختنے سے اور چھپ جاوے سر ذکر تو تحقیق کہ غسل واجب اور روایت کیا ابی ابی
 نے اپنی مصنف میں اگر اس حکم کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اس حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بانی یعنی غسل پانی
 سے ہو یعنی نہ نکلنے سے جو روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی اور مسلم اور دارمی اور احمد و ترمذی اور ابن ماجہ تو برباد و سکایہ ہو
 کہ یہ حکم ابتدا اسلام میں تھا اب یہ حدیث منسوخ ہو گئی اور اس سے جو روایت کیا احمد و ترمذی اور ابو داود و ابن ماجہ اور وحشی نے
 آتی دیکھتے کہ ابی اللہ سے کہ فرمایا او خون کہ یہ حکم کہ بانی بانی سے ہے تو حارصت اول اسلام میں پھر مع کیا گیا اس یعنی خست
 جاتی رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ و ابن حبان اور کہا اعمالی نے کہ صحیح ہے اور پر شری بخاری اس کو اگر کوئی کہے کہ ابی داود
 اور دارقطنی نے یقین کیا اور کہا کہ نہ ہر شی نہیں بنا میں حدیث کو سہل سے اور کہا حافظ بن جریر نے کتاب ابو داود میں ایسا واقع ہوگا
 کہ معلوم ہو تا ہے اس سے یہ حدیث منقطع ہے تو برباد و سکایہ ہو کہ سند ابو داود کی صحیح ہے اس کے کہ نہ جب کہ نہ خردی ہو بلکہ لیکھنے
 یا اس سے جس میں اپنی حدیث صحیح ہو گئی اور یہ بات کو مستانہ نہیں کہ سند ابن ماجہ و احمد کی قطع ہو کیونکہ ممکن ہے کہ ہر شی سناب و دارقطنی کے واسطے
 سہل سے پھر روایت کی سہل کی جب تک کہ اسے تالیف حضرت رضی دفع ہو گیا و بالذات توفیق و بدینہ ازین خصوصیت دیکھنا چاہئے و اس کی مانندی
 اگر بنا نہ ہو کہ حدیث نہ ہو بلکہ اگرچہ اس کے سند صحیح ہے اور اس کے ہر ماہ و تواتر و ہر غسل ہر مرد کیا اس کو مانند ابن ماجہ و ابی داود

اور ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور مرد عورت سب مل سہیں برابر ہیں اور جب نہرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نطق تری اڑاؤ فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ ہندی ہو یا ہنسی کیونکہ دونوں میں تری ہوتی ہے اور کیونکہ احتمال ہے کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہو گئی ہو اور ہندی کے دکھانی دینے لگی ہو اور تفصیل اس کی خوب اور گہری فقہ خاص ہے جو متعلق ہونا حیض اور نفاس کا بیان حیض و نفاس کا آگے آویگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب عورت حیض اور نفاس پاک ہو تو غسل کرنا اور سپر فرسنا اور عیلم اس واسطے ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا تقربوا الصلوة و انتم اصابکم من الماء من حیث یصلحون کن ساتھ شدید طہ کے اور مالک کے یعنی نہ قریب ہو تم اسے یہاں تک کہ وجوب پاک ہو لیکن یعنی غسل کریں اور یہ قرائت عاصم اور کسائی کی ہے اور امام مالک و شافعی کے نزدیک اس قرائت اور جب یہ آیت بتجفیف پر مبنی جاتی ہے یعنی یہی ہے کہ یہاں تک کہ غسل کریں اور یہ آیت تو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض ہے لیکن نفاس سے تو سبب اس بات کے کہ اس پر اجماع ہے اور اجماع حجت قاطع ہے کہ نہ کہ حضرت نے فرمایا کہ لا یجوز علیہ علی الضلکۃ یعنی نہیں جمع ہوگی بہت سیر کی گمراہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ کتب اصول اور روایت کیا اس حد کو طبرانی اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ابی عاصم اور حافظ ضیاء اور ابن جریر اور حاکم اور ابونعیم اور ابن مندہ اور احمد اور ابن ابی خنیثم نے ابوالکاشعری اور ابن عمر اور ابی بصیر و خفاری وغیرہم سے بائناط مختلفہ رضی اللہ عنہم جمعیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب کو مسلمان قبیح دیکھیں وہ اس کے نزدیک بھی قبیح ہے اور جب کو مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے روایت کیا اسکو بزار اور ابو داؤد و طحاوی اور ابونعیم اور بیہقی نے اور روایت کیا احمد و دیگر جملہ کو فقط واللہ اعلم و علیہ السلام اور اگر عورت کا زہر بعد انقطاع یعنی بند ہونے کے مسلمان ہوئی غسل اس کے اوپر واجب نہ ہوگا اور بعد جنابت کے اگر مسلمان ہوئی غسل واجب ہوگا **ف** دلیل اس کی شرح وقایہ عربی میں کور ہے **ف** اور چار بار نے کہ وہی کرنے سے غسل واجب ہوگا اور غسل مستحب ہے واسطے جمعے کے یعنی نماز جمعے کے نہ واسطے دن جمعے کے اور یہی صحیح ہے **ف** امام شافعی و امام ابو حنیفہ سے کہ نزدیک غسل دن جمعے کے سنت ہے اور یہی روایت ہے احمد اور امام مالک کے نزدیک جب ہی امام مالک کہتے کہ روایت ہے یحییٰ بن یحییٰ اور جامع ترمذی اور یحییٰ بن یحییٰ بن عبد اللہ بن عمار رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ کہہ تم میں سے دن جمعے کے تو چاہیے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد و ابن ابی شیبہ نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غسل جمعے کا واجب ہے ہر بالغ پورا و سن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے بیچ ایک جمعے کے جمعوں کے اگر وہ مسلمانوں کے یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو عید کیا ہے سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھوں نے کہ غسل دن جمعے کا واجب ہے اور ہر بالغ کے مانند غسل جنابت اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ صحیح مسلم میں کسی مرقون سے اور کہا مجاہد الدین فیروز آبادی کہ حدیث واجب ہونے غسل کی بہت صحیح ہے اور مالک نے نافع سے انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اوس حدیث کو کہا بخاری رحمہ اللہ کہ یہ صحیح الاسناد ہے اور یہ نو دلیلیں اوکی ہیں جو کہتے ہیں کہ غسل دن جمعے کے واجب ہے اور جو کہتے ہیں کہ واجب نہ ہے جنت پر لڑتے ہیں اوس سے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ اور ابن عبد البر نے اسناد پاک میں ہر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے وضو کیا دن جمعے کے تو خوب کیا اور جس نے غسل کیا

اور اس سے کہتے ہیں کہ جب نہرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نطق تری اڑاؤ فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ ہندی ہو یا ہنسی کیونکہ دونوں میں تری ہوتی ہے اور کیونکہ احتمال ہے کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہو گئی ہو اور ہندی کے دکھانی دینے لگی ہو اور تفصیل اس کی خوب اور گہری فقہ خاص ہے جو متعلق ہونا حیض اور نفاس کا بیان حیض و نفاس کا آگے آویگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب عورت حیض اور نفاس پاک ہو تو غسل کرنا اور سپر فرسنا اور عیلم اس واسطے ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا تقربوا الصلوة و انتم اصابکم من الماء من حیث یصلحون کن ساتھ شدید طہ کے اور مالک کے یعنی نہ قریب ہو تم اسے یہاں تک کہ وجوب پاک ہو لیکن یعنی غسل کریں اور یہ قرائت عاصم اور کسائی کی ہے اور امام مالک و شافعی کے نزدیک اس قرائت اور جب یہ آیت بتجفیف پر مبنی جاتی ہے یعنی یہی ہے کہ یہاں تک کہ غسل کریں اور یہ آیت تو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض ہے لیکن نفاس سے تو سبب اس بات کے کہ اس پر اجماع ہے اور اجماع حجت قاطع ہے کہ نہ کہ حضرت نے فرمایا کہ لا یجوز علیہ علی الضلکۃ یعنی نہیں جمع ہوگی بہت سیر کی گمراہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ کتب اصول اور روایت کیا اس حد کو طبرانی اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ابی عاصم اور حافظ ضیاء اور ابن جریر اور حاکم اور ابونعیم اور ابن مندہ اور احمد اور ابن ابی خنیثم نے ابوالکاشعری اور ابن عمر اور ابی بصیر و خفاری وغیرہم سے بائناط مختلفہ رضی اللہ عنہم جمعیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب کو مسلمان قبیح دیکھیں وہ اس کے نزدیک بھی قبیح ہے اور جب کو مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے روایت کیا اسکو بزار اور ابو داؤد و طحاوی اور ابونعیم اور بیہقی نے اور روایت کیا احمد و دیگر جملہ کو فقط واللہ اعلم و علیہ السلام اور اگر عورت کا زہر بعد انقطاع یعنی بند ہونے کے مسلمان ہوئی غسل اس کے اوپر واجب نہ ہوگا اور بعد جنابت کے اگر مسلمان ہوئی غسل واجب ہوگا **ف** دلیل اس کی شرح وقایہ عربی میں کور ہے **ف** اور چار بار نے کہ وہی کرنے سے غسل واجب ہوگا اور غسل مستحب ہے واسطے جمعے کے یعنی نماز جمعے کے نہ واسطے دن جمعے کے اور یہی صحیح ہے **ف** امام شافعی و امام ابو حنیفہ سے کہ نزدیک غسل دن جمعے کے سنت ہے اور یہی روایت ہے احمد اور امام مالک کے نزدیک جب ہی امام مالک کہتے کہ روایت ہے یحییٰ بن یحییٰ اور جامع ترمذی اور یحییٰ بن عبد اللہ بن عمار رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ کہہ تم میں سے دن جمعے کے تو چاہیے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد و ابن ابی شیبہ نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غسل جمعے کا واجب ہے ہر بالغ پورا و سن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے بیچ ایک جمعے کے جمعوں کے اگر وہ مسلمانوں کے یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو عید کیا ہے سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھوں نے کہ غسل دن جمعے کا واجب ہے اور ہر بالغ کے مانند غسل جنابت اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ صحیح مسلم میں کسی مرقون سے اور کہا مجاہد الدین فیروز آبادی کہ حدیث واجب ہونے غسل کی بہت صحیح ہے اور مالک نے نافع سے انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اوس حدیث کو کہا بخاری رحمہ اللہ کہ یہ صحیح الاسناد ہے اور یہ نو دلیلیں اوکی ہیں جو کہتے ہیں کہ غسل دن جمعے کے واجب ہے اور جو کہتے ہیں کہ واجب نہ ہے جنت پر لڑتے ہیں اوس سے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ اور ابن عبد البر نے اسناد پاک میں ہر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے وضو کیا دن جمعے کے تو خوب کیا اور جس نے غسل کیا

نیک کیا اور غسل نہ کرنا بڑی بڑی باتیں ہیں اور عیادت اور عیادت اور النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا کہ حدیث
 سمعونی اللہ عنہ کی حسن بنی اور روایت کیا یہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مالک اور ابوداؤد و جہرم اللہ عنہ کہ حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ نے چھ دن جمعے کے دن گناہ ایک شخص کیا مگر جبر سے اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے شوهر کو اور عثمان
 نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ یہ کیا وقت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام نے مجھ کو مشغول کیا تھا آج کے
 روز اور میں گھر نہیں گیا تھا کہ گناہ اور اذان کی سنائی دے اور میں مسجد میں آیا اور کچھ دیر تک بیٹھ کر واسطے وضو کرنا حضرت
 رضی اللہ عنہ کو کہ فقط وضو ہی نہ کیا اور حضرت نے حکم کیا ساتھ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر ٹوٹے اور نماز پڑھی
 اور عمر رضی اللہ عنہ نے ٹوٹے کا حکم نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے اور ایک حدیث سنن ابوداؤد میں ثابت ہے کہ
 کہ کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ کیا غسل دن جمعے کے واجب ہے تو فرمایا کہ نہیں اور
 لیکن غسل زیادہ پاک کرنے والا ہے اور بہتر ہے اس کے لیے جو غسل کرے اور جو شخص نہ کرے تو کچھ دوسرے واجب نہیں آخر میرے
 اور کہتے ہیں کہ اور واجب ہے ان میں سے جو میں ضروری ہے واجب طلاحی فقہی اور امام محمد رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر
 احسن تاخیر من انکان فی صلاحتہ عن کما ذکر عن ابی ابراہیم التیمی قال سئل عن سئل عن النفل یوم الجمعة
 والنفل من الحجامة والنفل من العیدین قال انما غسلت فحسن وان ترکت فلا ین علیک
 الحکم یہ سننی خبری محکم محمد بن ابی سنیہ صالح نے انھوں نے سنا حاد رحمہ اللہ علیہ سے کہ امام حاد رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
 ابراہیم غنی رحمہ اللہ غسل دن جمعے اور جماعت اور عیدین انھوں نے کہا کہ اگر غسل کرے تو چھپا ہو اور اگر نہ کرے تو کچھ
 تیرے اور نہیں اور بھی روایت کیا صحیح مسلم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ فرمایا حضرت علی
 علیہ السلام نے جس نے نہ وضو کیا سو چھپا گیا وضو کو چھپا گیا جسے کو اور سنا یعنی خطبہ اور چپ پٹختا ہوا چھپا گیا اس کے لیے جو کچھ کہ درمیان
 اس کے اور درمیان جمعے کے اور زیادہ تین دن آخر حدیث تک اور وہ جو ابوداؤد ابن عباس سے روایت کیا ہے سند اس کی صحیح ہے
 میرے نزدیک حدیث روایت کیا ابی ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کا کہ نہ نہاتے تھے دن جمعے کے اور ترک
 کرتے تھے اس کو اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے و اللہ اعلم اور کچھ بیان اس کا باب جمع میں آویگا اور اس جگہ
 بہت سی روایتیں ہیں کہ ذکر کرنا ان کا خالی طویل سے نہیں صلی اللہ علیہ وسلم و نون عید و نون واسطے یعنی عید فطر اور عید اضحیٰ
 فہما ہا چاہیے کہ عیدین کے غسل میں کئی حدیثیں ہیں لیکن ضعف خالی نہیں ہیں چھپکے تو یہ کہ روایت ہے کہ بن سعد رضی اللہ
 عنہ سے کہ صحابی ہوا کا مشہور ہے کہ انھوں نے کہ تھے حضرت غسل کرتے تھے دن جمعے اور دن عید فطر کے اور دن بخار و رون
 عرفے کے روایت کیا اس کو امام احمد اور ابوداؤد اور طبرانی نے اپنی مجموعہ میں اور سنن ابن ماجہ میں اور سند برابر میں بھی ہے
 شیخ ابن الہمام نے کہا کہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی ذکر کیا نووی اور روایت کیا ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ
 تھے حضرت غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید اضحیٰ کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور یہ علی نے جمع الجوامع میں لکھا ہے
 کہ زیادہ سنن میں کہا کہ قوم کو کہ جو غسل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا وہی سے دیکھا اگر یہ کہ تم غسل نہیں کرتے تو بھی عید
 روایت کیا اس کو ابن ماجہ اور ابن عباس کے ذکر کیا بھی ہے عیادت سے اور زیادہ کہنا محفوظ نہیں انتہی تو اس میں یہ کلام ہے کہ اگر

کتاب
محدث
محدث
محدث

کی روایات کا بھی اعتبار نہیں جب تک رجال سند معلوم نہ ہوں اور اگر حدیث ضعیفہ بھی ہو اگر تہی بہن ان کہا ہوں میں اور
محدثین نے فرمایا کہ اس باب میں جو حدیثیں آئیں ہیں یعنی ایک حدیث ابن عباس کی اور ایک حدیث فاکہ رضی اللہ عنہ کی
جو دونوں پر مشتمل ہیں یہ دونوں ضعیف ہیں اور بعض محققین نے کہا ہے کہ یہ حدیثیں عیاض اور فاکہ کے تیسری حدیث ہیں
میں نہیں باقی البتہ روایت پر موطا میں ساتھ صحیح کے جب اس حدیث میں غرضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ واسطے نماز عید کے غسل
کرتے تھے پہلے اس کے برابر لیکن یہ بات ہر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت کی تابعداری بہت کرتے تھے اور وہ اسی بات
بھی جو حضرت نے نہیں کی ہو تھی نہیں کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حضرت کو غسل کرتے دیکھا ہو گا جیسا کہ فیروز
نے کہا لکن صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما اَنَّهٗ كَانَ يَغْتَسِلُ لِلْجَمْعِ وَبِشِدَّةٍ مُّبَالِغَةٍ لِّمَا بَعْدَ السَّنَةِ
يَقْصِي اَنَّ الْحَدِيثَ فِي هَذَا الْبَابِ صَحِيحٌ يَعْنِي صَحِيحٌ ہوا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ وہ غسل کرتے تھے واسطے عید کے اور
شدت برائے اور نماز واسطے متابعت سنت کے جیسا کہ اس بات کو حدیث اس باب میں صحیح ہے فقط واللہ اعلم اگر کوئی کہے کہ روایت کی
ترمذی اور دارمی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ حسن بن علی حضرت نے کپڑے اتارے واسطے چاند اور اسکے غسل کیا تو اس سے سنت ہوا
اور کہا ثابت ہوا ہے تو جواب یہ کہ عموم میں نہیں بلکہ اس سے بچا جاتا ہے کہ ایک بار کی تو غسل نہ کرے جیسا کہ سنت ایسا ہی کہ شیخ ابن امام
فتح القدیر میں ہذا ما طهَّن بِلَا اَنَّ لَحْلَ اللّٰهُ يُحَدِّثُ بَعْدَ ذَلِكَ اَمَّا هَٰذَا صَحِيحٌ ہے واسطے احرام کے
فاحرام کے واسطے غسل کرنا اگر بارہ کے نزدیک مسنون ہے اور روایتیں اس باب میں صحیح ہیں اور بیان اس کا حج کے
باب میں آویگا صحت سے دن عرف کے کہ کوئی کہہ دے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے دن جسے
اور فیروز اور عید نماز اور عرف کے روایت کیا اسکو زہر نے اور طبرانی نے اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد اور احمد و ترمذی نے اور حاکم نے اور بیہقی نے

باب پانی کے بیان میں جس سے وضو جائز ہے اور جس سے جائز نہیں

خانہ وضو میں پانی سے اور چشمے سے یعنی زمین کے پانی سے مثل کوئین وغیرہ کے واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَيُزَكِّىٰ عَنْكُمْ الْقُلُوبَ قُلْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَائِدِ الْمَسْجِدِ الَّذِي فِيهِ رُفِعَ آلُكَ اَعْلٰى سَائِدِ الْمَسْجِدِ الَّذِي فِيهِ رُفِعَ آلُكَ اَعْلٰى
اور فرمایا وَاَنْ لَّنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ طَهُوْرٌ اور اس سے آسمان سے پانی پاک کرنے والا یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں پانی
کے پانی کے پاک ہونے پر اور زمین کے پانی پاک ہونے پر کوئین میں دلیل ہے جو روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما
کہ چچا کا حضرت سے کہ کیا وضو کرنا ہم کو میں بضاعت سے اور وہ کنواں ہے کہ ڈال دے پانی میں کہے اور پھر جھڑکے اور بدبودار چیزیں
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک نہیں جس کرتی ہو اسکو کوئی چیز اور حسن کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن القطن
رحمۃ اللہ علیہما اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور نجاست پر اس کے دلیل اجماع ہے جیسا کہ آگے آویگا اور بدبودار چیزیں جو حدیث لکھی ہے کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک نہیں جس کرتی ہو اسکو کوئی چیز اور جب بدل جاوے رنگ یا بو یا مزہ اور اسکا نور روایت کیا
اسکو بیہقی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ جیسا کہ آگے آویگا اور پانی دریا کے پاک ہونے پر دلیل ہے کہ روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ
اور ابو داؤد اور نسائی نے تحقیق کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سوار ہو کر
میں اور اُن سے میں اپنے ساتھ بانی تھوڑا سا گھوڑا کر کے کہ میں پیاسے ہوں کیا وضو کرنا میں دریا کے پانی سے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ یعنی

دیا پاک سی پانی اور کا اور حال ہی ہر وہ اور کا کہ تری نے کہ پوچھا میں نے محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ علیہ سے اس حدیث کو تو کہا کہ اس حدیث صحیح ہے اور باقی تفصیل اسکی خوب شیخ ابن ابی اسحاق فتح القدیر حاشیہ ہادیہ میں لکھی ہے **ص** اور برن کے پانی سے اگر تہا ہوا نہوا اور اگر جاہو تو جائز نہیں **ف** کیونکہ حسن رت میں برن مانند پانی کے ہے تو مکمل اور کا پانی کا سا ہے وضو جائز ہوگا اور حسن صورت میں جمی ہوئی ہو تو وہ پانی میں داخل نہیں کیونکہ پانی کی حقیقت میں بہنا بھی داخل ہے **ص** جائز ہے وضو اس پانی سے جو رکھے رکھے بدبو دار ہو گیا ہو یا اسکی کسی صفت کو پاک چیز نے مثل خاک یا اشنان یا مابا ہون یا رخصان کے بدل دیا ہو **ف** اس واسطے کہ ان سب پر پانی کا اخلاق آتا ہے اور روایت کیا نہائی نے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا روز فتح کے ایک برس کے کہ او میں اثر ہے کا تھا اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہو کہ پاک کرنا اس سے عقود ہو یا ہو تو وضو اس سے جائز ہے مگر یہ کہ غالب ہو یا نہ ہو اور پانی کے ساتھ گارھا کرے اور اسکی رقت اور سیلا یعنی بہنے کو کھو تو وضو اس سے جائز نہیں ہے اگر وہ چیز ایسی ہو یعنی اس سے پاک کرنا عقود نہ ہو تو اس صورت میں اس سے وضو ناجائز نہیں ایک روایت میں مذکور ہے یعنی اگر غلبہ پانی پر نہ کرے تو وضو جائز ہے اور ایک روایت میں غلبہ شرط نہیں یعنی چاہے غالب ہو چاہے نہ ہو تو ایسے جائز نہیں امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز پانی میں مل گئی ہو زمین کی قسم نہیں وضو اس پانی سے جائز نہیں اگر چہ غالب ہو **ف** اور احتیاطاً اس میں جو امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے **ص** اگر پانی جاری میں کوئی چیز ٹپک جائے اور اثر اس کا یعنی رنگ بو مزہ بدلے وضو اس سے جائز ہے **ف** اس واسطے کہ نجاست اس میں شہرگی بلکہ بجا نیکی ایسا بھی ہے امام احمد اعلم الصواب **ص** پوشیدہ ہے کہ جاری کسی کو کہتے ہیں علماء کا اس میں اختلاف ہے وضو کے نزدیک پانی جاری ہو کہتے ہیں کہ گمان اس اور تنکے وغیرہ کو ہالیا جائے **ف** اسی کو صاحبہ شرح وقایہ نے اختیار کیا ہے اور بعضوں نے کہ جاری نہ ہو کہ جو لوگ جاری سمجھیں اور اسکو درخت یا تر میں اختیار کر لیا ہے اور حق میرے نزدیک یہ ہے کہ جاری اسے کہتے ہیں کہ طلق جریان ہو میں بلایا جاتا ہو اگر چہ کسی نہایت ہو والد اعلم **ص** تو اگر تری اور پیر کی دی جاوے اور پانی ریان ریان نکلتا ہے وضو اس سے جائز ہو کیونکہ وہ پانی جاری ہے اور پانی ضعیف میں جو آتے ہوتا ہے اس طرح پر وضو کرے کہ پھر پانی مستقل کو نہا وٹھالیوے یا وہ چٹونا اتنی دیر کے کہ پانی مستقل جاوے اور مستقل پانی کا بیان آگے آجاوگا **ف** کیونکہ پانی مستقل نجس ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور اسکا ذکر آگے ہم کرینگے **ص** اگر عرض ہو کہ وہ کم ہو اور ایک طرف سے او میں پانی آتا ہے اور دوسری طرف سے نکلتا جاتا ہے ہر طرف میں اس میں وضو جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے **ف** در مختار میں ہے یہ یقیناً یعنی اسی پر فتویٰ ہے **ص** اور بعضوں کے نزدیک اگر جاری جاری ہو بلکہ تو جائز ہے اور اس سے زیادہ میں جائز نہیں اور اگر پانی بدبو دار ہو اور حلو ہو جاوے کہ بدبو اسکی نجاست ہے وضو اس سے درست نہیں اور اگر معلوم ہندو تو وضو جائز ہے کیونکہ کبھی بوسبب زیادہ رکھنے کے ہو جاتی ہے واللہ اعلم اگر اگر ہو انکار ان میں ہر اور اس کے عرض کو نہ کیا اور پانی کہتے کہ اوپر جاری ہے اگر وہ پانی جو کہتے سے لاوا ہے کہ اس پانی سے جو کہتے سے الگ ہو اس کے تشبہ میں وضو جائز ہے درم نہیں جائز ہے فقہ ابو حنیفہ نے کہا کہ جو کہنے اسی پر اپنے مشائخ کہ پایا ہے اور امام ابی یوسف سے مروی ہے کہ اگر کوئی وضو پانی کا نہ ہو تو اس سے وضو کرنا کچھ غرض نہیں اور اگر پانی میں ایسا جانور ہو کہ پانی میں نہ ہو تو اس میں جیتا ہے جیسے چھلی اور مینہ کی وضو اس سے جائز ہے

ف ان چیزوں کے مرنے سے اس واسطے پانی نہیں نہیں تاکہ ان جانوروں کی جگہ بھی پانی ہو ایسا ہی کر گیا صاحب ہدایہ
 اور قاضی حنفی نے کہا کہ اس لازم آیا ہے کہ اگر درندہ خشکی میں جاوے تو بچہ پیر کہ نجس نہ ہو کیونکہ درندہ کا مقام خشکی ہی لیکن اسکا جو
 یون ہو سکتا ہے کہ حدیث مراد وہ ہے کہ بغیر اس کے جس میں نہیں سکتا اور ایسا معدن درندہ کا خشکی نہیں واللہ اعلم اور دوسری دلیل
 ہا یہ ہے میں اسکی یہ لکھی ہے کہ انہیں خمر نہیں کہو کیونکہ جو جانور کہ دعویٰ ہو پانی میں نہیں ہوتا اور جب خون نہ تھا تو پانی نجس نہ ہو گا کیونکہ خون
 نجس کرنے والا ہے شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ صحیح ہے اور اگر پانی کے سوا اور میں مثل سرکہ وغیرہ اگر یہ چیزیں مر جانے
 تو بوضوح کہہ سکتا ہوں کہ پانی کے اور میں نجس ہو گیا اور بوضوح کہہ سکتا ہوں کہ کسی میں نجس نہیں ہوا اور یہی صحیح ہے کہ ذی النبیۃ صلی اللہ علیہ وسلم
 اگر پانی میں ایسا جانور مر جائے تو نجس نہیں جیسے پھر اور کئی وضو اس سے جائز ہے کیونکہ خون جب نجس ہو وہ ہوتا ہی خون ہے
ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمھارے پانی میں کئی گر پڑے تو چاہیے کہ اسکو ڈبو پھر اسکو نکالو
 اسولہ کے کہ ایک پر میں اس کے مرض ہو اور دوسرے میں شفا ہو روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کے حیوان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور یہ دلیل لانا اس
 اچھا ہے جو دلیل نے میں صاحب ہدایہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حلال ہے کھانا اسکا اور پینا اسکا اور وضو اس
 اور پوری حدیث یوں ہے کہ روایت کی دارقطنی نے سلمان بنی المدینہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا یا پینا پڑھا
 تو میں نہ جانوں کہ میں نجس ہوں اور مر جانے والا اسکو تو وہ حلال ہے کھانا اسکا اور پینا اسکا اور وضو اس سے کھانا دارقطنی نے نہیں منع کیا
 اس حدیث کو مگر بقیہ نے سعید بن سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہے اور ابن عدی نے کہا کہ سعید بن جبول ہے شیخ ابن العمام نے کہا کہ یہ
 بقیہ بیضاوی کا ہے روایت کی اس سے بہت اماموں نے مثل حماد اور ابن المبارک اور زبیدی بن ہارون اور ابن نجیمہ اور کعبہ اور اوزار
 اور اسحاق بن ابویہ اور شعبہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے اور روایت کی اس سے جماعت مگر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کہتا ہوں کہ پوچھنے
 یحییٰ بن یحییٰ اور اہل بن عیاش سے پس کہا کہ کیا لکھو کہ کھانے یعنی دو خون اچھے ہیں اور کہا ابو زرہ رضی اللہ عنہ نے کہ بقیہ میرے
 نزدیک اچھا ہے صحیح بن عیاش سے اور سعید بن سعید کہ ابن العمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کیا اسکو خطیب نے اور کہا کہ نام افکنہ پاپ کا
 عبد الجبار ہے اور وہ فقہ تھے تو اب جہالت جاتی رہی اور حدیث باوجود اسکے حسن ہے کہ نہ ہو کہ تو معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث
 جو اوپر عنے ذکر کی اس سے زیادہ اور بہت صحیح ہے واللہ اعلم **ف** اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک پانی نجس ہو جاتا ہے
ف اور قول اول چند ہمام صاحب ہدایہ صحیح ہے **ف** جو پانی درخت یا سیوے سے نچڑا جاوے جیسے پانی ریوح کا درخت
 نچڑا جاتا ہے اور پانی سیب اور انار کا کہ سیوے سے نچڑا جاتا ہے وضو اس سے جائز نہیں اور اگر خود درخت سے ٹپکے جائز ہے **ف**
 کیونکہ اس پر پانی مطلق نہیں ہوا جاتا ہے مثلاً جو کوئی سرکہ پیے تو یہ نہیں کہہ جاتا کہ اسکا کھانا ہے یا پانی بیا اور قرآن شریف میں حکم ہے
 کہ جب پانی بناو تو تم تم کو **ف** اور وضو اس پانی سے جس پر کوئی چیز غالب آجائے اس طرح کہ پانی کو اسکی طبیعت سے نکال دیوے
 یا کھانے کے سبب سے غالب ہو جاوے جیسے کہ پانی باقلہ کا **ف** ہا نہیں کہہ کہ باقلہ کے پانی سے مراد وہ ہے جو پانی کا غالب ہو گیا
 اور کوئی چیز کھانے کے سبب سے **ف** یا شور با جائز نہیں اور اگر پیہ درخت کے پانی میں پڑے اور اسکا رنگ یا کوئی وصف ہو گیا
 وضو اس سے جائز نہیں کیونکہ وہ مانند پانی باقلہ کے ہے **ف** ہا نہیں کہہ کہ جو پانی بغیر کھانے کے بدل گیا ہو تو اس سے وضو جائز

حاشیہ
 صحیح

صحیح

اور بیعت کے متنی جو صاحب ہدایہ نے بیان کیا ہے شاید وہ شافعی و فاریسی کے مراد نہیں ہے والدہ اعلم فیہ اور جو بانی ہوتا ہے وہ نہیں
 اگر کماست بڑی بلکہ جو کہ تھوڑا سا ہے اور جو اس کے جائز نہیں ہے جانا چاہیے کہ یہاں تین میں سے پہلے تو یہ ہو کہ
 پانی جو جاری نہیں اور میں اگر کماست نہ ہو تو نہیں ہاں کیا پانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ عرض دہ دہ ہو اور اس کا ذکر اگر
 آویگا تو اس حدیث میں مانع جاری کے ہے لہذا اگر یہ مذہب امام عظیم کا ہو تو مذہب یہ ہو کہ اگر وہ کچھال پانی ہو تو نہیں ہوگا اور یہ مذہب
 امام شافعی رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کی ہے اور تیسرا مذہب یہ ہو کہ پانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اس کا کوئی عیب نہ ہو پانی نجس ہو گا اور
 یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا ہے امام اعظم صاحب رحمہ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہو کہ روایت کیا بخاری رحمہ اللہ علیہ سے امام اسلم اور ترمذی
 اور ابو داؤد رحمہ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کرے ایک تمہین کا بیج کو
 پانی کے جو جاری ہو پھر غسل کرے اور میں اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل کرے کوئی تمہین سچ پانی نہ اٹھ کے اور جو بیج
 لگا کہ طرح کرے ایسا ہر وہ لگا کہ اس سے لینے کو یہی کسی برتن سے مثلاً لیکر اپنے اوپر پانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا ہے پانی
 میں پیشاب کرے سے روایت کیا ابو ذؤبیہ سلم نے اپنی صحیح میں اور اس حدیث کو صحیح کیا مت لوگوں نے روایت کیا اس کو مسلم نے
 کئی طریقوں سے اور عاصمی بھی اور جابر بن عبد اللہ اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہے اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا
 کہ جو پانی جاری نہیں ہو جائے وہ الا منع کرتے سے کچھ فائدہ ہو گا اور بھی روایت ہے صحیحین میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمایا حضرت
 علی رضی اللہ عنہ نے جب کہ باغ کے کوئی تمہین سے اپنے خواب سے بیدار ہوئے آتھ اپنے بیج برتن میں لیکر دھوواؤ کو تین بار کو نہ لے جائے
 کہ کہاں ہاں اٹھاؤ اس کا اور یہ حدیث بہت طویل ہے مروی ہے اور روایت کیا اس کو مسلم نے و شمس طبرانی نے اور روایت کیا اس کو ترمذی نے
 اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور اس باب میں روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور بھی روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ابی
 اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہے اور بھی روایت ہے ابی اسلمی کو تین کے باب میں آویگی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل ہے کہ
 کہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا او انھوں نے پوچھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم اس پانی سے جو کہ ہوتا ہے جھگڑوں میں
 اور پیتے ہیں اس سے پانی چار پائے دیکھ فرمایا آپ نے کہ جب ہو پانی قلین نہ اٹھا سکا نا پاکی اور روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد
 اور ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن جہان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی
 عنہما اور جابر اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور دیکھ روایت میں ابو داؤد کی ہے کہ وہ نجس ہو گا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے
 اول کتاب میں چونکہ مسندوں میں اس لفظ سے لائے ہیں اذ اکان الماء ان یعیس قلۃ یعنی جب ہو پانی
 چالیس قلۃ اول ان ہو بعد حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور اس کو تضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقوں
 کہ بیجس ہو اور بیسوں میں کہ بیجس ہو شے اور پینتا بیس اور طریقے ہیں ایک اور نہیں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ
 اس لفظ سے اذ اکان الماء قلۃ کی تصاقق ذلک کہ بیجس ہو شے اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
 ساتھ اس لفظ کے اذ اکان الماء قلۃ کی تصاقق ذلک کہ بیجس ہو شے اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض
 روایتوں میں تو ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بعض میں ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے
 اور چالیس قلوں کی روایت ابن مسعود نے بھی کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے قاشین او ثلثا یعنی قلین ہوں تین

لہ
لاداس
معاذ حق
مجاہد

کہ صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث اور حنفیوں کے کہا ہے کہ سفر السعادت میں ہر ضعفہ بعض الحدیث میں صحیحہ بعضہ
 اور غلط ہے کیونکہ سفر السعادت میں کہیں اسکا نشان نہیں ہے اور یہی عبارت اسکی میں ہر باب اذا بلغ الماء قلتین
 لم یجلی خبثا قال جماعة فی حدیث جماعۃ قالوا یصح وقد اوردہ اہل اہل الحدیث
 فی مصنفاتہم انتحلی اور زلیلی کے کہا حدیث قلتین ضعیفہ جماعۃ الحدیثین حتی قال
 البیہقی فی الشیخۃ ائمة غمنا قوی وثبت کہ النبی فی الشیخۃ مع شدۃ اثباتہ علیہ السلام
 سرحۃ اللہ لضعفہ یعنی حدیث قلتین کی ضعیف ہے ضعیف کیا اسکو ایک جامع نے محدثین کی بیان کیا کہ یہ بتی
 کہ وہ قوی نہیں اور ترک کیا اسکو امام غزالی اور زہبی نے باوجود شدت اتباع اوکی کہ اسطے امام شافعی رحمہ اللہ کے واسطے
 ضعف اس کے کہ اور ترمذی میں ہر ماذہب الیہ الشافعی من حدیث قلتین مذہب ضعیف یعنی جس
 شافعی گئے ہیں حدیث قلتین سے نہ یہ ضعیف ہے اور ہر ازین ابوسی کے ہو وہو حدیث ضعیف اور وہ حدیث ضعیف
 اولن قولن میں ایک نظر ہو یہ ہو کیا جس حدیث کا ضعف بسبب ضعف رجال کے ان لوگوں کو مراد لیا یہی ضعیف بسبب ضعیف رجال کے
 اگر ضعف بسبب ضعیف رجال کے ہو تو مسلم ہی اور ضعف بسبب رجال کے ہرگز مسلم نہیں کہ اہل الحدیث خبن القلتین صحیحہ و اسناد
 ثابت یعنی خبر قلتین کی صحیح ہے اور اسناد اوکی ثابت ہے اور کہا حکم نے مستدرک میں صحیح علی شرط البخاری و مسلم
 یعنی حدیث صحیح ہے اور شرط بخاری اور مسلم کے اور کہا یہی نے ہذا اسناد صحیحہ و قولی یہ اسناد صحیح ہے رسول اللہ
 اور صحیح کیا اسکو دارقطنی وغیرہ نے اور کہا شیخ ابن القیم نے شرح ابی داود میں اما صحیحہ مسندہ فقد وجدت لان رواۃ
 نقات لیس فیہم شہر و لا ممتنع و قد سمع بعضہم من بعض و لیل اصحہ و ابن خنیسۃ و الحاکم
 والطحاوی وغیرہم یعنی حدیث سند اوکی تو باقی گئی اسطے کہ روایت کرنے والے اس کے سبب نعم میں نہیں ہر ازین
 کوئی مجروح اور ترمذی اور نابض اوکے نے بعض سے اور اسکی اسطے صحیح کیا ہے اسکو ابن خزیمہ اور حاکم اور طحاوی وغیرہم نے انتہی
 البتہ غلط علی کہ بہت واقع ہے اور وہ جو نمٹنے چالیس قلون کی روایت جابر بنی السدۃ محمد بن سکر کی روایت نقل کی
 بعض لوگوں نے کہا کہ جابر کنا غلط ہے بلکہ صحیح عبد اللہ بن عمر بن العاص ہے اور غلطی قاسم بن ہر جواد کی اسناد میں واقع ہوئی ہے
 کیونکہ ضعیف ہے ضعیف کیا اسکو احمد اور بخاری اور حنفی ابن معین وغیرہم نے کہا یہی نے اخبرنا ابو عبد اللہ الخافط
 قال سمعت ابا علی الدقاق یقول حدیث محمد بن المنکدر عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم اذا بلغ الماء اربعین قلۃ خطا والصحیح عن محمد بن المنکدر عن عبد اللہ بن عمر بن عمر بن عمر
 مکر ابو عبد اللہ خافط نے انھوں نے کہا سنا میں ابانلی دقاق سے و کہتے تھے کہ حدیث محمد بن سکر کی جابر بنی السدۃ
 اور صحیح محمد بن المنکدر سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر بن العاص سے انتہی اور عبد الرزاق نے مصنف میں روایت کیا اس حدیث کو
 محمد بن سکر سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر بن العاص سے کہا عبد الرزاق نے اخبرنا النبی و معمر عن محمد بن المنکدر
 عن عبد اللہ بن عمر بن العاص اور وہی روایت کی یزید بن ہارون نے جابر بن سکر کہ کہ داخل ہوا میں ساتھ عبد اللہ
 بن عبد اللہ بن عمر کے ایک باغ کو اور وہیں بانی تھا اور وہیں ایک کھال مردہ اونٹ کی پڑی تھی سو وضو کیا اس سے پس کہتا

ابو جابر

کیا و نہ کرتے ہو تم اوس سے اور اوس میں ایک کمال مردہ اونٹ کی ہر سو حدیث بیان کی کہ سننے اپنے باپ سے اونٹوں نے حضرت صلی
 علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ جب بوجھ جاوے بانی برابر دو قلے کے تاہن کے نجس نہ کرے گا و سکون اور روایت کیا ابو بکر بن شیبہ نے
 کہا کہ زنی ابو نعیم المصنفی حدیث شہان بن جریج نے اخبرنی فی لوط عن ابی اسحق عن عمار بن عبد اللہ ان ابی نعیم
 قال اذا کان الماء قلیتین فصاعدا لم یحکم شیء یعنی فرمایا ابن عباس نے کہ جب ہو بانی قلیتین یا زیادہ نہ نجس کرے گا
 او سکون اور روایت کیا ابو بکر بن شیبہ نے ابان سے اس حدیث ابو نعیم سے اونٹوں نے ابن عباس سے ایسا ہی قول اور نکال اور ایک
 وجہ ترک کی اس حدیث کی یہ بھی کہ قلے کے بہت سے لغت میں معنی ہیں اور معلوم نہیں کہ اس جگہ پر کون سے معنی مراد ہیں قلے کے
 معنی لغت میں شک کے ہیں اور مشک کے اور جوٹی پہاڑ کے اور ہر چیز بلند کے اور ہر اس مقام میں امام شافعی کے نزدیک دو
 یعنی مشک کے ہر کہ نام ایک شہر کا ہو کہ وہاں کے مشک بڑے بڑے ہوتے ہیں اور اسکی تصریح حدیث میں آئی ہے جیسا کہ
 شافعی نے اخیر نام مسلم بن خالد الزنجی عن ابن جریج یاسناد لا یحضر فی ذلک کأنه علیہ الصلوٰۃ
 والسلام قال اذا کان الماء قلیتین لم یحکم خبنا وقال فی الحدیث یقال لہی جمر قال ابن جریج رأیت
 قلالہی جمر فافلحہ تسع فریقہ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو بانی دو قلے اوٹھائیگا نجاست کو
 اور کہنا چ حدیث کے کہ قلے جگر کے کہا ابن جریج نے دیکھا سینے قلوب جگر کو پس قلے سانا تھا و شکون کو یا کچھ زیادہ امام شافعی رحمۃ اللہ
 نے فرمایا کہ چھ پر زیادہ کہنے کے موافق اڑھائی مشک کر لی واسطے احتیاط کے اور بعضوں نے دو مشک اور تالی رکھا ہو اور امام شافعی
 کے مذہب میں موافق دو قلوب کے پنج مشک میں اور مشک بحساب شرع کے پچاس سیر بانی ہو قلیتین و سو پچاس سیر بانی ہو اور بعضوں
 کہا ہو کہ مقدار ایک مشک کا سو طل عراقی ہیں اور طل عراقی برابر ایک سو اٹھائیس درہم کے ہوتا ہو و اما علم جانا چاہیے کہ اس حدیث کو
 اخراج کیا ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ہو بانی قلیتین قلوب جگر سے نہیں نجس کرے گا او سکون
 کچھ اور ضعیف کیا اسکو ابن جریج نے اور کہا کہ یہ قول من قلالہی جمر محفوظ نہیں ہے کہ کیا جانا اگر اسی حدیث میں اور اخیر میں سقا
 کینت اوکی ابو بکر بن شیبہ نے اس حدیث پر علاوہ اسکے روایت کیا اسکو داؤد بن ابی اسحق نے ایک حدیث میں ابن جریج نے اور قلالہی جگر کا کچھ
 اوپر نے کہ نہیں اور یہ امام شافعی نے روایت کی بول تو خالی ہنا سے ہو و سر یہ کہ مسلم بن خالد زنجی شیخ امام شافعی کا قال
 ابو حاتم لیس ید اللفظ فی حدیث لا یکتب حدیثہ ولا یحکم بہ وقال البخاری منک الحدیث
 وقال علی بن المدینی لیس ہو شیء وقال احمد بن محمد بن ابی لید کان فقیہا علیدا یصوم الدھر
 قوی بسکة سنہ ثمانین و صاۃ و کان کثیر الخلیف فی حدیثہ الی اخر ما قال یعنی کہا ابو حاتم نے
 کہ وہ قوی نہیں حدیث اوکی خلاف روایت ثقات کے ہو نہیں کھی جائیگی حدیث اوکی نہیں حجت پر کسی جائیگی اوس سے اور کہا بخاری
 کہ حدیث اوکی خلاف روایت ثقات کے ہو اور کہا علی بن المدینی نے کہ وہ کچھ نہیں اور کہا احمد بن محمد بن ابی لید نے کہ وہ فقیہ عابد تھا
 روزہ رکھتا تھا ہر شے وفات کی پہلے کے سن اتنی اور سو میں اور بہت غلطی کرتا تھا حدیث میں اگر کوئی کہہ کہ ثقہ کہا کو کچھ نہیں
 نے اور کہا ابن ابی حاتم نے مسلم بن الحنفی اما تم فی الفقہ یعنی مسلم زنجی امام بنی فقیہ میں اور کہا ابن عدی نے کہ وہ حسن الحدیث
 وغیر ذلک تو جو اب اسکا یہ کہ ضعیف کہیں اسکو لو کہ اند علی بن المدینی اور بخاری اور ابو حاتم اور اشبال لکے تو ضعیف اسکا

مسند ابی نعیم

مجلس فقہائے
ہندوستان
در بین العہد
محمد اور امام کی
کتاب کا مجموعہ
جلد ۱۲

مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے مہاجرین و انصار کے ہاں اور کتبہ اور گدھے اور بچے گئے و منہ سے اون حوضوں میں سے
سفر کیا آپ کے واسطے ان کے ہر چہ اور ٹھکانوں میں اپنے پیٹوں میں اور واسطے ہر چہ جو باقی رہ گیا پانی اور روایت کیا ابن ابی
ہریرہ سے بھی ایسا ہی اور اس میں بھی ہے **إِنَّ الْمَاءَ لَا يَنْجِسُ شَيْئًا** اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے نہ صنف میں بائنیہ
کہ ابن ابی شیبہ نے **حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
يَخْذِرُ فَعَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْكَلْبَ تَلْعَقُ فِيهِ وَالسَّبَاعُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلشَّيْءِ مَا أَخَذَ
فِي بَطْنِهِ وَالْكَلْبُ مَا أَخَذَ فِي بَطْنِهِ فَاشْرَبُوا وَتَوَضَّعُوا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَتْ
عَشْرًا فِي عَشْرٍ مِمَّا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَرِيحُهُ وَلَوْ أَنَّهُ لَبِئْسَ لَكَ فَضْلٌ حضرت ایک گڑھے پر کھڑا تھا مدعی اس نے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہتے ہوئے تھے کہ ابن ابی شیبہ اور درندہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے درندوں کے
جولیا انھوں نے اپنے پیٹوں میں اور واسطے کتوں کے ہر جولیا انھوں نے اپنے پیٹوں میں سپو اور وٹو کر کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
نہیں جس سے اس کے ساتھ ہو وہ درہ جب تک کہ بے اثر ہو اس کا اور بواور رنگ تو ان حدیثوں سے امام مالک بھی تسکین
کے کہتے ہیں کہ یہ احتمال ہے کہ یہ سب گڑھے درہ ہوں اور پانی کا جب ایک گڑھا ہو یا بوبیل جاو تو پھر اس کے کینے نزدیک
وضو جائز نہیں کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ اور دارقطنی نے ابی امامہ سالمی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی
نہیں جس کے تارے اس کو کچھ کر جب کہ غالب ہو جاو اس کی بوسیر یا رنگ پر کوئی چیز اور واقطنی کا لفظ یہ ہے **لَا مَا غَيَّرَ رِيحَهُ وَطَعْمَهُ**
اور اسناد میں اس حدیث کی رشیدین بیضا سعد کا ضعیف ہے ضعیف کیا اس کو ترمذی وغیرہ رحمہم اللہ علیہم نے اور کہ شیخ ابن التمام
روایت کیا اس کو بیہقی نے اور دو طریقوں سے کہ ان میں رشیدین بن سعد نہیں ایک طریقہ ابی امامہ سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **إِنَّ الْمَاءَ طَاهِرٌ إِلَّا أَنْ يَتَغَيَّرَ رِيحُهُ أَوْ طَعْمُهُ أَوْ لَوْ أَنَّ نَجَاسَةً تَحْدُثُ فِيهِ**
یعنی پانی پاک ہے مگر یہ کہ بدل جاو فزہ و اس کا یا بوارنگ ساتھ نجاست کہ حادث ہو و اس بابی میں اور دوسرے طریقے ہیں **إِنَّ الْمَاءَ**
لَا يَنْجُسُ إِلَّا مَا غَيَّرَ طَعْمَهُ أَوْ رِيحَهُ یعنی پانی نہیں نجس تاہم مگر یہ کہ بدل جاو فزہ یا بواو اس کی کہا بیہقی نے **وَالْحَدِيثُ**
غَيْرُ قَوِيٍّ فِيهِ حَدِيثٌ قَوِيٌّ نَحْنُ جَاهِلٌ كَلَامٌ بِهِ كَيْسُ تَشَاكُلِ حَدِيثُ قَوِيٍّ نَحْنُ آتِي بِهِ وَالِدَا عِلْمٍ اور حدیث **الْمَاءُ طَهُورٌ**
کو روایت کیا بیہقی نے **أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَنْبَلِيُّ أَنَّ أَبَا تَحَارِثٍ طَاهِرُ**
بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَكِيمٍ أَنَّ أَبَا الْمُوَجَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْقُرَظِيِّ
ثَنَاءُ صَدَقَهُ بِالْفَضْلِ أَنَّ أَبَا أُسَامَةَ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ خَدِيجِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْأَخْدَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ مَاءٍ يَنْجَسُهُ وَهِيَ يَنْجُسُ بھی روایت کی **وَحَكَمُ**
الْكَلْبِ وَالشَّئِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ شیخ
اور رضی اس حدیث کے اوپر گزرتے اور ایک جواب بعض لوگوں نے یہ دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کو
لانے نہیں اور لاچار ذکر کیا قول نہیں ہے کا قال النہری **لَا بَأْسَ بِهِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ أَوْ رِيحُهُ أَوْ لَوْ أَنَّ كَلْبًا** نے

وہی کہ اس کا
ابن شیبہ نے
صلی اللہ علیہ وسلم
نہایت ضعیف

نہایت ضعیف

نہایت ضعیف
ابن ابی شیبہ
ابن ابی شیبہ
ابن ابی شیبہ

مگر بالکل نہیں کرتا نجس کو **ف** اسی کو درخت میں اختیار کیا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے مشائخ عراق نے اور محدثین نے کہ شہر ہجو
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تو انہیں اس سے جائز نہ ہو گا کیونکہ یہ پاک نہیں کرنا اگرچہ خود پاک ہے اور صاحب ہایہ اسکے نجس
ہونے پر دلیل ملے ہیں اس حدیث سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہ بدیشاب کرے ایک تم میں کا اوس پانی میں جرج جاری
اور غسل کرے اوس میں جنابت اور جس حدیث کا بیان گذرا اور اس سے حجت پڑنا ضعیف ہے کیونکہ اس میں یہ بات مخلقی ہے کہ غسل جنابت
تختہ پانی میں نہ نہیں کرنا کہ اہل تحریک اور پانی غسل کے بغیر جو جائز ہے کہ لا الہ الا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
قدیم پانی پاک ہے اور پاک کرنا بھی ہوا اور پاک کرنا بھی جائز ہے کہ اگرچہ اس سے بھی جائز نہ ہو گا مگر میں نے اس سے بھی منع کیا اوس اور اس کا کوئی تالیف نہیں

فصل دباخت کے بیان میں

ہر جانور کی کھال دباخت سے پاک ہوتی ہے مگر سور اور آدمی کی **ف** دباخت کے معنی اگر بیان ہو تو یہ کہ تو کتے کی کھال
پاک ہو جاوے گی کیونکہ وہ نجس ہوا ان دونوں میں داخل ہے اور صاحب ہایہ اس کی دلیل بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے
جو کھال دباخت کی جاوے پاک ہو جاوے گی اور اس میں کتا داخل ہے اور سور اس سے پاک نہیں ہو گا کہ وہ نجس عین ہو جائے تو کتے کے
کیونکہ اوس سے شکار کیا جاوے اور نجس باقی کرنا بھی جاتی ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کیا اسکو بخاری میں نے
رضی اللہ عنہ اور روایت کیا سلم وغیرہ اس حدیث کو اس لفظ سے اذا ذبح الا حباب فقد طهر اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
نزدیک کتے کی کھال دباخت سے پاک نہیں ہے اور اس وجہ سے شیعہ غلاموں نے یہ جنہوں نے کہ تو کتے کی کھال کو کتے میں دباخت سے پاک ہو جاتی ہے اور
جواب دیا کہ کتا شکار کیا جاوے تو نجس ہو جائے مگر سور اور آدمی کے علاوہ اسکے میں کیا کھنڈ ہے الفقہاء میں جو ان کے مذہب کی کتاب ہے
ایک روایت لایا ہے کہ اگر کھال سور سے پاک نہ ہو اور اس میں سے پانی کھینچیں تو اس میں سے جائز ہے تو ان کو کھانا چاہیے کہ سور
کی کھال یادہ نجس ہے یا کتے کی اور آدمی کی کھال بالکل نجس ہے تو اس وجہ سے اوس کی کے ایسا ہی ہے بلکہ میں کہتا ہوں انہی اہل اللہ عام فی حدیث
کہ غلام میں ہے کہ جب دباخت کیا تو کھال آدمی کی پاک ہو جاوے گی لیکن نفع لینا اوس سے جائز نہیں اور حق میرے نزدیک یہی ہے کہ سور اور کتا
اور مردہ کو نہ پاک نہیں کیا تو اس کے علاوہ نجس عین ہے تو ابتداء اوس سے جائز نہ ہو گا اور مردہ جانور کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جائے گی
کیونکہ روایت کیا ابو داؤد ساتھ صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہ اوصحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلا
واسطے ایک لونڈی آزاد ہو کر ایک بکری سے سووہ مگر کئی لوگ دے اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم سووہ فرمایا کیوں نہ دباخت کر لیا
تھے کھال اوس کی کو سوکھنا اوصحیح میں کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مردہ ہے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے کہ نہیں جرم کیا گیا
مگر کھال اوس کی یعنی مردہ کا کھانا حرام ہے نہ دباخت کرنا اور بھی روایت کیا ابو داؤد ساتھ صحیح کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے حکم کیا یہ کہ فائدہ لیا جاوے کتا کھالوں مردہ کے بچے دباخت کیا وین اور روایت کیا اس میں ابو داؤد
سلمہ بن الحنفیہ سے بھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے فرمایا کہ دباخت کرنا سور کا پاک کرنا اور سور کو اور بھی روایت کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے
اللہ عنہا سے اسی باب میں اور روایت کیا دارقطنی سے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ ابو داؤد نے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے فائدہ لیا
ساتھ کھالوں مردہ کے جب دباخت کیا وین میں ہوا روایت کیا ایک یابیانی اور اسناد میں اس حدیث کی معروف بیٹے حسان بن محبوب نے
اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نزدیک کھال سور کی دباخت میں پاک نہ ہو گی کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے

اور کہا کہ حسن بن ہارث بن جابر نے عبداللہ بن عکرم سے کہہ دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ
 زمین خریدی ہے اور میں نے کہا جوں تمہاری کہ فائدہ دے دو اور تمہارے مردے سے ساتھ کمال اور تمہارے اور اس حدیث کی اسناد میں مضبوطی
 اور یہ واسطے امام احمد رحمہ اللہ علیہ قابل تھے پہلے ساتھ اس حدیث کے بعد ترک کیا اور اسکو سبب بنایا سنا دوسرے کے لئے اور دوسرے
 یہ کہ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ زمین خریدی ہے اور میں نے
 عرض کیا کہ کوئی کہے کہ روایت کیا اسکو ابو داؤد نے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ زمین خریدی ہے اور میں نے
 طرف عبداللہ بن عکرم کے کہا کہ میں نے کہا کہ وہ اسلئے ہوئے اور بیچا میں ابو داؤد کے ساتھ میری طرف اور خبر کیا مجھ کو کہ
 عبداللہ بن عکرم نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا طرف بیچنے کے قبل موت اپنی کے ایک حدیث سے کہ میں نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ کمال اور ساتھ کے جو اب اسکا یہ کہ جسے حکم بن عقبہ نے سنا وہ لوگ مجھول ہیں علامہ اس کے عبداللہ بن عکرم
 رضی اللہ عنہ کو بعض لوگوں نے تابعی کہا ہے سب کا اور گندہ اور دوسرا جواب یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
 اَنْ لَا تَقْعُقُوا مِنْ الْمَيْمَنَةِ يَاحَاطِبُ وَلَا عَصَبٍ اور اباب کمال کو قبل باغت کے کہتے ہیں اور بعد باغت کے
 عربی ہیں اسکو شوق یا قربہ کہتے ہیں جیسا کہ سنن ابو داؤد میں ہے قال النضر بن سميئيل يَبْنِي اَهاَبًا مَّا لَكَ مِنْ نَجْوَا
 دُخْبٍ لَا يَقَالُ لَهُ اَهاَبُ اِسْمًا كَسَمِي تَسْمَا وَفَرْقَةٌ يَنِي كَمَا نَضَرْنَ شَيْئًا لَكَ اَبَابُ جَبْتِكَ كَمَا لَكَ دُبَاغْتُ يَبْنِي
 کہتے ہیں اور بعد باغت کے اسکو شوق اور قربہ کہتے ہیں انتہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا اباب نے اس واسطے میں اس حدیث کو اس واسطے
 كُنْتُ دَخَلْتُ لَكَ فِي جَلْدِ الْمَيْمَنَةِ فَلَا تَقْعُقُوا مِنْ الْمَيْمَنَةِ يَبْنِي وَلَا عَصَبٍ یعنی میں نے رخصت دی تھی
 اسکو بیچ کمالوں مرد کے سو نفع اٹھاؤ ساتھ کمال اور ساتھ کے اور اس میں تو لفظ اباب کا نہیں تو جواب اسکا یہ کہ سند میں اس
 حدیث کی فضائل میں ضعیف ہے اور ہر ہی کا مذہب یہ کہ باغت کی بھی کچھ حاجت نہیں بلکہ قبل باغت کے بھی فائدہ دے دو اور اس سے
 درست ہے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیح کے ہے کیونکہ حدیثوں میں باغت کی قید واسطے طہارت کی ہے واللہ اعلم بالصواب
 والیہ المرجع والمآب **صلی** اور باغت کہتے ہیں نجاست دور کرنے کو کمال سے تو اگر دو ایوں سے ہو مانند قراط و خلیل اسکی
 تو ایسی باغت میں کمال پاک ہو جائیگی اور پھر کبھی او میں نجاست نہیں آئی اور اگر خاک یا آفتاب سے ہو تو اس صورت میں جب تک
 کمال سے کبھی نہ ہو پاک نہ رہتی ہے اور پھر اگر اسکو پانی پونچھ تو اس میں امام اعظم رحمہ اللہ علیہ سے دور دایتیں ہیں ایک دایت میں نجس
 ہو جاتی ہے اور دوسری دایت میں نہیں نجس رہتی اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر ایسی آفتاب سے سوکھی ہے کہ اس کے چھوڑ دینے سے
 سرخ یا دگی تو پھر نجاست اسکی نہ ہونے کی اور امام محمد رحمہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کمال مرد کی اگر کوئی جاکہ اور پھر پانی میں
 نجس ہوئی اور نافہ مشک اگر کوئی اسکو لیے ناز پڑھتا ہو تو صحیح ہے کہ جائز ہے اور وہ پاک ہے تر ہو یا خشک وہ جانور بیچ کیا ہوا
 یا نہ وہ **در مختار** میں اسی کو اختیار کیا ہے اور صحیح ہے **صلی** جسکی کمال باغت سے پاک ہوتی ہے اسکی کمال
 اور گوشت فرج سے پاک ہوتا ہے خواہ مسلمان فرج کرے یا اہل کتاب **ف** جیسے ہو دو اور نصاری تو مشرک کا ذبح کیا ہوا
 پاک نہ ہوگا **صلی** مگر قصداً اللہ کے نام کو پھر ٹھوسے **ف** اور اگر مجھولے سے چھوڑ دیا تو پاک ہو جائیگا **صلی**
 اگر گوشت اسکا کھانا نہ آیا ہو یعنی حرام ہو اسکی کمال باغت سے پاک نہیں ہوتی ذبح سے بھی پاک نہیں ہوتی **ف**

کتاب الطہارۃ
 باب فی ما یجوز من البغیض
 ۵۲

یہ جو کھا ہو کہ گوشت اوس جانور کا جو کھانا نہیں جاتا اور کچ کرنے سے پاک ہو جاوے گا اس پر فتویٰ نہیں بلکہ فتویٰ اس پر کہ کھانا
 اوسکی پاک ہو جاتی ہو اور گوشت نہیں پاک ہوتا جیسا کہ درختا میں یہ ہذا اصح ما یقتی بہ ولان قال فی الفیض
 فتویٰ علی طہارتہ یعنی صحیح یہ ہے جو فتویٰ دیا جاتا ہو ساتھ اوسکے اور اگرچہ کما فیض میں کہ فتویٰ اوپر پاک کی اوسکی کہ
 اوس صحیح القدیمین کہ یہی صحیح ہو اور اسی کو اختیار کیا ہو شارحین مانند صاحب عنایہ اور صاحب نایہ کے صلیح چیزیں
 مرد کی پاک ہونے بال اور بڑی اور کھڑ اور سینگ اور ٹھٹھے اور آوی کے بال اور ٹہنی بھی پاک ہے کیونکہ روایت کیا
 دارقطنی نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کے گوشت
 اوسکا لیکن کھال اور صوف سو نہیں ہے حرج ہوتا تھا اسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ضعف عبد الجبار بن سلم کے اور یہ مرفوع
 کیونکہ ذکر کیا انکو ابن جابر ثقات میں سحریث درجہ حسن سے نہیں اور ترکی پھر کالالا اوسکو دارقطنی نے ابی ہریرہ سے انھوں نے
 عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا اوصوفی سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے فصل
 لا اجد فیہما اوجی الی فحس ما علی طابعہ یطعمہ الا کل شیء من النبیۃ حلال الا ما اکل
 فیہما فاما الجمل والقرود والشجر والصفوف والسنن والحظم فکلہ حلال الا لہ لا ینسے
 یعنی لیکن کھال اور سینگ اور بال اور صوف اور دانت اور ٹہنی سول اوسکا حلال ہے اسواسے کہ وہ ذکر نہیں کیے جاتے اور کما دارقطنی
 نے کہ انکو یہ شرط ہے اور بھی روایت کی دارقطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں حرج ہوتا تھا
 مساک مرہ کہ اور نہیں حرج ہوتا تھا صوف کے اور بال اور سینگ اوسکے کہ جب بھولیا جاوے ساتھ بانی کے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ
 ابی یوسف بن ابی اسفر کے اور روایت کیا بقیہ نے عمر بن خالد سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہ حضرت صلی
 علیہ وسلم لنگھی کرتے تھے ساتھ علاج کے روایت کیا اسکو بھٹی نے اور حق یہ ہے کہ علاج سے اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لنگھی کرتے تھے
 اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ کہ خریدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے خاطرہ رضی اللہ عنہ کے ایک بار عصب اور دو گون
 عاج کے اور اسکی ہناو میں حمید اور سلیمان و ثوبان اودی مہول میں اور ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طبعاً کما تہرہ نے بیچ بڑی
 مرد کے مانند تھی وغیرہ کہ کیا یا سینہ بہت اوگون کو علی سلف کہ لکھی کرتے تھے اوسے اور تیل ڈالتے تھے او میں اور کچھ حرج نہیں
 دیکھتے تھے او میں اور ملاف زہری کے وہ صحابہ میں باہرے طے تاجعین اور کما حاد کہ نہیں حرج ہوتا تھا ریشون مرد کے کے
 اور کما ابن سیرین اور ابراہیم نہیں حرج ہوتا تھا تجارت عاج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ جہولین سے ضعیف ہے اور امام شافعی صلی
 نزدیک پیچیز میں ہیں اور دلیل لائے ہیں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرونا خون اور خون اور
 بالوں کو اسواسطے کہ وہ مردہ ہیں اور جواب اسکایہ ہے کہ اسناد میں اسکی عبد اللہ بن عمر زہری کہا ابو حاتم نے کہ حدیث میں اسکی
 منکرہ کذب میں اور نہیں محل اوسکا صدق نزدیک ہمارے اور کما ایسا ہی علی بن اسمین نے اور ایک حدیث یہ ہے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نفع لیا جائیگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے والد اعلم
 ص اور جس شخص نے اپنے ٹوٹے دانت کو پھر موندہ میں لکھ لیا اور نماز پڑھی نماز اوسکی جائز ہے اگرچہ درم سے بڑھ جاوے اور امام محمد
 کے نزدیک اگر درم سے زیادہ ہو گا نماز نہیں درست ہوگا دانت ہمارے نزدیک اسواسطے نماز جائز ہوگا کہ دانت ٹہنی ہو اور بڑھ نہاں ہو یا ایک

نکاح میں نہ جائے

نکاح میں نہ جائے

نکاح میں نہ جائے

نکاح میں نہ جائے

نکاح میں نہ جائے

یابی کا لاجائیکہ وہ ہی جو اوپر ذکر کیا اور بکری کا پیشاب نجس ہے امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ جو تم پیشاب سے اور یہ طلق ہی شامل ہے جہاں اور کے پیشاب کو اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور امام کہ اوپر شرط بخاری اور سلم کے ہی اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے انس رضی اللہ عنہ اور بھی روایت کیا اسکو برائے عبادہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب اور جانوروں کا جھکا گوشت کھایا جاتا ہے پاک ہے اور دلیل اوکی ہے جو روایت کیا بخاری اور سلم نے کہ اتنی ایک قوم عمر بن خطاب سے مدینہ میں حضرت باس تو ان کے جلندہ رہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ باہر نکلیں اور مسجد کے اونٹوں کا دودھ اور موت پیوین آخر حدیث تک اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حکم اول اسلام میں تھا اور یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے کہ جسکو حاکم نے روایت کیا ہے واللہ اعلم بالصواب اور وہ اس موت اور جانوروں کا جو حلال ہیں امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماری میں جانبر نہیں اور دلیل اوکی ہے حدیث ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کبھی کبھی شفا تمخاری اور مسخیر میں جو حرام کی گئی تھی اسے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے پینا اور سکا بے عذر کے بھی کیونکہ وہ اون کے نزدیک پاک ہے اور احتیاط اسمیں ہے کہ اسکو حتی الامکان پیے اور امام ابی یوسف کے نزدیک حلال ہے واسطے دوا کے اگر اور دوا پاک موجود نہ ہو اور یہی تو اصل جواب ہے اور تاویل اس حدیث کی جس سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ دلیل لاتے ہیں یہ ہے کہ حضرت نے شفا اونکی پیشاب سے اونٹوں کے وحی سے پہچانی ہوگی واللہ اعلم بالصواب

ص اور اگر ممکن ہو تو دوا آدمی جسکو بانی میں پہچان ہو معین کر دین اور جتنا بانی بتاویں کھینچ ڈال جاوے اور امام محمد کے نزدیک دو سو ڈول یا تین سو کھینچیں **ف** اور زاد میں ہے کہ اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو بھی کافی ہو جاوے گا اور روایت سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سو نیا جائیگا اسے مستوضی پر اور ایک روایت میں اس سے سو ڈول کھینچنا چاہیے اور روایت سے امام ابی یوسف سے کہ ایک کرھا بقدر کوئین کے کھو دیں اس میں بانی بھرن جب وہ بھر جاوے تو پھر نہ کھینچیں ایسا ہی ہے زہدی میں اور امام محمد کے نزدیک تین سو ڈول نکالے جاویں اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ بیچ نصاب کے ہے **ص** اور اگر کوئی ترے مثل یا مرغی کے مر جاوے چالیس ڈول سے ساٹھ تک کھینچیں **ف** کیونکہ روایت ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے بیچ مرغی کے کہ جب مر جاوے کوئین میں کھینچے بتاؤ اس سے چالیس ڈول ایسا ہی ہے ہم میں اور یہ حدیث مجاہد نہیں ملی کہ کہنے اسکو روایت کیا ہے لیکن روایت کیا طحاوی نے شرح آثار میں حاد بن سلیمان کہ کہا انھوں نے بیچ مرغی کے کہ پڑے کوئین میں اور مر جاوے چالیس ڈول یا پچاس بھر دیکھو کیا جاوے اس سے اور بتی بھی مانند مرغی کے ہے اور خزانۃ الفقہ میں ہے کہ پچاس ڈول نکالے جاویں جیسا کہ روایت کی ہے حاد بن سلیمان اور یہی ہے کیا شعبی سے کہ کہا انھوں نے بیچ پرند اور بتی کے اور مانند ان کے کہ نکالے جاویں چالیس ڈول اور اسناد اسکا صحیح ہے کہ اسکو امام میں اور روایت کیا انھی سے کہ نکالے بائین کے ستر ڈول اور روایت کیا عبداللہ بن مسعود انھوں نے شعبی سے کہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے کہ میں نے پوچھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مرغی کوئین میں گر کر مر جاوے گا کہ نکالے جاویں اس سے ستر ڈول اور روایت کیا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کوئین میں اگر مر جاوے ٹیڑی یا بلی اور مر جاوے گا کہ نکالے جاویں چالیس ڈول واللہ اعلم **ص** اور اگر مانند چڑیا یا چوہے کے مر جائے تو ڈول سے تیس ڈول تک کھینچے جائیں گے **ف** کیونکہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھوں نے بیچ چوہے کے کہ مر جاوے کوئین میں نکالے جاوے اسی وقت نکالے جاویں گے ورنہ تیس ڈول ایسا ہی ہے مسند میں اور یہ حدیث میں نہیں بانی اور روایت کیا طحاوی نے شرح آثار میں

میں نے اس سے سنا ہے
ابو یزید کا آدمی
بانی کی طرح
مذہب ہے

اور وہ منی سے کیا
صلوات اور منی سے کیا

منی سے کیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ کوئین کہ مرچاؤ اوسمین چو کا کہنی پیا و گیا پانی اوسکا اور بھی روایت کیا اؤ اسقطت
 القاسۃ اؤ اللزائۃ فی البیۃ فآو حاشی یخربا لک الماء یعنی جب پڑ جائے جو پایا جانور چارے یا سوکھ جانور
 اوسکا یہاں تک کہ منسوب کرے تکو پانی اور روایت کیا ابراہیم نخعی سے کہ اگر جو ہارے نکلے اجدین اوسین سے بقیہ جائیں گے
 اور بھی اور حداد اور ابراہیم سب تابعین میں ہیں **صل** اور دول اوسط کے ہیں **ف** یعنی سچ دیکھ کے کہ
 نہ چھوٹے اور سچ دیکھ کے کا دول اسے کہتے ہیں جو محل اور ہر شرمین اور روایت کیا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ دول
 ایسا جو زمین کی سطح پانی آتا ہو یعنی پونے دو سیر یا دو سیر حساب میں ہندوستان کے اور اگر بڑا دول ہو تو حساب کے برابر کر دیں اگر
 دول چاہے ہو تو کوئین سے نکلے گا اگر آو پانی ہو تو درست ہو گا اور اگر آٹھ سے کم کرنا ہی تو نماز ہو گا جیسا کہ سچ زبیدی سے ہے
 کن اقی جائے **المنی** **صل** اگر کوئین سے نجاست نکلی یا حیوان مر رہا ہو نکلا اور پھولا یا پھٹا زمین پر اور معلوم نہیں کہ کس وقت
 گرا یا امام صاحب نے نزدیک اوسکی نجاست کا حکم کیا کہ اگر اس کے گنگے اور اگر پھولا یا پھٹا ہو تو نجاست کا حکم ترین میں ہے اس سے
 کیا جاوے گا **ف** تو اول صورت میں ایک دن یا کسات کی نماز میں پھر قنایا دینا کی اور دوسری صورت میں تین دن اور تین رات
 تک کی جاوے گی اگر وہ شخص اوس پانی سے نشہ روزوں سے وضو کرتا ہو گا اور اسی نماز پر بھی ہوگی **صل** اور امام محمد اور ابو یوسف
 نے نزدیک صنف سے کہ وہ باندہ یا دہ نجاست معلوم ہو کہ اوسنی وقت تک حکم کیا جائے کہ تین دن اور تین رات کا
 کوشت ملال ہو کہ پلو جو تاکتے اور سو اور روزوں کا نہیں ہے **ف** لیکن جو تاکتے کا تو اس سے اس کے کہ فرمایا حضرت علی
 علیہ السلام نے سچ کہتے کہ اگر کوئین نکلتے ہر تین دن میں جو یا پھولا یا پھٹا ہو تو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات بار روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ مستقر ہوا ساتھ اس حدیث کے عبدالوہاب بخاری نے اسمعیل سے اور وہ متروک ہے یا ابو عبد اللہ الواسی کے روایت
 کرتے ہیں اسمعیل سے سات بار دھو کوئین کتا ہوں کہ صحیح ہے یا غیر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کسات بار دھونا روایت کیا گیا ہے
 اور تین بار کا لفظ منکر ہے اور خلاف روایت تھا کہ ہے اور روایت کیا دارقطنی نے ساتھ مجتہد کے عطاء بن ابی ہریرہ
 رضی اللہ عنہ کا کہ جب کتا منورہ التا تھا برتن میں پانی بہا دیتے تھے اوسکا پھر حوتے تھے اوسکو تین بار اور روایت کیا ابن جری
 کامل میں ابن حدیث کو اور اسناد میں اوسکی حدیث میں علی کہ ایسی ہو کہا ابن عدی نے کہ نہیں پاتا جو ان میں اس سے کہ ایسی کوئی
 حدیث منکر سوا اسکے اور نہیں دیکھتا ہوں میں کہ جس طرح ساتھ اوسکے حدیث میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کہتے کہ منورہ
 ٹالتے سے سات بار دھو یا جاوے گا کہ روایت ہے صحیحین اور جامع ترمذی لا غیر ہم میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت علی
 علیہ السلام نے جب منورہ ڈالے برتن تھا سے میرے قہو واو کو سات بار اور اعتیاد اس میں ہے کہ سات بار دھو اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
 نے کہا کہ ہر گاہ مختلف ہو میں ہر تین سچ کیا ہے نہ لڑتے اور نجاست کے تو دیکھا کہ تین بار دھونا اوسے واجب ہے تو حکم کیا اس میں بھی
 ایسا ہی واللہ اعلم بالصواب اور جو اسو کا واسطے جس پر کہ وہ بچل میں ہے اور جو ہارے غدوں کا اسو اس کے کہ کو
 اوسکا نہیں ہے اور اوس سے لعاب پیدا ہوا ہے کہ فی اللہ **صل** اور جو ہا ملی اور اوس مرغی کی جو چھوٹی چھرتی ہے اور پرندوں
 شکاری یا خوشنات الارض کا کہ وہ **ف** لیکن پاک ہی بل کا جو ہا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بل کا جو ہا
 کہ وہ نہیں کہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بل کا جو ہا کیا یا اور کہ وہ نہیں ہیں اور وہ پھر نے والون میں ہے اور پھر تھارے اور

دو ضرب ہیں ایک ضرب ہر واسطے مونس کے اور دوسرا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہ مونسوں تک وایت کیا اسکو حکم نالو
 کہا کہ صحیح الاسناد ہو اور نہیں اخراج کیا اسکو بخاری مسلم نے اور کہا دارقطنی نے **مرجأہ کلہم ثقاتہ** یعنی رجال
 اس کے سب ثقہ ہیں اور جبکہ اگر کیا تھا اعماد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی باب میں باور روایت عمر بن العاص سے ایسا ہی
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کو تیمم جائز ہو جیسا کہ آگیا **حصہ** جب کہ پانی پر قادر نہ ہو یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی
 تو اگر جس نے موافق وضو کے پانی پایا وضو واجب ہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہوگا اور غسل کے لیے
 تیمم کرے لیکن اگر جب کو حدت بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جناب کے ہی بالاتفاق اور جب کہ بے وضو کی واسطے
 اتنا پانی ہو کہ بعض قصاص ہو سکتا ہو اور بعض نہیں ہو سکتا تو اوس میں بھی خلاف ہے ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
 نزدیک بعض کہ وضو اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت بیاورین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہو پانی کے ایک میل **ف**
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں **حصہ** اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہو اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار
 یا سو گز کا ہوتا ہو یا ہر ہزار گز تک **ف** کیونکہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جڑ کے وقت
 آیا عصر کا کہ ہر قدم میں سو تیمم کیا اور سح کیا ہونہ اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور نماز پڑھی عصر کی پھر داخل ہو بیٹھنے کو اور
 آفتاب بلند تھا سو نہ کوٹا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حنفی نام ایک مقام کا ہے اور مرد ایک میل پر ہی
 مدینہ طیبہ سے **حصہ** یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہو تو تیمم جائز ہے یا ایک
 میل جانب غیر توجہ میں ہو کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہو گا کہ نماز ہوگا
 اور پہلے صورت کے موافق جائز ہوگا **ف** اور مختار قول اول ہے **حصہ** وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
 نہیں یا قدرت ہے لیکن خون زیادتی مرض کا ہے اوسکو تیمم جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہوگا
 کہ خوف تلف عضو کا ہو **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وإن كنتم مریضی** یعنی اگر ہو تم بیمار اخیر تک سو
 تیمم کرو مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہے **حصہ** اور اگر استعمال پانی کا ستر ہی ضرر کرنا ہو یعنی بیمار
 کر دیا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیا تیمم جائز ہے **ف** اور یہ جب کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم
 امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم کرے **حصہ** اور تیمم جائز ہو دشمن کے خوف سے آگ یا دزد و غیرہ کے اور بھی
 جائز ہے یا جس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کر گیا تو یا سارہ ہو گیا یا پانی کیسے قہط پینے کے واسطے مباح کیا ہو اور وضو
 یا غسل کی اوس اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہے کہ یہ پانی قہط پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم
 اسکو جائز ہے مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اوس سے معلوم ہو کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہو اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہے
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی مینا بھی ہو اسکا جائز ہے اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہے اور
 اگر واسطے وضو کے ہو تو جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا رستی موجود نہ ہو تو بھی تیمم جائز ہے **ف** اسواسطے ان حضرات
 تیمم جائز ہے کہ قدرت پانی کے متبرحق نہیں ہیں **ف** اگر نماز عید کی قصاص ہو کا خوف ہو دست ہو کہ تیمم کر کے نماز شروع کرے
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اوسکا وضو ٹوٹا ہو جائتا ہو کہ اگر وضو کر گیا نماز جاتی ہو سبکی تیمم سے بنا کر نماز نہ ہو

۱۰
 جانب توجہ میں
 کہتے ہیں کہ
 کوفہ جا کے
 اور اگر کسی
 اور جان بے وضو
 جس کو وضو
 اور نہ پانی
 منہ مسلمہ

امام ابو صفیہ کے نزدیک تہیم نہ کرے اور اگر تہیم سے شروع کی تھی اور تہیم سے بنائی ہوئی ہو تو اسے
 اور اگر ہاڑ جھانسنے کی فوت ہوئے کا خوف ہو تو تہیم جائز ہے **ف** باوجود اسکے کہ صحیح اور مستند روایتوں سے ثابت ہے
ص کہ روٹی کو جائز نہیں **ف** یعنی ہاوس جتنا کہ کا جو مالک اور ولی ہوا وہ اسکو تہیم جائز نہیں ہوا اسلئے کہ لوگ
 اسکا خود اختیار کریں گے **ص** اور اگر خوف فوت نہ ہو جمیع یا کسی ایک نماز کا پانچ نمازوں میں سے جو تہیم جائز نہیں
 اور دوبارہ ہاتھ نہ یا تہیم میں غرض یہ کہ ایک تو واسطے مسح کرنے ہوئے اور دوسرے واسطے مسح کرنے دونوں ہاتھوں کے
 مع کہنیوں کے **ف** اور یہی قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد نزدیک ایک بار ہاتھوں کو مائے اور دوسرے
 مسح ہونہ اور ہاتھ کا ہتھیلیوں تک کرے دلیل ہاڑ نہ ہر کی ایک تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری اور
 دوسری دلیل یہ حدیث عمار بن یاسر کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سو مارا ہتھیلیوں کی ہاتھوں پر
 اور نہ ہاتھ اسٹی سے کچھ سو مسح کیا ہونہ اپنے کا ایک بار پھر مارا ہتھیلیوں کی کوئی پر مسح کیا ہاتھوں اپنے کی روایت
 کیا اسکو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تشریح لیل حدیث الی ہر روٹی جو اوپر روایت ابن ابی حنیفہ کی اور سند اسکی ضعیف ہے
 اور جو تہی لیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ایک شخص گھڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 پیچھے نے پادشاہ سے بھلے تھے تو سلام کیا اس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو جواب دیا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 یہاں تک کہ قریب ہوا تو شخص نے کھجپہ جاتے کسی گلی میں تو اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دیوار کے
 اور مسح کیا اور سے اپنے ہونہ پر پھر بار دوسری بار مسح کیا ہاتھوں اپنے کو کہنیوں تک پھر جواب دیا سلام کا اس شخص کو اور فرمایا
 کہ جواب سلام دینے سے بی بیٹھو جو مجھے مانع آیا تھا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن جریر طبرستانی اور روایت کیا اس حدیث کو
 طبرستانی نے مختلف الفاظ اور محال و نکاحی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کچھ نکاحی اسناد میں اسکی محدثین ثابت و اوحد منس اور اوحد منس
 قال ابو داؤد و صحیح احمد بن حنبل یقول روای محمد بن ثابت حدیثنا عنک انی التیمم
 قال ابن کثیر قال ابو داؤد و کثیر یقولان ان تلک فی ہذہ القصة علی صریحین من الشیخ
 صلی اللہ علیہ وسلم و مروی عن قتیبہ بن عیسٰی کہما ابو داؤد کہ سامیہ امام احمد بن حنبل سے کہتے تھے کہ روایت
 کیا محمد بن ثابت ایک حدیث سن کر تہیم میں کہما بنی اسلئے کہما ابو داؤد کہ نہیں متناہت کیا جاوے گا محمد بن ثابت سے اس قسم کے
 اوپر دوبارہ ہاتھ مارنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل روایت کیا ہے اسکو لوگوں نے فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتہی اور انہیں
 رضی اللہ عنہ کا سو فاسحیح ہے اور پانچویں لیل حدیث سامہ کی اور اوحد منس ہے کہ کہلا یا بھگو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تہیم ایک بار
 بارنا واسطے منہ کے اور دوسری بار بارنا واسطے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں تک روایت کیا اس حدیث کو طبرستانی نے اور بھی
 اخراج کیا اسکا ابن مردودہ وغیرہ نے اور سند میں اسکی سید بن شدیف ہے لیکن وہ ضعیف حدیث عام کی اور تہی لیل حدیث
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہیم دوبار ہاتھ مارنا جو ایک بار واسطے ہونے اور ایک بار واسطے
 دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک روایت کیا اسکو در قطنی اور عاکم اور یحییٰ نے اور سند میں اسکی حدیث ابن جریر کی کہما ابو داؤد
 کہ منکر حدیث ہے اسکو لیل حدیث ہے جو روایت کیا عاکم اور یحییٰ اور طبرستانی اور در قطنی وغیرہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

حدیث

جیسا کہ مائتہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اسناد میں اس کی علی بن طلحہ بیان ہے نصیف کیا اور اس کو ابن عباس نے
 اور کہا اس کا تم ذکر وہ صدوق ہے اور روایت کی گئی ہے حدیث طریق سلیمان بن اوس اور وہ متروک ہے انھوں نے دلیل وہ ہے
 جو روایت کیا اور قطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ تم کہنا ہے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو اہل بیت دو لون ہاتھوں
 اپنے کو مٹی پاک پر پھر جہاں ہاتھوں کو جو مسح کیا ہے اس سے موندہ اپنے کو پھر مارا ہے دوسری بار مسح کیا کہ اس سے
 سے ہتھیلیوں تک اور اسناد میں اس کی سلیمان بن ارقم متروک ہے نوین دلیل حدیث ابی امامہ کی ہے روایت کیا اسکو بطریق
 اور اسناد اسکا ضعیف ہے اور امام احمد کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لیے کہ کافی تھا جو یہ اور ہمارا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا زمین پر پھر پھر ہاتھ اسکو اور مسح کیا اور اس سے موندہ اور دو لون کہنے اپنے کو اور فرمایا حضرت صلی
 علیہ وسلم نے تیمم میں ضربۃ اللوحۃ والکھنک یعنی تیمم ایک بار ہاتھ مارنا ہی واسطے موندہ اور کھنک کے روایت کیا ان دو لون
 حدیثوں کو امام احمد اور صحیحین میں بھی اس قسم کی حدیث ہے اور مسح کیا اکثر محدثین اور اسی طرف گئے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
 جیسا کہ کہا علی شرح موطا میں اور بعض تفسیر میں اور یقول مخالف یقول امام مالک کے موطا اپنی میں قال یحییٰ بن سنان قال
 کیف التیمم واین یبلغ بہ فقال یضرب ضربۃ اللوحۃ وضربۃ لکبدینہ ویمسح بہا الی الرس فقیہین
 یعنی کہ مٹی کے دو چھ گئے مالک رحمۃ اللہ علیہ کیفیت تیمم سے اور کہا ان تک پونچھا اور اسکو کہا کہ مانے کی بار واسطے موندہ اپنے کے
 اور ایک بار واسطے دو لون ہاتھوں اپنے کے اور مسح کرے دو لون ہاتھوں کا کہ موندہ تک لیکن جواب اسکا یہ ہو سکتا ہے کہ یہ بیان
 سنت کا ہے اور فرض ان کے نزدیک کیا بار ہاتھ مارنا ہی پھر جائیے کہ تیمم مسح کہ موندہ کے ہو جیسا کہ اکثر احادیث میں جو اوپر گذرین
 موجود ہے اور زہری کے نزدیک موندہ لون اور لونوں تک چاہیے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیحہ کے ہے اور سپر عمل نہیں چاہیے
 اور ترتیب ہمارے نزدیک شرط نہیں لیکن استیفاء شرط ہے بیان تاک کہ اگر کچھ ٹھوڑا سا باقی رہ گیا کہ اوپر ہاتھ نہ پھر جائے
 تیمم جائز ہو گا **ف** کیونکہ تیمم قائم مقام ہے وضو کا تو جو حکم وضو کا ہے وہ تیمم کا بھی ہو گا **ص** اور اچھا طریق مسح کا
 اس طرح ہے کہ چھنگلیا کی طرف سے تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی لیے مع ہتھیلی کے اوپر بائیں شیش ہاتھ کی اوگلیوں کے سرورنگ کہ موندہ
 تاک کہ نیچے جاوے اور اگلے شہادت اور انگوٹھے سے باطن ہاتھ کا مسح کرے اور انگوٹوں کے سرورنگ تاک اور سطح پھر بائیں ہاتھ کو
 مسح کرے بعد اس کے اگر اوگلیوں کے اندر غبار نہ پونچا ہو تو غلال کرنا واجب ہے تو اب تیسری بار ہاتھ مارنا چڑیگا واسطے غلال
 طرفین کے نزدیک جائز ہے تیمم اس چیز سے کہ جو جنس میں آہ اور پاک ہو جیسے خاک اور ریگ اور پتھر اور سرمہ اور ہر تال وغیرہ
 جو زمین کی قسم سے ہیں اگرچہ بغیر غبار کے ہوں اور چاندی سونے کے ساتھ تیمم جائز نہیں مگر جب گرد آلودہ ہوں اور اس طرح کہ ہوں
 اور جو چھائی زمین مگر یہ کہ گرد آلودہ ہوں اور اس کے جہاں نجاست پڑی تھی اور وہ خشک ہو گئی تیمم جائز نہیں اور نماز جائز ہے
 نماز ہوا واسطے جائز ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ الاخرۃ بیسہا یعنی زکوۃ زمین کی خشک ہونا ہی اور اسکا دار
 یہ حدیث چنانچہ نہیں گئی اور تیمم اس واسطے جائز نہیں کہ قرآن شریف میں طیب کی بھی قید ہے اور خبر واحد مقابلہ میں قلمی کے نہ ہونے
 اور صحیح جہت پھر ناہی اس حدیث جیسا کہ بعض محققین نے عن حماد بن عیسیٰ قال کان ابی امامہ قال کان ابی امامہ یقول
 وقبیل وکذا بن فی المسجد فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کان یقول انما یستحب تیمم من طیب

ابن شہاب زہری
 سند مدنی
 صحیح کہا
 قطنی نے
 ابن ارقم نے
 نہیں اصل
 ا فو ما
 علم
 قاضی شہاد
 صاحب
 موندہ

[illegible]

ایک کتاب کا نام ہے
فقدین ہر مہر
عالم
شیبانی کی کتاب
فقدین ہر مہر
عالم

باطل ہوئی اور اگر انکار کیا تو ناز تمام ہوئی اور ایک سیم سے فرض و نفل جو چاہیے پڑھے **ف** یعنی ایک قسم سے چھ دن و نمازین یا زیادہ فرض پڑھے ایک وقت یا کئی وقتوں میں اور جتنے چاہیے نقل سچو خواہ و نفل اوس فرض کی تکلیف میں بہن یا نہنوں کو ایسی

روضہ علیہ کے نزدیک ایک نیم سے دو غارین پر مٹا جائے نہیں اور اسی طرح غسل بھی گرجہ فرض کی حیثیت میں کہیں نہ کیا
 یہ حدیث ہے کہ میں نے ایک کافر کے والی پر مسلمان کی اگرچہ چپاؤ پانی دس برس نہایت کیا اسکو بہت اڑھت میں جیسا کہ اگر گذرنا
 امام شافعی دلیل کرتے ہیں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما **اَنْ لَا یَصِلَ اِلَیَّ التَّیْمَمُ اَوْ اَلْکَثْرُ مِنْ صَلَوةٍ وَ اَحَدُہُ**
 یعنی ہست یہ بات کہ جو پڑھ جائے اسکو تہم کے اکثر ایک ہزار سے اس شخص جہاں کہ ادا قطع ہو جائے **وَالْبَیْضُ خَفِیٌّ رَافِعٌ** کہ اگر کثرت
 جب عابری رضی اللہ عنہم نے کہی تو وہ اس حدیث مرفوع کے پر اور ایسا ہی ہوا نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی
 نعیم میں اور مروی ہے عمرو بن عامر رضی اللہ عنہ کہ وہ تمیم کرتے تھے واسطے ہزار کا اور ایسا ہی فتویٰ دیتے تھے قناد روایت کیا کہ
 دارقطنی نے نور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہم کہ تمیم کرتے تھے واسطے ہزار کا روایت کیا اسکو ہفتی نے اور جواب اسکایہ ہو کہ اوہین کو فی اثر
 صحیح نہیں ہے کیوں کہ انہیں عباس میں کہا میں نے جوڑی سے کہ روایت کیا ہے ابو یوسف نے حسن بن عمارہ اور وہ دونوں مترک کہ ہر ایک
 کہا کہ حسن بہت ضعیف ہے اور اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں عجاج بن طاطا ہے مترک کیا اسکو عبد الرحمن بن عوفی اور یحییٰ بن قطن
 نے اسکو احمد اور دارقطنی نے کہ کعبہ نہیں پڑی ہوا گی اسوس اور کہا یحییٰ بن عیین اور شافعی نے کہ وہ فتویٰ نہیں اور اثر عمر
 بن عامر رضی اللہ عنہ کا اوہین انقطاع ہے اور اثر ابن عمر کا اسناد میں اس کے علم احوال پر ضعیف کیا اسکو احمد وغیرہ اور توشیح کی
 اسکی ابو حاتم نے اور مسلم نے پھر بھی ہمارے حدیث مرفوع کا نہیں ہو سکتا ہو کہ ذکر کرے بعض الکتاب اور بھی اسکا حمل
 استحباب پر کر سکتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے موافق کہ سنت ہے یعنی واجب نہیں مستحب ہی علاوہ اسکے کہ محدث
 فیروز آبادی شافعی نے سفر السعادت میں **وَلَوْ خِیَّرْتُ بَيْنَ حِدْمَةٍ مِّنْ حَیْجٍ اَوْ اَنْتَ یَتَّعِمُ کُلَّ لَوْ یَفْضَلُ تَتَمَسَّحُ بِحِدْمَةٍ اَوْ اَنْتَ**
اَقْرَبُہُ مَطْلَقًا وَاَقَامَ مَقَامَہِی مَشْغُولًا یعنی نہیں پایا ہے کسی حدیث میں کہ حضرت تمیم کرتے تھے واسطے ہزار کا
 بلکہ حکم کیا حضرت جعفر علیہ السلام نے تمیم کا مطلقا اور قائم کیا اسکو مقام وضو کے انتہی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے حماد
 اور حنفیوں نے براہیم سے ایسا ہی اور یہی قول ہے حسن ابو عیسا کا اصل جو چہ کہ وضو کو توڑتی ہو تمیم کو بھی توڑتی ہو اور پانی یا اگر نہ ہو
 اسکی طہارت کو کافی ہو تمیم کو توڑتا ہو تو اگر اس شخص نے موافق وضو پانی پایا اور وضو کیا اور پھر پانی ملا تو پہلا تیمم اسکا ٹوٹ گیا
 اب تیمم کرے اور جب اگر تمام بدن کو دھو یا جو ٹیچہ اسکی باقی رہی اور پانی ہو چکا بعد اس کے محدث ہو گیا اور دونوں حدیث کے
 ایک تمیم کیا بعد اسکے اتنا پانی باہر وضو اور ٹیچہ دونوں کے دھو لے کو کفایت کرتا ہو تیمم دونوں حدیثوں کا باطل ہو گیا اور اگر اتنا ہو کہ
 نہ وضو کو کفایت کرتا ہو نہ ٹیچہ دھو کو تیمم دونوں حدیثوں کا باقی رہا اور اگر فقط غسل کو کفایت کرتا ہو غسل کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور
 وضو کے حق میں باقی رہی یا فقط وضو کو کفایت کرتا ہو نہ ٹیچہ دھو کو کفایت نہیں کرتا ہو وضو کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور غسل کے
 حق میں باقی رہی اور اگر اتنا پانی ہو کہ اس سے نہ وضو ہو سکتا ہو یا فقط ٹیچہ کا دھونا دونوں میں ہو تو پہلے ٹیچہ کو دھو جو اس
 غسل میں باقی رہی نہ تیمم واسطے حدیث کے تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب پھر تیمم کرے اور امام ابو یوسف
 کے نزدیک ہی تیمم کافی ہو اور اگر اس نے پہلے تیمم کر لیا حدیث کا اور بعد اس کے ٹیچہ کو دھو یا اس میں بھی دروایت میں ہیں ایک روایت میں
 پھر تیمم کرے اور دوسری روایت میں تیمم کنی ہو جائیگا اور اگر اس نے اس پانی سے ٹیچہ کو نہ دھو یا بلکہ پہلے وضو کیا جس کے حق میں ایک
 تیمم ٹوٹ گیا اور دونوں حدیثوں میں اب پھر تیمم کرے اور اگر غسل نے دو تیمم کیے تھے ایک واسطے جناب کے اور دوسرا واسطے رت کے اور پھر

فیوض
 جامع
 علامہ

فیوض
 جامع
 علامہ

اگر اتنا پایا کہ دونوں کے لیے کافی ہو دونوں تیمم ٹوٹ جاویں گے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہیں کی تیمم نہ ٹوٹے گا اور اگر دونوں میں سے
ایک کے لیے کافی ہو پہلے جنابت کو دفع کرے اور باقی سب ہی صورتیں میں اور وہ بھی حکم میں جیسا کہ اوپر گزرا اور اگر مصلیٰ نے
تیمم واسطے جنابت کیا اور پھر اسکو حدت ہو اور ابھی تیمم حدت کا نہیں کیا ہو اور پانی پایا اگر دونوں کے واسطے کافی ہو جنابت
تیمم ٹوٹ گیا اور غسل اور وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہو کہ سب کے واسطے نہیں جنابت کا تیمم باقی رہا اور سب کے واسطے تیمم کرے
اور سخت بات یہ کہ اوس پانی سے جتنی بیٹھ دھوئی جاوے دھو کر کہ جنابت کم ہو کر چلی ہے اس مقام پر لکھا کہ یہ ایک پایا
کا ضائع کرنا ہی جواب اسکا یہ ہو کہ ضائع کرنا نہیں ہو کیونکہ اگر شاید گئے جگہ کے اوس سے پھر تھوڑا سا پانی پایا کہ بقیہ بیٹھ کو کفایت کرتا
تو جنابت اوسکی اوہو جائیگی تو اگر پہلے پانی سے بیٹھ نہ دھولیتا تو یہ پانی کفایت نہیں کرتا قائل فیہ ہے اور اگر اتنا پایا
پایا کہ بیٹھ کے واسطے کافی ہو دھو کر جنابت کا تیمم ٹوٹ جاوے گا اور حدت کے واسطے تیمم کرے اور اگر بیٹھ کے کافی نہیں وضو کہ
کافی ہو وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہے گا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہو تو جنابت میں سے جو باقی ہو اسکو دھو کر او
حدت کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کر لیا جائے تو تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر پانی اوس سے موافق اوس جگہ کے دھو کر
پایا لیکن پہلے اوس سے حدت کا تیمم کیا بعد اوس کے بیٹھ دھوئی اب پھر تیمم حدت کا کرے یا کرے امین و روایتیں میں یہ روایات کی
روایت میں یہ تیمم حدت کا کرے اور اصل روایت میں پھر کرے اور اگر اوس کے بدن یا کپڑے پر ایک گرم سے نجاست زیادہ ہو کر
تو پہلے نجاست کو دھو کر اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کر دیا مثلاً کہ
کہا کہ جماعت تیمم کرے والی یہ پانی تمہارے واسطے مباح ہے جو نہ اس شخص میں سے چاہے اس سے وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے
وضو کے موافق ہو سب کا تیمم باطل ہو جاوے گا تو اوس وقت میں جب ایک شخص اوس سے وضو کر لیا کہ سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کریں گے
کیونکہ ہر شخص کو ایسا کہ قدرت پانی پر ہو گئی تھی اور اگر کہہ کہ اتنا پانی سینے تم سب کو دیا اور انھوں نے لے لیا تو سب کا تیمم ہو گیا
کیونکہ اوس پانی میں سب کا حصہ ہوا اور اتنا پانی نہیں جو سب وضو کریں تو کو یا کہ سینے پانی موافق اپنی طہارت کے پایا پھر اگر وہ سب ملے کے
سارا پانی ایک شخص کو دیدیں امام عظیم کے نزدیک تیمم اوس کا باطل ہو گا اور صاحبین کے نزدیک باطل ہو جاوے گا اور تفصیل اصل کتاب میں
اگر تیمم کرنے والا مرد یعنی کا فربہ ہو جائے تو تیمم اوس کا نہ ٹوٹے گا تو اگر پھر اسلام لائے تو تیمم اوس کا باقی ہو اوس تیمم سے نماز درست ہے
اگر کسی شخص کو اسید پانی ملنے کی ہوس تھی اور اسکو نماز کا تاخیر کرنا اور جب اول وقت میں اوس سے نماز تیمم سے پڑھ لی اور پھر پانی پایا اور
وقت باقی ہو پھر نماز کا اعادہ کرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہاں سے ایک غلو ہو دھوئے پانی کا واجب ہو جاوے گا اور غلو میں سے قدم سے
چار سوس قدم تک ہوتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی لانے سے قافلہ غائب ہو جاوے گا
تیمم جائز ہو اور صاحب محیط نے اوسکو اچھا کہا ہے اور اگر مسافر کے اسباب میں پانی ہو کر وہ بھول جائے اور تیمم سے نماز پڑھے
پھر پانی یاد آئے اور اگر وہ وقت موجود ہو نماز پھر نہ پڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف اوصورت میں ہے
کہ اوس نے پانی کو خود یا غیر نے اوس کے حکم سے رکھا ہو اور جسکو غیر نے بغیر حکم اوس کے رکھا ہو بعضوں نے کہا تیمم اوسکو سب کے
نزدیک جائز ہو اور بعضوں نے کہا کہ اس وقت میں بھی اختلاف ہے ایسا ہی لکھا ہے درمیں اور اگر وضو کا باغ بندوں کی طرف ہو کر
تیمم جائز ہے جسے مسلمان کافرون کے قبضے میں ہوں اور وہ وضو کرے کہ میں یا قید میں ہوں اور اگر کسی شخص نے معنی سے کہا کہ اگر

اور پھر سوچ کے مسح کرنا واسطے ادا فرمائیے سوچ کے واسطے ادا فرمائیے کہ ہوا جو حدیث اس باب میں مندرج ہے
 رضی اللہ عنہ وار دیکھ کہ وضو کیا یا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ تبوک میں مسح کیا آپ نے اور سوچ کے اور سوچ کے
 سوچ کے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہوا اور اتصال اسکی سند کا
 مغیرہ ثابت نہیں ہوا کہ ترمذی نے سوچا یا نہیں بخاری اور ابو زرہ سے اس حدیث کو دونوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے
 اور ابو داؤد نے بھی اسکو ضعیف کہا ہوا اور بعض طریقوں میں امام احمد اور ابو داؤد کے علیٰ ظاہر صحیح واقع ہے یعنی مسح کیا
 اور ابو داؤد نے **ص** اور موزون کہتے ہیں جو شے کو چھپا دے اور پیر کی جو چھوٹی انگلیاں ہیں اور میں اگر تین انگلیوں
 کے برابر پیر ہوا سو مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم ہو درست ہی اور اگر موزہ ڈھیلہ ہو یا سوچ کے مین یا نوں نہ لگائی گئی
 مسح اوپر جائز ہو اور جرموق پر مسح جائز ہو اور جرموق سے کہتے ہیں جو سوچ کے اوپر پہنچ جائے ہیں واسطے حفاظت سوچ کے
 کپڑے اور نجاست وغیرہ سے تو اگر چہرے کے مین یا مانند اس کے اوپر مسح جائز ہو اگر چہ فقط جرموق ہوں اور موزہ اس کے نیچے
 اور اگر چہرے کے مین یا مانند اس کے تو اگر کھلتے ہیں ایک یا بغیر موزہ کے پہنا ہو مسح جائز نہیں اور اسی طرح اگر سوچ کے بھی اس کے نیچے
 ہوں تب بھی جائز نہیں لیکن اگر تری اسکی سوچ کو پہنچ جائی تو مسح جائز ہو تو اگر جرموق چہرے کے مین یا مانند اس کے اور موزہ
 مسح کر کے بعد جب تک اسکو سوچ پر پہنا مسح اوپر درست نہیں سوچ پر کرے اور اگر قبل حدت اسکو پہنا اور مسح کیا اوپر جرموق کو اوار
 اور موزہ کو نہ اتارا موزہ پر پہنچ مسح دوبارہ کرے اور دوتہ کے سوچ پر اگر مسح کیا بعد اس کے ایک تہ کو اوار اور دوسری تہ پر
 مسح کرنا واجب نہیں ہوا اگر ایک پیر کے جرموق کو اوار اس کے سوچ پر مسح کرے اور دوسرے پیر کے جرموق پر پھر دوبارہ مسح کرے
 اور امام ابی یوسف مروی ہے کہ دوسرا جرموق بھی اوار ڈالے اور مسح کرے دونوں پیر موزہ پر **ف** مسح جرموق پر ہوا
 درست ہے کہ روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے
 عمامہ اور جرموق پر **ص** اور جو رب پر مسح درست ہو اگر سخت ہو اور بغیر باندھنے کے تمم سکے اور نیچے اس کے چہرے لگا ہوا تھا
 چہرے کا سوچ تو اگر بغیر باندھنے کے تمم سکتے ہیں لیکن چہرے اور مین نہیں لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اوپر درست نہیں ہوا چھتھان
 کے نزدیک درست ہے اور مروی ہے کہ امام صاحب نے جو مسح کیا صاحبین کے قول کی طرف اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہوا رحمہم اللہ
ف جو رب اسکو کہتے ہیں کہ سوچ پر بسبب حفاظت سردی پہنا جاتا ہے یا اور کسی کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 جو رب پر مسح درست نہیں اور روایت کیا امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ مغیرہ میں ہے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جو رب پر اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جو رب پر مسح جائز ہے اور یہ حدیث حجت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت
 امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہ اس کے اور ابو داؤد نے بھی اور حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جو رب پر ضعیف ہے کہ نہ اسناد میں اسکی عیسیٰ بنیٹے سنان کے ہر ضعیف کیا اسکو احمد اور ابن
 اور ابو زرہ اور نسائی وغیرہم نے سنن ابی داؤد میں ہے کہ مسح کیا جو رب میں پر حضرت علی اور ابن سعد اور برار بن عازب اور انس
 بن مالک اور ابو امامہ اور اسل بن سعد اور عمر بن حریث رضی اللہ عنہم جمیع میں غیر ہم نے اور روایت کیا گیا ہے حضرت عمر اور ابن
 رضی اللہ عنہما بھی **ص** اور مسح موزہ اسوقت درست ہے کہ بعد پہننے کے وقت حدت کے طہارت تمام ہو تو اگر اس نے

حدیث معلول

عیسیٰ بن سنان

[illegible]

مدت پر جیسا کہ گذرا **ص** جو چیز کو نہ کو توڑتی ہی مسح کو بھی توڑتی ہی **ف** کیونکہ پیر دھونا ایک چیز ہے نہ کو کا تو اور سکا یہ قائم مقام ہی تو جس سے وضو تو ٹھیک یا بھی تو ٹھیک **ص** اور نکالنا مسح کا بھی مسح کو توڑتا ہی اور پیر دھونے پر دھونا واجب ہوگا کیونکہ جمع غسل اور مسح میں نہیں درست ہے اور جو مسح کے اندر پانی پہنچا جاوے اور تمام پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاتا ہی اور فقہ ابو جعفر کے نزدیک اگر اکثر پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاوے گا اور جب تک مسافر اور مقیم کی تمام ہو جاوے دھونا پیر کا اور پیر فقط واجب ہوگا اگر وہ با وضو ہی اور اگر بے وضو ہو تو سارا وضو کرے اور پھر نکلتا اکثر قدم کا موز سے مسح کو توڑتا ہی اور یہی لفظ قدوری کا ہی اور متن میں جو لکھا ہے کہ نکلتا زیادہ ایڑ کا طرقت سے پٹنڈی کے مسح کو توڑتا ہی مروی ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ موافق تین اونگلی چھوٹی کے پٹ جاوے اور پیر اتنا ہی ہو کہ سے مکمل جاوے مسح جائز نہیں اور اس سے اگر کم پٹنا ہو تو درست ہے اور اگر لٹکا پٹنا ہو کہ او سین تین اونگلیاں برابر ساجاتی ہیں لیکن اتنا نکلتا ہی مسح درست ہے اور اگر ملا ہو ای لیکن چلنے کے وقت اتنا مکمل جاتا ہی مسح درست نہیں اور جو موزہ رسی وغیرہ سے بنا ہو اور نیچے ٹٹھا نکلا ہو اگر سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اس طرح پر کہ پچھڑا سین سے نکلتا نہیں رہتا تو اس پر مسح درست ہے اور اگر نکلا رہتا ہی تو اگر مقدار تین اونگلی کے یا زیادہ نکلا ہوگا مسح درست نہیں والا درست ہے اور اگر ایک موز میں بہت کچھ پٹنا ہو کہ جمع کرنے سے تین اونگلی کے فوق ٹھہرے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر دونوں موز پچھڑے ہوں اور دونوں جمع کر کے ہتھکڑی کے قوس طرح درست ہے اور اگر مقیم موز پر مسح کیا اور ایک ان ات گذرنے سے پہلے مسافر ہوا تین ان تک بعد اوتار کے اور اگر ایک ان یا ان ات گذرنے کے پہلے مقیم ہوا ایک ان یا ان ات کے بعد اوتار کے اور اگر مسافر بعد ایک ان یا ان ات کے مقیم ہوا یا مقیم مسافر ہو موز کو پیر سے اوتار کے پھر پیر دھو کے مسح شروع کرے

فصل پٹی پر مسح کرنے کے بیان میں

پٹی پر مسح درست ہے اگر چہ وقت حدت کے باندھی ہو اور پٹی کا کھولنا مسح کو باطل نہیں کرتا ہی مگر جبکہ زخم اچھا ہو گیا ہو پٹی پر مسح کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہو اسکو ابن ماجہ اور سند اسکی بہت ضعیف ہے اور اس واسطے کہ موز کے اوتارنے سے زیادہ اوپر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہی اور جب موز کا مسح درست ہو تو پٹی کا بھی درست ہو گیا اور اگر زخم اچھے ہونے کے بعد پٹی گری تو اس مقام کا دھونا فرض ہووے گا پھر اگر اس کا وضو ہووے تو فقط اسی مقام کو دھو ڈالے **ص** پھر اگر مسح کرنا پٹی پر ضرر کرے تو ترک کرنا اس کا درست ہے **ف** کیونکہ اربع عباس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہر زخم کا تھا اور اسکو اتلا ہوا تو حکم کیا گیا غسل کا تو اس نے غسل کیا او اڑ کے گر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی کہ اس نے غسل کیا تو فرمایا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاش دھو لیتا تمام بدن اپنا اور چھوڑ دیتا سر اپنا جس جگہ اسکو زخم کا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ نے **ص** اور اگر ضرر نہ کرے تو اوہیں کئی روایتیں ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہی ترک کرنا اسکا اور فتویٰ اس پر ہے کہ ترک کرنا درست نہیں اور اس میں کچھ شرط نہیں ہے کہ پٹی طہارت کے وقت باندھی ہو اگر چہ بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہے خواہ محدث ہو یا نہ جیسا کہ گذرا پٹنڈی سے کہ مسح پٹی پر چھب درست ہے کہ جب مسح اوس عضو کا کرے جیسا کہ دھونا نہیں سکتا اس طرح پر کہ پانی اسکو ضرر کرتا ہی یا پٹی بندھی ہو اور کھولنے میں اس کے ضرر کا خوف ہی تو اگر عضو کے مسح پر قادر ہووے گا پٹی پر مسح جائز نہیں **ف**

اس واسطے کہ یہ مسح بسبب عذر کے ہو اور جب عذر نہ ہو گناہ تو مسح بھی جائز نہ ہو گا **صل** اگر اعضا معصی کے نیچے ہوں اور اگر
 دھوئے سے عاجز ہو پانی بہانا اور پیر لازم ہو تو اگر نہ مانے سکے تو اسی جگہ کا مسح کرے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہو تو نہ چھو
 اور گرداؤ کے دھو کر **ف** پہل اسکی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری **صل** اور اگر ماتہ اسکے نیچے ہیں
 کہ خود نہ دھوئیں کہ سکتا دھو کر اور اگر دوسرے سے امانت کر لیا جائے تو پیر اور صاحبین کے نزدیک درست نہیں اور اگر اپنے
 پیر کی پانی کی جگہ پر وہ انکی لگائی ہو پانی کو دہا کر گزرا دے اور اگر پانی بہایا اور پیر دو اگر پیری اگر تندرستی سے گری ہو اس مقام کو
 پیر دھو کر یا اگر تندرستی نہیں گری ہو تو نہ دھوے اور اگر کسی شخص نے فصد لی اور گدی رکھ کر اسکے اوپر پیر باندھی بعض
 لوگوں کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہیں بلکہ گدی پر کرے اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہو کہ بغیر دھوئے کے آپ باندھ سکے
 تو مسح اوپر جائز نہیں اور اگر آپ نہیں باندھ سکتا جب تک نہ دھوئے شخص باندھ کر تو پٹی پر مسح جائز ہو **ف** اس واسطے کہ مسح
 عذر کے ہو اور جب پٹی آپ کھولتا ہو اور آپ باندھ سکتا ہو تو پٹی اوتارنے میں عذر نہیں اور اگر آپ باندھ نہیں سکتا تو اس جگہ عذر
 پایا جاوے گا تو مسح بھی درست ہو گا **صل** اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی کھولنے سے اور اسکے نیچے مسح کرنے سے حرج ہو
 اور زخم کو کچھ ضرر پہنچے تو مسح بھی جائز ہو اور اگر ضرر نہیں تو پٹی پر مسح درست نہیں **ف** اور یہی قول مختار ہے **صل**
 اگر کھولنا پٹی کا ضرر نہیں کرنا لیکن مقام حرج سے اوتارنا ضرر کرنا ہی کھولے اور اسکے نیچے کو مقام حرج تک نہ دھوے اور اگر
 باندھ لیا اور مقام حرج کا مسح کر لے اور اکثر شائع اسپرین کہ پٹی پر مسح درست ہے اور گردن کو گری کے اگر بدن کھلا ہو مسح
 اوپر درست ہے کیونکہ دھونے میں جو اس بات کا بھی کمی نہ ہو اور تری یا کسی زخم تک پہنچے **ف** جو پٹی گدی پر باندھی جائے
 اسکو عسا بھی کہتے ہیں **صل** اور تمام پٹی اور عمامہ کا مسح کرنا چاہیے حسن کی روایت میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
 اور بھی مذکور ہے اسرار میں اور بعضوں کے نزدیک اگر پٹی اور عمامہ کا اکثر مسح کر لے تو بھی درست ہے اور اگر پٹی اور عمامہ پر
 مسح کر لیا اور پیر کو نکوا تو اوار اور پیر باندھ لیا مسح پیر کرے اور اگر مسح نہ کرے گا تو بھی درست ہے اور اگر اسکی جگہ دوسری پٹی
 یا عمامہ باندھ بہتر ہے کہ پیر مسح کرے اور اگر نہ کرے گا تو بھی درست ہے اور تین بار مسح کرنا پٹی یا عمامہ کا چھ ضرر نہیں بلکہ ایسا
 کافی ہے پٹی کے مسح کے واسطے کچھ مدت نہیں جیسا کہ مسح موز کی واسطے ہے تو اگر پٹی گردنی لیکن اچھے ہونے سے گری ہو اس جگہ کا دھونا
 واجب ہوئے اس کے اور اگر یہ اچھے ہو گری تو مسح باطل نہ ہو گا بخلاف مسح موز کے کہ اگر ایک موز کو نکوا لیا تو دونوں پیر کا دھونا واجب ہے

باب حیض کے بیان میں

تین دن خاص میں عورتوں کے ساتھ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض اس خون کو کہتے ہیں جسکو دم عورت بالغہ کا بھاریا
 اور عورت بالغہ نو برس میں ہوتی ہے بغیر کسی بیماری اور سن نامامدی کو بھی نہ پونچھو تو جو خول رحم سے نہوے گا حیض نہیں اور
 اسی طرح جو خول نو برس کے قبل آوے گا اور ایسا ہی جو بیماری آوے گا اور جو خول ہمیشہ جاری ہو بعض خون حیض ہو و گیا اور بعض جاری
 اور جو خون بعد جیسے کے عورت کو آتا ہو اسکو نفاس کہتے ہیں وہ بھی حیض میں داخل نہیں اور صحیح ہے کہ حیض بعد سن ایسا نہ
ف ایسا کہ معنی نامامدی کے ہیں تو کو یا دھینچیں نامامدی ہو جائی ہو **صل** اور سن یا اس بعض کے نزدیک ساٹھ
 برس ہیں اور بعضوں کے نزدیک تین برس اور یہی صحیح کیا ہے مشائخ بخارا اور خوارزم نے **ف** بخارا اور خوارزم نام تین

ص تو جو خون عورت بعد اس کے دیکھے وہ ظاہر مذہب میں حیض نہیں **ف** چلی شہادۃ شریعہ وقایہ میں ہرگز نہیں
ہمایت زلف میں اوپر اسکے ہر کہ بعد پچھن برس کے حیض نہیں رہی فعل ہر حضرت عائشہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا صلہ
اور قوی ہے کہ جب خون سیاہ یا سرخ دیکھے تو حیض ہے اور جب کھانا وغیرہ جاوے اور اسکو حیض نہ آتا ہو تو چار مہینے دس دن کی
عدت ہے اگر وہ عورت آزاد ہو اور اگر لونڈی ہو تو دو مہینے اور پانچ دن ہو اگر قبل تمام ہونے عدت کے عورت نے **ف** یعنی حیض
نامہید ہوئی اور سن یا اس کو پونجی ہو **ص** ایسا خون کچھا عدت میں نہ ہو بلکہ باطل ہو جاوے گی اور بعد تمام ہونے عدت کے اگر ایسا
خون کچھا تو عدت باطل ہوگی اور اگر زرد یا سبز یا خاکی ہو تو وہ حیض نہیں **ف** استحاضہ ہے **ف** استحاضہ کا لگے بیان آویگا **ص**
اور کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت دس دن ہیں اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن اور اکثر
تیس دن کا ہے اور نزدیک امام شافعی کے کم مدت ایک دن ایک سات اور اکثر مدت پندرہ دن **ف** حدیث میں ہے کہ کم مدت
حیض کی واسطے عورت کے بارہ ہوا شیبہ تین دن اور تین سات اور اکثر مدت دس دن اور جو زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے روایت کیا اسکو
دارقطنی نے ابی امامہ سے کہا دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبدالمالک اسناد میں اسکی مہجول ہے اور علامہ ابن کثیر ضعیف ہے اور روایت
کیا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھ سات آٹھ دس دن ہیں اور جب زیادہ ہو اس سے
تو وہ استحاضہ ہے اور سبب جس نے بنا کر ضعیف کیا اسکو اور حدیث مشہور ہے خلد بن یوسف سے اور روایت ہے موقوفہ انس رضی اللہ عنہ
کہ ابن عدی حسن بن زینار میں کہ نہیں دیکھا میں نے اسکو شہید کثرت میں بلکہ حدیث اسکی قریب ضعیف ہے اور روایت کیا دارقطنی نے
عبد الغزیز اور دوسری انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے انھوں نے ثابت سے انھوں نے انس رضی اللہ عنہ کہ کہا انھوں نے کہ عورت حاضر ہے
دس دن تک اور جو زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے اور روایت ہے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہ نہیں جانتی ہے عورت استحاضہ ایک دن اور
ندو دس دن بیان تک کہ پونچھ دس دن کو سو وہ استحاضہ ہے اور روایت کی عثمان بن ابی العاص ثقیفی رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کہ
جب تجاوز کرے دس دن کو تو وہ نیزہ استحاضہ کے ہی غسل کرے اور نماز پڑھے اور عثمان بن صحابی ہیں اور روایت کی سعید بن جبیر
کہا کہ حیض کے تیرہ دن ہیں اور روایت کی ثعلب اسکے سفیان رضی اللہ عنہ اور روایت کی دارقطنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آنا کہ
بن اسحق سے انھوں نے حضرت علی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہے اور اکثر مدت دس دن ہے اور ضعیف کیا اسکو کہ محمد بن
مہجول ہیں اور روایت کیا ابن عدی کامل میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں حیض کم
تین دن ہے اور نہ اوپر دس دن ہے اور ضعیف کیا اسکو کہ محمد بن سعید شامی سے کہ وہ واضع الحدیث ہے اور روایت کیا اسکو عقیل
معاذ رضی اللہ عنہ اور ضعیف کیا اسکو محمد بن جعفر بن جعفر سے کہ مہجول ہیں اور روایت کیا ابن جوزی علی متناہیہ بن خدری رضی اللہ
عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر اسکے دس دن اور کم مدت درمیان و حیضوں کے پندرہ دن ہیں اور ضعیف کیا
اسکو سلیمان بن علی نے ابوداؤد اور وہ واضع حدیث کا اور حدیث حجت ہے امام شافعی پر جامع ترمذی میں ہے کہ اختلاف کیا اہل علم
مدت حیض میں بعضوں نے کہا ہے کہ کم مدت تین دن اور تین سات ہیں اور اکثر مدت دس دن اور یہی قول ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
اور اہل کوفہ کا اور اسی سے اخذ کیا ہے ابن المبارک نے اور عطاء بن ابی ریحان نے امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہیں باقی کوئی چیز صحیح
اس باب میں نہیں آئی **ص** اور شروع حیض کا جیسے ہوتا ہے کہ خون فرج خارج تک آجائے تو اگر کسی عورت نے فرج داخل کر لیا ہے

حسن بن زینار
حسن بن زینار

محمد بن زینار
محمد بن زینار
محمد بن زینار

محمد بن زینار

ف کرسن او کو کہتے ہیں جو تین تمام حیض میں اپنے ایک کپڑا بارہ فی کا کڑا کہتی ہیں **صل** اور خون او کی جگہ بند ہونے پر فرج خارج نہ ہونے میں پونچا ہو حیض تحقق ہوگا اور نماز کو نہ توڑے گی تو کرسن کہتے وقت حیض جب تحقق ہوگا کرسن فرج خارج سے کرسن تک آج کو اگر فرج داخل کا کرسن سرخ ہو گیا اور فرج خارج کا سرخ نہیں ہو حیض تحقق ہوگا مگر جب کرسن اٹھا لیا جاوے تو اس کے وقت سے مدت قدر ہوگی اور یہی حکم یخون استخاضہ اور نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج نہ ہونے کا نیز کسی کوئی اور جگہ سے حکم او کا تحقق ہوگا اور اگر کوئی اپنی تحلیل میں یعنی سورج ذکر میں کوئی رکھی ہو اور قلفہ خارج میں داخل ہو **ف** قلفہ او سے کہتے ہیں جہاں تک کہ ختنہ کیا جاتا ہو تو اس میں اگر پیشاب آجائے یا نماز ٹوٹ جاوے گی اگرچہ باہر **صل** اور رکھنا کرسن کا بلکہ اگر ایام حیض میں تبہ ہو اور شب کو ہر وقت اور مقام رکھنے کرسن کا مقام بکارت کا ہوا فرج داخل میں رکھنا کہ وہ ہو اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات میں کرسن رکھا اور جب صبح ہوئی اوپر از خون کا دیکھا حکم حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہو گیا اور اگر عورت حائضہ نے کرسن رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی دیکھی تو حکم بکارت جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو ملکہ دو حیضوں کے سچ میں واقع ہو مدت حیض میں اگر ہوگا تو حیض ہو اور جو ملکہ مدت میں ہو اس سفیدی خالص دیکھا سب حیض **ف** حیض سے پاک ہونے کو ملکہ کہتے ہیں اور بہت کم مدت ملکہ کی پندرہ روز میں اور زیادہ کی حد نہیں ہے ملکہ متخلل کہتے ہیں اس پاک کو جو عورت دو حیض کے سچ میں دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے اور خون کئی رنگ ہیں سب چھ رنگ علماء نے بیان کیے ہیں شلخ شبنم سیاہ تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ ہیں یہ فرق ہے کہ تیرہ روز میں سفیدی داخل ہوتی ہے اور مٹی کے رنگ میں سیاہی تو داخل ہو سکے گا یہ کہ عورت حائضہ ان چھ میں سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہے مگر سفید جب ہو تو وہ حیض نہیں اور اب متخلل کا بیان شروع ہوتا ہے تفصیل او کی جتنے بیان ہیں کہ جو قول منشی ہے او کو مذکور کر دیا اور باقی مطالب کو شرح عربی پر چھوڑا **صل** جو ملکہ پندرہ دن تک ہو کہ جو ملکہ سچ میں آئے تو اگر تین دن بھی کم ہو تو وہ سب نزدیک حیض ہو اور اگر تین دن سے زیادہ ہیں تو امام ابی یوسف کے نزدیک اور امام شافعی سے ایک دن میں بھی حیض میں داخل ہو اور بعضوں کو کہہ کر اسی پر فتویٰ ہے کہ چونکہ اس میں آسانی ہے فتویٰ ہو چھنے والے اور فتویٰ دینے والے **ف** ہدایہ میں لکھا ہے **وَكَأَنَّ خُذْلِقَ الْقَوْلِ أَيْسَرُ مِنْ تَسْكُكِ زَانَا سَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ كَيْسَانَ وَهُوَ يَرَى فِي آخِرِ قَوْلِ إِمَامٍ صَاحِبِ كَذَا وَبِإِسْنَادٍ مِنْ إِمَامٍ مَحْدُودٍ أَنَّ إِمَامَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ عَنْ الْمُبَارَكِ رَوَايَتِ إِمَامٍ صَاحِبِ أَبُو سَهِيلٍ كَقَوْلِ حَسَنِ بْنِ زِيَادٍ فِي رَوَايَتِ إِمَامٍ صَاحِبِ أَبُو تَفْصِيلٍ مِنْ أَنْ ذَا بَعْضِ الْخَوَاصِّ كَقَوْلِهِ فَانْدَوَ عَوَامٌ كَأَنَّهُمْ يَتَسَوَّرُونَ مِنْ أَسَاطِي تَرْكُ كَيْسَانَ رَجُلٌ كَأَنَّ سِرْجَ وَسِيَاهُ يَتَوَسَّعُ زَيْدٌ كَيْسَانَ يَرَى أَوْرَاسِي طَرَحٌ خُوبٌ زَرْدٌ يَتَوَسَّعُ سَبْعُ نِصْبٍ مَرِجٍ حَيْضٌ يَرَى أَوْرَاسِي وَرِجِي أَوْ رِجَاكِ هَلَاكَ زَيْدٌ كَيْسَانَ يَرَى**
ف اور فرق ان دونوں میں بیان کرے کہ اور بعض الامم کے نزدیک یہ سب رنگ حیض نہیں ہیں لہذا ان کی یہ کہ روایت کیا ابو داؤد اور بخاری ام عطیہ سے کہ انھوں نے ہم نہیں گنتے ہیں تیرگی اور زردی کو بعد پاک کے کچھ یعنی حیض میں داخل نہیں کرتے اور روایت کیا کہ ابن ماجہ نے بھی اور حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے سنن ابن ابی شیبہ اور ترمذی میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے سوسو سپیدی کے سب کو حیض گردانا ہے اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہے **صل** عورت حائضہ

نماز نہ پڑھے اور روزہ نہ رکھے اور جب پاک ہو جائے تو روزے کی قضا کرے اور نماز کی قضا کرے **ف** کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں جب کہ حائض ہوئی ہو عورت نماز پڑھتی ہو روزہ رکھتی ہو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کیا ابو داؤد وغیرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے روزے کے اور نہیں حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض غواہ کے نزدیک نماز کا بھی قضا لازم تھا اور یہ مذہب مخالف احادیث شہورہ اور مردود ہیں **ص** اگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اوسکے فرض سے ساقط ہوئی اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت میں نماز اوسپر واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دنوں سے کم اگر پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہو کہ غسل اور تکبیر تحریر ہو سکتی ہو نماز واجب ہوگی اور اگر اس سے کم وقت ہو واجب ہوگی اور اگر روزہ عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت روزے میں ہو تو اگر روزہ فرض ہو قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہو قضا اوسکی واجب ہوگی اور نماز میں اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہو اگرچہ نفل ہو اور اگر حائضہ عورت رمضان میں دن کو پاک ہوئی اور کچھ نکھایا اور روزہ نہ کھانا لیکن نکھانا اوسکو واجب ہو اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کاروزہ رکھنا واجب ہوگا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہو اور اگر دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ غسل اور تکبیر تحریر ہو سکتی ہو توکل کاروزہ واجب ہوگا اور اگر اس سے کم ہو تو واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت رات میں باقی تھا اور اوسے غسل نہیں کیا روزہ اوسکا باطل ہوگا اور حائضہ کو درست نہیں کہ مسجد میں آئے اور طواف خانہ کعبہ کا کرے **ف** اسواسطے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ انھوں نے کہا کہ جب آئے ہم سرفہ میں کہ نام ایک مقام کا ہو تو حائضہ ہوئی میں سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہہ دو کہ تمہیں حاجی لوگ سوا اس بات کے کہ نہ طواف کرنا نہ کعبہ کا جب تک کہ پاک نہ ہو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور مسجد میں داخل ہونا اسواسطے منع ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مسئلہ کو مسجد کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حائضہ ہوں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہو اور اسی واسطے کہ کوئی چیز باہر لینا حائضہ کو مسجد درست ہے اور ہر کہ میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں جلال کرتا ہوں سجدہ کو واسطے جنب اور حائض کے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے وضع کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد میں اسکی افہام بن حلیفہ ہارونی جو مولیٰ الحال ہے اور کہا ابن الرفعہ نے کہ وہ متروک ہے جواب اوسکا یہ کہ ابن الرفعہ کا قول صحیح نہیں مردود ہے اور کسی امام حدیث نے ایسا بیان نہیں کیا بلکہ کہا احمد کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اوسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خزمہ نے اور حسن کہا اوسکو بنی بر قطن **و** اللہ اعلم **ص** اور اگر طواف کر لیا حلال ہو جائیگی **ف** یعنی وہ چیز میں کہ وقت احرام حرام ہو جاتی ہیں حلال ہو جائیگی **ص** اور حائضہ کو ناف سے نیچے زانو تک چھونا درست نہیں اور چھونے سے مراد یہ ہے کہ مباشرت کرے یا زانو ران ملے اور بوسہ لینا اور اوس مقام کے سوا کاجھونا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور باقی سب بدستگاہ امتناع اور فائدہ لینا درست ہے **ف** کیونکہ روایت ہے زید بن اسلم سے کہ انھوں نے کہا ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جبکہ اپنی عورت کی درست ہو جس حالت میں وہ حائضہ ہو سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاندہ تو اوپر سوار ہو کر چلو اختیار ہے ازراہ کہ اوپر کا اور وہ جو چھوئے اس حدیث کو کہا ہے کہ یہ مرسل ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ مرسل قس

اور سے درست ہو اور خلاف اسے کہتے ہیں کہ بعد اس کے تو آب جلد کا جدا ہونا ممکن نہیں لہذا چھوٹا بھی اور کادست نہیں
 اور کھنسا قرآن کا اگر چھوٹا نہیں جاتا پیر لکھے ہوئے کو درست ہو نزدیک امام ابی یوسف کے اور نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جائز نہیں
 اور بے طہارت کے استنجہ سے چھوٹا کر دے اور اوس دوپٹے سے کھنکھت کر قرآن کی لکھی ہوئی چھوٹا کر دے ہو مگر تحصیل میں یوں تو چھوٹا
 تحصیل کا جائز ہے مگر وہ نہیں اور جو عورت کہ دن میں چھ غسل سے پاک ہوئے قبل غسل کے اوسکے صحبت کرنا درست ہو اور جو اس سے
 قبل میں پاک ہوئے قبل غسل کے اوس سے صحبت جائز نہیں اور یہی نفاس کا حکم ہے **ف** یعنی اگر نفاس کی مدت پوری ہوئی
 یعنی چھپس نہ گئے کہ بعد پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوس سے صحبت درست ہو اور اگر کم میں اس سے پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست
 اور وجہ اسکی صاحب ہدایہ یوں لکھی ہے کہ خون کبھی جاری ہو جاتا ہے اور کبھی بند ہو جاتا ہے اور جب دن میں چھ غسل سے
 فاسخ ہوئی اور چالیس دن میں نفاس سے تو یہ تو اکثر مدت ہے اس سے زیادہ چھ غسل و نفاس میں ہو سکتا اور جو کم میں پاک ہوئی تو مثال کے
 کہ شاید خون پھر جاری ہو جاوے اور جب غسل کر لیا تو جانب الافتتاح کو ترجیح ہو گئی **واللہ اعلم** **ح** اور اگر دس دن تک کم میں
 پاک ہوئی اور اوس وقت موافق غسل اور تکبیر تحریر کے گذر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے درست ہے **ف** کیونکہ نمازوں میں
 اوس پر فرض ہو گئی تو کھٹا گویا پاک ہو گئی اور اگر خون اوسکا بند ہو گیا اوسکی عادت کم میں تین دن سے زیادہ میں قرینہ ہو سکی
 جائز نہیں جب تک کہ عادت کے موافق وقت گذر جاوے اگرچہ اوسے غسل بھی کر لیا ہو کیونکہ عادت میں خوف ہو خون کے پھر آجائیکا
 تو احتیاطاً برائے میں ہر کذا فی الحدیث **ح** اور اگر عورت حائضہ دس دن تک کم میں پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گذر گئے ہیں
 مگر عادت اسکی کم ہو واجب ہو اوسکو نہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکر وہ نہ ہو جاوے تو جب ڈر ہو جاوے قضا کا اوس وقت غسل کرے
 اور نماز پڑھے اور اگر عادت کے برابر ہو یا زیادہ عادت ہو جاوے یا عورت مبتدئہ ہو تو تاخیر کرنی غسل کی مستحب ہے **ف** مبتدئہ
 اور عورت کو کہتے ہیں جو اول بار حائضہ ہوئی ہو اور پید اوسکے کبھی چھپس نہ ہو **ح** اور اگر تین دن تک کم میں پاک ہوئی نماز کی
 تاخیر کرے اور قضا پڑھوے کا خوف ہو غسل کرے اور پڑھ لے اور ان سب صورتوں میں اگر چہ دس دن کا اند خون گیا حکم طہارت کا باطل
 ہو گیا مبتدئہ یا مستعدہ ہو اور اگر کوئی عورت دس دن یا زیادہ میں پاک ہوئی دس دن کے گزرنے سے حکم طہارت کا کیا جاوے گا اور غسل
 اوس پر واجب ہو گا اور معتادہ اگر کہان خون دیکھا اور دوسرے دن طہر تو جس دن چھپس نہ دیکھے اوس دن نماز ترک کرے اور جس دن پاک
 ہووے اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے تو تیس دن پھر نماز ترک کرے اور چوتھے دن پڑھے یہ طہر دس دن تک کرے اور کم طہر
 کی پندرہ دن میں اور اکثر مدت کی حد نہیں **ف** ابراہیم غفرلہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور اکثر کا یہ حال ہے کہ کبھی برسوں میں
 طہر نہ رہتا ہے **ح** مگر معتادہ کا موافق عادت کے طہر ہو گا اور خلاف طہر کے انداز میں اور صحیح ہے کہ ایک گھنٹہ میں کچھ چھپس نہ
 صورت اوسکی یوں ہے کہ ایک عورت کو اول چھپس آیا اور اسے دس دن تک چھپس پاک ہی پھر خون اوسکا بار بار جاری عادت اوسکی انیس یا تین
 گھنٹہ کم ہو گئی اوسکے تین چھپس کا ایک چھپس ہوا اور تین گھنٹہ تک اٹھارہ چھپس ہوئے جس میں تین گھنٹہ کم نہیں کیا ایک گھنٹہ گھنٹہ میں تین گھنٹہ میں

فصل استحاضہ کے بیان میں

جو خون کہ تین دن تک یا اسے کم ہووے یا دس روز یا زیادہ ہووے یا دس چھپس کے یا دس روز یا زیادہ ہووے استحاضہ ہے اسی طرح جو خون
 کہ عورت کے چھپس کی عادت سے زیادہ ہو اور دس دن بڑھ جاوے یا نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور چالیس دن بڑھ جاوے بھی استحاضہ

سنا اور کسی عادت تھیں کہ صائت ان کی تھی اور اسے خون بارہ دن تک کھینچا یا حج دن پہنچانے کے ہیں اور نفاس کی عادت
 تین دن تھی اور خون آٹھ یا سب سے کم کھینچا بیس دن پہنچانے کے ہیں یہ کم و زیادہ کا ہوا اور مہینہ کا خون اگر جاری ہو کر
 سے نہ دن اور کسی عادت کے ہوئے اور باقی ہوتا تھا خدا اور پہلے نفاس میں اور سکا خون ہمیشہ جاری تھا چنانچہ نفاس کے گئے تھا
 اور باقی ہوتا تھا کے اور چھوٹے مالہ دیکھے وہ بھی آٹھ یا نہ ہوتا تھا **ع** ہوتا تھا عورت کو یا نہ ہوتا تھا کہ اگر خون اور سکا جاری رہا تو
 جتنے دن اور کسی عادت کے ہیں عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اسکے نماز پڑھے غسل کرے کہ جب وہ آج نہیں نماز کر کر
 اسی طرح سات کے موافق ہر ایک کی ایک عادت تھی ہوتا تھا خون اور سکا رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کے عہد میں قوی ہو چکا اور اسکے واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے فرمایا کہ کتنی رات
 دن کی کسا کھینچا تھی یا خون میں مہینے سے قبل اس بارے کے سو ترک کرے نماز موافق اسکے عہد سے سو جب کہ باور میں
 نہ غسل کرے پھر گندھی لگا کر کسی کپڑے کی پھر نماز پڑھے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ کمالی سند میں اسناد صحیحہ اور ایک
 حدیث میں آیا **ع** قد غ الصلوۃ آیام آخر الھما یعنی چھ روز نماز عیس کے دن میں لیکن ابو داؤد نے ضعیف کیا اس روایت کو
 گو کہ وہ ہم ابن عسیر روایتی اور حاکمی حدیثوں میں یہ قول نہیں اور اسی حدیث کو صاحب بیہک لکھا ہے اور یہی قول ہے حسن اور سعید
 بن اسیر نے عطا اور بخاری اور ابراہیم اور قاسم بن ابی بکر نے **ع** عورت ہوتا تھا نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطنی کو
 اور اسے درست ہوتا **ع** اس باب میں بہت حدیثیں آئیں ہیں جیسا کہ ان تک بیان کروں اور ایک حدیث بیان کی وہ کافی ہے
ص جس شخص کو ہوتا تھا خدا یا خون ناک کا یا کوئی اور حدیث ہمیشہ گاہے اس طرح کہ کسی فرض کا وقت ہو پھر بغیر اسکے نیکہ کرے تو
 یہ وقت فرض کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو اور لغاؤن کو فرض کی نسبت میں ہر **ع**
 کی کہ روایت ہوتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت ہوتا تھا عہد میں کہ چھ روز نماز کو جس کے دن میں پھر غسل کرے اور نماز پڑھے
 اور وضو کرے ہر وقت نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابو داؤد سنن میں اور یہی ہر مذہب امام صاحب اور محمد اور فرادہ وغیرہ
 رحمہم اللہ جمہور کا اور ثابت کرنا اسکا بہت شکل ہے جو کہ منظور ہو و شکل الہا امام طحاوی میں خود قیاس ہے دیکھ لیں
 اور ایسا ہی روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سنن ابی داؤد میں اور کہا سعید کہ غسل کرے ایک ہر دوسرے طہر کرے روایت کیا
 اسکو ابو داؤد اور بخاری کہ اس میں ہر دو گیارہ صحیح ہے جو کہ میں ظہر کے لیے ظہر یعنی ظہر سے ظہر تک لیکن قول
 نہ ہر طہر نہیں ہوا اس کے اندر کی کیا تنہی ہر سب ازین اس باب میں برابر ہیں مؤید ہر کسی جو کہ ابو داؤد، نسائی و
ع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن مسعود سے فرمایا کہ **ع** قال فیہ من طہر الی طہر فقللھا
 التماس میں طہر الی طہر یعنی روایت کیا اسکو مسعودی کہ اس نے طہر سے دوسرے طہر تک جو ہل یا اسکو لوگوں نے
 طہر سے دوسری طہر تک اس معلوم ہوتا ہے کہ صحیح طہر سے طہر تک جو اور بھی مؤید ہر کسی جو کہ ابو داؤد و نحو قولی الحسن
 و سعید بن مسعود کہ اگر مذہب اور خدا ہی ہو کہ وقت نماز کے وضو کرے نہ کہ طہر سے طہر تک غسل کرے واللہ اعلم
 و علیہم اجمعین اور یہی کہ مذہب ہے جو کہ مستحکم نہ کہ وضو بھی ہر وقت نماز کے واجب نہیں ہو کر کہ کوئی اور حدیث ہوا
 کہ اسکو کوئی چاہے اور بخاری کا مذہب ہے جو کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور بخاری کا یہ ہے کہ دو نمازوں کو جمع کرے اور

دونوں کے واسطے ایک غسل کرے اور احادیث میں بھی مختلف وارد ہوئی ہیں فانہم اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ ہر وقت غسل کرے اور یہی راوی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ آخر اچھا کیا اسکا ابو داؤد اور وہی کہ ناعورت مستحاضہ سے درست ہے روایت کیا ہے مگر نہ رضی اللہ عنہ کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھیں اور جماع کرتے تھے اونسے خاوندانہ اور سادہ میں اس حدیث کی منسلکی راوی بعض لوگوں نے ضعیف کیا ہے اور نکو اور امام احمد اونسے روایت نہیں کرتے تھے لیکن ابویوسف بن عیینہ کہ وہ فقہین اور اسی کو اختیار کیا ہے محدثین اور صحیح ہی ہے اور ہمارے نزدیک ہر وقت نماز کے واسطے وضو کرے اور اس وقت میں جتنی حاجتیں ہوں ان کو اوفل پڑا اور اس کے وضو کو وقت کا جائز اور دیتا ہے اور امام زفر کے نزدیک دوسرے وقت کا آنا تو پڑھتا ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونوں وضو ٹوٹ جائتا ہے جس شخص نے قبل وقت نماز کے وضو کیا وہ وقت آنے کے بعد نظر کی نماز پڑھا تو وقت تک ہمارے نزدیک اور امام ابی یوسف کے نزدیک درست نہیں کیونکہ وقت کے داخل ہونے سے افل کے نزدیک وضو ٹوٹ جائتا ہے اور ابی یوسف کے منکھنے کے وضو ہمارے نزدیک ٹوٹ جاوے گا اور امام زفر کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا کیونکہ ابی یوسف کا ہمارے نزدیک وضو توڑتا ہے اور امام زفر کے نزدیک نہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی ٹوٹ جاوے گا

۶۰

فصل نفاس کے بیان میں

نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو جفتے کے بعد آتا ہے اور اس کی کم مدت کی حد میں اور اکثر مدت اس کی چالیس دن ہیں حضرت امام سلمہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ کہا انھوں نے نفاس والی عورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بعد نفاس چالیس دن ٹھٹھی تھیں روایت کیا اسکو ابو داؤد اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت میں ہے ابو داؤد کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کیا ساتھ قضا کرنے نماز ون نفاس کے اوجھج کیا اسکو حاکم نے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت سات دن ہے اور حدیث امام سلمہ رضی اللہ عنہ کی ان پر حجت ہے اور جس عورت کا ایک بچہ پیدا ہو اور چھ مہینے سے کم میں دوسرا بچہ پیدا ہو تو وہ نکو فائزین کہتے ہیں اس کی ماں کا نفاس اول لڑکے سے معتبر ہوگا اور عورت اس کی دوسرے لڑکے سے گذرے گی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے لڑکے سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور جو بچہ ایسا ہو کہ بعضہ اعضا اس کے مخلوق نہ ہو ہوں اور اس کے بعد خون آئے تو وہ خون نفاس کا ہے اور ایسے بچہ پیدا ہونے سے لڑکی ام ولد ہو جاوے گی ام ولد اس لڑکی کو کہتے ہیں کہ جس سے اس کے مالک کی اولاد ہو جو حکم یہ ہے کہ بعد اس کے کہ آزاد ہو جائی تو یہ بیان کیا گیا کہ اگر لڑکی سے ایسا بچہ بھی ہو تو وہ مالک سے ام ولد ہو جاوے گی اور ایسے بچے کو سقط کہتے ہیں اگر کسی خاوند بچہ کو دیکھ کر کہے اگر تو جنے گی تو تجھ پر طلاق ہے اور وہ سقط جنی تو شہادہ ہو جاوے گی اور عورت پر طلاق پڑ جاوے گی اور عورت بھی کام ہو جاوے گی

باب نجسوں کے بیان میں

نجاست کو پاک کرنا واجب ہے نماز کے بدن اور کپڑے سے اور جس جگہ کہ نماز پڑھتا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَتَبَيَّنَا بَابُ الْفَلَاحِ یعنی کپڑوں کو اپنے سوا پاک کرنا اور احادیث میں بھی ہے حکم ہے اگر بدن یا جگہ یا کپڑا نماز کا نجس ہو جاوے ایسی نجاست جو دکھائی دیتی ہے پانی اور سرکہ اور گلاب اور جو چیز کہ بہتی ہے پانی کی سی اس سے پاک کرے اور اگر اس کا اثر باقی رہ جاوے اور زائل نہ ہو تو تب بھی پاک ہو جاوے گی پانی کے مثل کیا معنی کہ جب بچہ پڑا جاوے جو آٹا جیسے پانی سے نہ دھوے یا ام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہے اور کہا محمد اور زفر و شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ نہیں جائز ہے نجاست کا

پاک کرنا کرانی سے **ص** جو چکر نا پاک ہو جاوے اور نہ نجاست کہ دکھائی نہیں پتی زمین بار کے دھوا اور پھر پڑنے سے
 ہے پاک ہو جاوے گی اور پھر ساری بار میں خوب موافق نہ دیکھنے کے چوڑے تو اگر خوب نہ ہو تو چکر نا پاک نہ ہوگا ایسا ہی چکر نا پاک
 اور چکر نا پاک نہ ہوگا زمین بار دھوا اور ہر در کے خشک کرنے سے پاک ہو جاوے گی اور خشک کرنا یہ چکر نا پاک نہ ہوگا اور چکر نا پاک
 موقوف ہو جاوے اگر موقوف میں ایسی نجاست جس کا دل ہو جو بھڑکاؤ اور خشک ہو جاوے زمین پر پڑنے سے پاک ہو جاوے گی اور
 امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تر دلداز بھی ہو تو خوب پٹے پاک ہو جاوے گا اور اسی پر فتویٰ ہے اور جو دلداز تر ہو تو
 دھوئے سے فقہ پاک ہوگا جیسے کہ پیشا پختہ دھوئے سے پاک ہوتا ہے **ف** روایت کیا ابو داؤد حضرت ابی ہریرہؓ کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب بھڑکاؤ نکالے دھوئے میں نجاست تو مٹی اور اسکے واسطے پاک کرنے والی ہے اور ایسا ہی مٹی پر عایشہ
 رضی اللہ عنہا بھی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نجاست تر دلداز ہو تو وہ بغیر دھوئے کے پاک ہووے گی اور دلداز
 اونکی وہ ہو جو روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیر کپڑے میں چلنے سے کوئی نجاست تر ہو جاوے تو دھواو سکواور اگر
 خشک ہو تو کچھ لازم نہیں ہے کہ دیر ہو یا نہ ہو **ص** اگر کسی چیز میں نجاست ہو جاوے تو وہ خشک دھوئے سے پاک ہوتی ہے
ف حال اس مسئلے کا یہ ہے کہ تر مٹی سے بغیر دھوئے کے پاک نہیں ہوتا اور سوکھی سے بھی دھوئے سے پاک ہو جاوے گی اور سوکھی مٹی
 اگر کپڑے سے کھج نکالے تو بھی پاک ہو جاوے گی لیکن جب کپڑے مٹی سے آلودہ ہو جائے کہ قابل کپڑے کے ہو تو روایت ہے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا کہ وہ دھوتی تعین مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داؤد و ترمذی اور یہی روایت ہے
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھوئے مٹی کو پھر نکلتے تھے نماز کیا دسی کپڑے میں اور میں کچھتی تھی
 نشان دھوئے کا او میں روایت کیا اسکو شیخین رحمۃ اللہ علیہما اور ایک روایت میں مسلم کہ ہے کہ میں کچھتی تھی مٹی کو آپ کے کپڑے سے
 پھر نماز پڑھتے تھے اسی کپڑے میں اور ایک روایت میں ہے کہ میں کچھتی تھی سوکھی مٹی کو ناخون لوگے کپڑے سے اور کہا امام طحاوی نے
 مشک الاثر میں حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَبَشِيرِ بْنِ الْفَضْلِ
 عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَنَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ الْمَنِيَّ مَرَّةً
 رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ كَرِّ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنْ يَبْقَعَ الْمَاءُ لَيْفِي ثَقِيْبَهٗ بِعَنِي كَمَا حَضَرَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا
 نے کہ میں دھوتی تھی مٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور تحقیق کہ نشان پانی کے اونکے کپڑے میں جھرتے تھے
ص اگر سر زکرا پاک ہو اس طرح پر کہ پیشاب نے نزع سے تجاوز نہ کیا اور بعد پیشاب کے استنجا کیا اور مٹی خشک ہو گئی کھرچے سے
 پاک ہو جاوے گی کپڑا ہو یا بدن اور حسن بن نبیاء نے امام صاحب روایت کیا ہے کہ بدن میں اگر مٹی لگ کے خشک ہو جاوے کھرچے سے
 پاک ہو جاوے گی جب تک نہ ہو **ف** صاحب روایت ہے وجہ اسکی یوں بیان کی ہے فَإِنْ حَرَّاتُ الْبَدَنِ جَادِبَةً لَا يَصْعَدُ
 إِلَى الْبَدَنِ وَالْبَدَنُ لَا يُمْسِكُ فَرَأَى كَمَا حَرَّاتُ بَدَنِ جَادِبٌ هُوَ مَوْجُوْدٌ كَيْفَ مَنِيَّ طَرَفَ جَرْمٍ خَشْيَ سَ مِنْهُ وَبَدَنٌ كَحَرَّاتِ الْبَدَنِ
 مَعَكُ نَحْبِ **ص** تیار یا چھری یا اور جو لو کے شل چیز میں ہیں پڑنے سے پاک ہو جاتی ہیں زمین پر یا کسی اور پر ہو یا اور جو چیز نا
 ایسا ہو کہ دھونا اور کھانا ہو یا ایک ات دن اوپر پانی ہوا تو پاک ہو جاوے گا اور زمین نا پاک یا پیشاب بھی زمین یا کھل کا گھر
 اور درخت اور گھاس اگر کچھ نم ہو تو خشک ہو جاوے گا اور اگر نجاست کا باقی نہ رہے پاک ہو جاوے گی اور یہی مختار ہے اور زمین

جسکے اوپر اثر نہایت کا باقی نہ رہے نماز درست ہو **ترتیب** کیونکہ وہ زمین پاک ہے جو جیسا کہ روایت کیا حضرت عبدالعزیز بن عمر رضی اللہ عنہ کہ میں نے تہاتحارات کو مسجد میں نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور میں تھا جو ان دور تھا کھانچ اور کھنٹے آتے تھے مسجد میں اور پیشاب کرتے تھے سو نتیجے بانی بہائے کسی پراور میں سے روایت کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور حدیث میں ہے کہ کوئی اگر کھنڈر میں بیٹھتا ہے یعنی زکوۃ زمین کی سوکھنا اسکا ہی ایسا ہی ہے بد میں اور کہا ابن عباس نے مذکور سے میں کہ نہیں ہے اصل اس حدیث کی مرفوعہ انتہی لیکن فرمایا اسکو ابن شراح نے اثر عیالیشہ رضی اللہ عنہما کا اور بعض نے محمد بن حنفیہ کا اور ایسا ہی روایت کیا کہ ابو ان ابی نعیم نے سے اور قول سے بھی اور روایت کیا عبد الزاق نے اونسے یعنی ابو قلابہ کہ جُفُوفٌ اَلْاَرْضُ جُفُوفٌ طُفُوفٌ اَلْاَرْضُ یعنی سوکھنا زمین کا طہارت ہے اسکی اور ذکر کیا بشوریا اَلْاَرْضُ جُفُوفٌ فَقَدْ ذُكِرَتْ کو یعنی جو زمین کہ خشک ہو گئی تو وہ پاک ہو گئی حدیث مرفوعہ واللہ اعلم بالصواب اس حدیث بشوریا اَلْاَرْضُ جُفُوفٌ فَقَدْ ذُكِرَتْ کو یعنی جو زمین کہ خشک ہو گئی تو وہ پاک ہو گئی حدیث مرفوعہ واللہ اعلم بالصواب اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اصل لیکن تنہما نے زمین سے اس واسطے کہ مٹی تعیم کی طہارت اسکی قرآن میں ہے ثابت ہے جو حدیثوں کے معارضوں کی واسطہ

فضلِ نجاستِ خفیفہ اور غلیظہ کے بیان میں

نجاست غلیظہ اسے کہتے ہیں جو آیت یا حدیث وغیرہ سے ثابت ہو کہ اور دوسری آیت یا حدیث اس کے خلاف نہ آئی ہو اور جن چیز کو کہتے ہیں نجاست غلیظہ عارضہ قوی ہے اور اس کو نجس غلیظ کہتے ہیں اور نجاست خفیفہ جو ایسی ہو کہ اور جب کو یہ عارضہ نہ ہو اس کو نجس خفیف کہتے ہیں

اصل ایک دم برابر نجس غلیظ جیسے پیشاب اور خون اور شراب اور بیٹ مرغی کی اور پیشاب بلی اور گدھے اور چوہے کا اور لپڑ اور گوشت عاف ہے اور اس سے زیادہ عاف نہیں اور چوتھائی سے کم کپڑا اگر نجس خفیف سے جیسے پیشاب گھوڑے کا اور جب کا گوشت حلال ہے اور بیٹ طاہرون حرام سے نجس ہے چھوٹا و عاف ہے اور اس سے زیادہ عاف نہیں اور چوتھائی کپڑے سے اس کپڑے کا چوتھائی مردہ بھینس جتنے میں نماز درست ہو جاوے اور بعضوں کے نزدیک چوتھائی اس کپڑے کا جسمین نجاست لگی ہو کہ جیسے دامن اور آستین اور کلی مراد ہے اور امام ابو یوسفؒ نے اس کا اندازہ کیا ہے کہ طول میں بھی ایک باشت ہو اور عرض میں بھی ایک باشت ہو اور اگر نجس رقیق تر پانی سا تو قدر درم مراد ہتیلی کے گڑھے کا عرض ہے اور اگر کشیف ہے تو مراد قدر درم ایک شقال ہے جب کپڑے میں لہو یا گوشت زیادہ درم سے لگ گیا تو نماز او میں نزدیک امام صاحب کے جائز نہ ہوگی ہوا سٹے کہ وہ نجس غلیظ ہے کیونکہ روایت ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت بنی مسلمہ علیہ وسلم نے واسطے پانچ خانے کے حکم کیا تھا کہ جو کہ لاتین تھیں سو پائے میں سے دو تھیں اور تیس لڑیا میں سے سو لے آئیں ان کے پاس ایک لہو کو لے لیا آپ نے دو تھیں اور پچھون کو اور پچھون کے یا آپ نے گوہر کو اور کما کہ وہ نجس ہے روایت کیا اس کو بخاری نے اور احمد اور دارقطنی نے اور ترمذی نے اور نسائی نے اور مع کیا آپ نے اسے استنجا کرنے سے اور خون مچھلی کا نجس نہیں اور خچر اور گدھے کا لعاب پاک چیز کو نجس نہیں کرتا اور اگر پیشاب سوئی کی نوکوں کی طرح پڑ جاوے دھونا اور اس کا واجب نہیں اور جو پانی کہ نجس ہے پڑ جاوے وہ بھی نجس ہے یا نجس چیز پانی پر پڑ جاوے تب بھی پانی نجس ہے اور نجس کی رکھ نجس نہیں اور گدھا اگر ٹکد ان میں گر پڑا اور ٹک بول گیا پاک ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رکھ نجس کی بھی نجس ہے اور جس کپڑے کا استنجہ نہیں اور سیاہ ہو انہو او سیر نماز درست ہے اور اگر ایک جانب بچھوئے کا نجس ہو اور دوسرا جانب پاک ہو او سیر نماز درست ہے اور بعضوں کے نزدیک اگر کچھ نا اتمنا پڑا ہو کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسرا طرف نہ پہلے تو درست ہے اور اگر اہل جاوے تو درست نہیں اور ہمارے نزدیک دونوں صورتوں میں درست ہے اور اگر کپڑے نجس کو پاک کپڑے کے ساتھ پیٹے اور او اس کی تری پاک کپڑے میں آ جاوے تو اگر ایسی تری ہے کہ جو ٹوٹنے سے پانی نہیں ٹپکتا

اور روایت ہے سنن ابن ماجہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ دعوت تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جا بیٹھا اپنی کوتاہی پر کیا
عبداللہ بن عمرؓ نے سو کیا جسے اسکو سو پایا جسے اسکو دو اور باکی اور راوی اس حدیث کے ثقہ ہیں اور روایت کیا بھی نہ ہو
اور ابن ماجہ نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی حج اہل قبا کے کہ حج اس مسجد کے ایسا لوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں ہند
کو فرمایا کہ تھے استخار کرتے بانی سے سونٹاں ہوتی ناغہ میں آیت **ص** تو پہلے دو ہاتھ دھو پھر خرچ کو خوب صاف کر کے ٹکے دھو
اور ایک انگلی یا دو تین انگلیوں باطن سے دھو اور انگلیوں کے سر سے دھو اور دست نین بھر دو لون ہاتھ دھو اور اگر نہایت
خرچ سے درم بار بھی تجاوز کرے گی دھونا اور کھانچیں کے نزدیک کہ جب یہ اور امام محمد کے نزدیک اگر خرچ نہایت گرم بڑھ جاوے گا
بھی دھونا فرض ہے اور کھانے زاد ہڈی اور گوشت اور دانتے ہاتھ سے استخار درست نہیں **ف** لیکن ہڈی اور گوشت سے سو اسوٹے
کہ روایت کیا ابن جود رضی اللہ عنہ نے کہ بوسے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے **اِنَّهُ** جسٹ یعنی وہ جس ہے جیسا کہ اوپر گذرا
اور بھی روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ابن مسعودؓ کہ جب آئے قاصد جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انھوں نے
ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرو است اپنی کو کہ استخار کرین ہڈی اور گوشت سے یا کوٹے سے پس تحقیق کہ اللہ کیا اوسین ہمارا رب
سوغ کیا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور روایت ہے روئے فق سے بھی ایسا ہی اخراج کیا اسکا ابو داؤد اور نسائی نے
اور اسی باب میں روایت ہے خرمیہ میں ثابت رضی اللہ عنہ اور سلمانؓ اخراج کیا ان دونوں کا ابن ماجہ وغیرہ نے اور لیکن استخار
کرنا اپنے ہاتھ سے سورہت ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استخار کرین ہم دانتے ہاتھ
روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہم رحمہم اللہ اور روایت کیا بخاری اور ترمذی ابو داؤد
وغیرہم نے ابی قتادہؓ کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم میں سے پس پکڑے ذکر اپنے کو دانتے ہاتھ سے اور
استخار کرے اپنے ہاتھ سے اور روایت کی ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا دانتے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
واسطے طہارت کے اور کھانے کے اور بایان ہاتھ واسطے پینے وغیرہ کے اور روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کہ اپنے
عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نہیں چھو اسینے ذکر اپنے کو دانتے ہاتھ سے جب کہ مینے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور
اسلام لایا میں خوش ہوا اس کے کہ نہ استخار کیا انھوں نے دانتے ہاتھ سے اخراج کیا اس حدیث کا زہری بن معاویہ عبدی **ص**
اور پچانے میں قبلہ کی طرف بڑھ کر انا و نہ کرنا مکروہ ہے تحریری اور جگہ اور میدان میں بھی ہمارا نزدیک ہی کم **ف** کیونکہ
روایت ہے ابی ایوبؓ کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم پینے کو سو نہ موند کر و طرف قبلہ کے اور نہ پیٹھ کر و طرف اس کے
اور لیکن مشرق کی طرف موند کر و اور غرب کی طرف اور یہ خطاب واسطے مدینہ کے لوگوں کے ہے کیونکہ قبلہ اؤ کا مشرق اور غرب نہ ہیں
اور جب قبلہ مشرق یا غرب ہے اؤ کو جنوب شمال کی طرف موند کرنا چاہیے روایت کیا اسکو چھ عالمیون نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے
موطا میں اور روایت کیا اسی باب میں ابن ماجہ ابن جعل اسدی اور اسناد میں اسکی ابو زید یحییٰ بن کمالی کہ نام اؤ کا ولید ہے مولیٰ
بن ثعلبہ کا جھول ہے اور ابو سعید خدریؓ اور اسناد میں اسکی ابن امیہ ضعیف ہے اور دوسری روایت میں بھی ابن ماجہ کی ابی سعید
خدریؓ ابن امیہؓ اور دوسری ابن ماجہؓ نزدیک یہ کہ بہت میدان اور گھر میں سب میں ہے کیونکہ کہنا ابو ایوبؓ انصاریؓ کہ آئے ہم
عشاء میں قوتھیں اوسین کھانے کی طرف قبلہ کے سو پھرتے تھے ہم اوس سے اور استخار کرتے تھے اس سے مولیٰ ہم کہ کہان میں بھی

۲۰۰

فائدہ

مؤثر طرف قبلہ کے کرنا شروع ہر وقت پچانے کے اور بعضوں نے رخصت ہی پر قبلہ کی طرف موند کر کے جب کہ قبلہ اور اسکے
 درمیان میں کوئی چیز حال ہو قیاس کہ روایت ہی مروان سے کہ انھوں نے دیکھا سینہ میں مہر رضی اللہ عنہ کو کہ بٹھلایا اور موندنے
 اور مٹی یا مٹی کو طرف قبلہ کے چڑھنے اور پیشاب کرنے کے طرف اونٹنی کے پس کہا سینہ اونٹنی سے کیا نہیں منع کیا گیا اس کے کہا
 انھوں نے کہ مان منع ہی میدان میں لیکن جب ہر درمیان میں اور درمیان قبلہ کے کوئی چیز چڑھ جائے تب کو کچھ حرج نہیں اٹھایا
 کیا اس کو ابو داؤد اور بعضوں نے مطلق رخصت ہی پر لیکن ہونہ کرنے میں طرف قبلہ کے سو دلیل ہیں حدیث مبارکہ میں
 کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ہم ہونہ کریں طرف قبلہ کے پیشاب میں سو دیکھا سینہ اونٹنی کو ایک سال شہر قبلہ و فاس کے کہ ہونہ
 کرنے سے منع طرف قبلہ کے روایت کیا اس کو ترمذی اور ابن ماجہ اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن زریب کہ کا شیخ ابن التیم نے کہا ترمذی
 نے کہ پوچھا سینہ بخاری اس حدیث کو پس کہا انھوں نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کیا اس کو ابن حزم نے کہ یہ حدیث مروی ہے ابان بن صالح
 سے اور وہ مجہول ہیں اور نہیں محبت ہر مجہول کی روایت ہے اور جواب دہ کیا یہ کہ ابان بن حزم نے کہ ابان بن حزم نے کہ ابان بن حزم نے کہ ابان بن حزم نے کہ
 اور وہ ابان بن صالح میں عامیر کا ابو محمد قرشی ہر روایت کیا اس کو ابن حزم اور ابن ماجہ اور ابن حزم نے کہ ابان بن حزم نے کہ ابان بن حزم نے کہ ابان بن حزم نے کہ
 شواہد لایا اساتذہ روایت اس کی بخاری میں جمع میں مجاہد اور حسن بن علی اور عساکر اور ثوبان کی اس کی بھی ابن حزم نے کہ ابان بن حزم نے کہ ابان بن حزم نے کہ ابان بن حزم نے کہ
 ابو زرہ رازی اور نسائی نے اور الدہریمی ابان کا روایت کیا اس کو ابو یوسف اور ابو داؤد و ابی اسحاق و غیرہ نے اور اس
 حدیث پر ان کو کیا محمد بن یحییٰ نے اور وہ میں حجت بڑی جاوگی اس کا حکم میں تو پھر بوجہ معارض کو کہ کوئی کی اس حدیث صحیح کی اور اس
 منسوخ ہو گئی اس حدیث میں منع کی باوجود اس بات کے کہ اس حدیث کی تاویل ہو سکتی ہے کہ شاید یہ مکان میں ہو جو اون لوگوں کے
 مذہب پر جو مکان میں رخصت دیتے ہیں یا یہ امرنگی مکان سے تھا کہ کا شیخ ابن التیم نے بعد اسکے بیان کے کہ کیف نقیض م علی اللہ
 القیض القیض فیہ بالمتنع یعنی پس کس طرح مقدم کی جاوگی یہ حدیث اور بعضوں میں صحیح ہے یا منع کے چھڑا کوئی کہ کہ
 تسلیم کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے سو کیا کہتے ہر روایت عراق میں عایشہ رضی اللہ عنہا کہ ابان بن حزم نے کہ ابان بن حزم نے کہ ابان بن حزم نے کہ ابان بن حزم نے کہ
 صحیح نہیں یہ موقوف ہے اور پر عایشہ رضی اللہ عنہا کہ یہ ترمذی کتاب العلل میں نقلا عن البخاری اور کہا بعض حافظوں نے حدیث کے
 کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور اسکے سبب کو جسے عالم لوگ حدیث کے پہچانتے ہیں اور وہ یہ کہ اسناد میں اس کی جو خال بیٹا ابی اسلمت
 کا ہے اس نے اس حدیث میں کو یاد نہیں کیا اور نہ اس کی اسناد کو قائم رکھنا مخالفت کی اس کی اس حدیث میں ثقت صاحب کے کہ
 نام اس کا جعفر بن یوسف فقیہ ہے سو روایت کیا اس نے اس کو عراق سے اس نے عروہ سے اس نے عایشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ ان کا کہی نہیں
 سو معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراق سے اس نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے منقطع ہے اور صحیح جعفر کی ہے باوجود کہ اس کی مخالفت جانب اساتذہ
 صحیحہ وار ہوئی ہیں اور کہا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب المرسل میں انترم سے کہ کہا سنائیے ابو عبد اللہ کہ ذکر کیا بعضوں نے
 حدیث خالد کو عراق سے اس نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا انھوں نے کہ یہ حدیث منقطع ہے اور زیادہ نہیں
 اس کی شرح ابو داؤد میں ہے اس جگہ سبب خون رازی کتاب کے اختصار کیا اور تفصیل کو راوندی اور بیہ کرنے میں طرف قبلہ کے رسول
 نے ہیں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھا پیر نے دیکھا کہ ہونہ تھا آپ کا طرف تمام کے اور بیٹھ
 طرف قبلہ کے اور روایت کیا اس کو بخاری سلم ابو داؤد و نسائی نے اور حق ہے کہ رخصت میں بھی حدیث صحیح وارد ہوئی ہیں فائدہ

کھڑے ہوئے پیشاب کرنا منع ہے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرماتی تھیں جو شخص کہ حدیث بیان کرے تم سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو پیشاب کرتے تھے سو نہ مقید ہو کر نا اوسکی نہیں پیشاب کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی نے اور روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے کہ دیکھا اجماع نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں پیشاب کرنا ہوں گے کہ آپ نے کہ پیشاب کھڑے ہو کر عمر و بنین پیشاب کیا سینے کھڑے ہوئے جب اس روایت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے پیشاب کیا سینے کھڑے ہوئے جب اسلام لایا میں روایت کیا اسکو ترمذی اور کہنا کہ صحیح ہے عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی پہلی روایت کو اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ جبنا ہی پیشاب کرنا کھڑے ہوئے اور بھونکنا کہ یہ واسطے ادب کے ہے نہ واسطے عرصے کے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ روایت کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ پیشاب کرتے تھے وہ کھڑے ہوئے اور روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوئے پیشاب کیا روایت کیا اسکو ابن ماجہ کی طرف سے اور حق یہ ہے کہ کھڑے ہوئے پیشاب کرنا فقط خلاف ادب ہے اور باقی موجب ان دونوں چیزوں کے درست ہے واللہ اعلم

کتاب الصلوٰۃ

فصل نماز کے وقتوں کے بیان میں

پہلی وقت فجر کا عرصہ صبح سے آفتاب نکلنے تک ہے اور جو طویل صبح ہو اوسکو صبح کا ذب کہتے ہیں اور وقت نماز صبح کا وقت نہیں ہے تاہم یعنی صبح اوسکو کہتے ہیں جو افق کی طرف چوڑان میں پیدا ہوئی ہو یا نماز کی جگہ سے پیدا ہوئی ہو کہ صحیح وقتوں نماز میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور روایت ہے بریدہ رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے پوچھا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقتوں کو ہو فرمایا آپ نے اوش شخص سے کہ نماز پڑھنا سہار کا بعد دو دن سے جو وقت نہ وال ہوا آفتاب کا حکم کیا بال رضی اللہ عنہ کو سواذان دی اٹھنے پر حکم کیا اؤ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سواقامت کی اؤ انھوں نے پھر حکم کیا اؤ کو سواقامت کی عصر کی اور آفتاب و بوقت پیدا اور صاف اور بلند تھا پھر حکم کیا اؤ کو سواقامت کی غروب کی جب وقت کہ غروب ہوا آفتاب پھر حکم کیا اؤ کو سواقامت کی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی شفق پھر حکم کیا اؤ کو سواقامت کی فجر کی جس وقت کہ طلوع ہوئی فجر پھر جب ہوا و سردی حکم کیا اؤ کو تو ٹھنڈے وقت پڑھی ظہر اور خوب ٹھنڈا کیا اؤ کو اور نماز پڑھی عصر کی اور آفتاب بلند تھا لیکن اول روز کے اخیر کی اور نماز پڑھی مغرب کی قبل اسکے کہ غائب ہو شفق اور نماز پڑھی عشا کی جب ہمائی رات گئی اور نماز پڑھی فجر کی سوروشن کیا اؤ کو یعنی جب خوب روشنی ہو گئی تب فجر کی نماز پڑھی پھر کہا آپ نے کہ کہاں ہے نماز و کج وقت کا سوال کرنے والا سو کہا اوش شخص نے میں نے نہ یا رسول اللہ کہا آپ نے کہ وقت نماز کا دریاں اؤ نہ کہ جو دیکھتا تھے روایت کیا اسکو مسلم نے اور بھی روایت کیا مسلم نے ابی ہوسی رضی اللہ عنہ کے مانند اسکے ص اور ظہر کا وقت زوال سے جب تک کہ سایہ ہر چیز کا دونا ہو جاوے سوا سایہ زوال کے یعنی جتنا سایہ زوال کا ہے اتنے کو کمال کے ہر چیز کا سایہ زوال ہو جاوے اور ایک روایت میں امام صاحب نے ظہر کا وقت جب تک کہ سایہ ہر چیز کا اوسکے برابر ہو جاوے سوا سایہ زوال کے اور بھی قول ہے صاحبین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہ ظہر کا وقت یہاں سے زوال کا دائرہ ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے اور شرح عربی میں کہ اگر ہنسنے بظرف ہم عام اؤ کو ترک کیا اور کیونکہ ہندوستان کے ملک میں زوال کے یہاں سے کہ بہت طرے ہیں اور عصر کا وقت اور وقت

اور آپ کے وقت تک اور مغرب کا اور وقت تک شفق کا سب سے پہلے کھٹکنا شروع کرتے ہیں یہی کو صابحین کے نزدیک اور اسی پر فہمی پر
 اور امام صاحب نے کھٹکنا شروع ہونے کے بعد ہوتی ہے اور عشا کا اور وقت تک اور وقت کا عشا کے بعد صبح کا
 دونوں کے وقت شہا ہر وقت کے آخر وقت میں بہت خشک ہوتا ہے اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت میں کھٹکنا اور فقہا
 اس طرف ہیں کہ وقت نماز کا ہر چیز کے ساتھ کے برابر ہو تاکہ ہر کوئی اس پر زوال کے اور مغرب کا شفق کے غروب کے لیکن امام ابو
 رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز کا وقت دو مثل تک ہوتا ہے اور امام مالک اور شافعی کا ایک مثل یہ ہے کہ آخر وقت مغرب کا پس
 آفتاب کا ڈوبنا ہی کہ انھوں نے تاخیر کی ہے اور مغرب بعد از اعتیاد آفتاب کے ڈوبنے سے اصل اس باب میں حدیث جبریل
 کی امامت کی ہے روایت حضرت عبداللہ بن عباس کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبریل علیہ السلام ساتھ ہے
 دوبار نزدیک نماز کے سونچے نماز نماز کی پہلی امامت جبریل ہوا یا یہ مثل سے جوئی کے پھر نماز پڑھی جسکی جس وقت کہ ہوا یا
 ہر چیز کا مثل اس کے پھر نماز پڑھی کہ جو وقت کہ غروب آفتاب اور نماز کیا روز دار پھر نماز پڑھی عشا کی جو وقت کہ غروب ہوئی
 پھر نماز پڑھی فجر کی جو وقت کہ طلوع ہوئی فجر اور حرام ہوا کھانا روزہ دار پھر نماز پڑھی نماز عصر کی جو وقت کہ ہوا یا یہ ہر
 مثل اس کے جو وقت کہ نماز عصر کی پہلے روز پڑھی تھی اور پھر عصر کی جو وقت کہ ہوا یا یہ ہر چیز کا دوا دوا کا پھر عصر کی جو وقت کہ نماز
 اور عشا جو وقت کہ گئی تھی رات پھر نماز پڑھی صبح کی جو وقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر اشفاق کیا الحرف سے جو جبریل علیہ السلام اور کما
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ وقت ہے انبیاء علیہم السلام کا قبل آپ کے اور وقت درمیان ان دونوں وقتوں کے یہ روایت کیا کہ کوکب واد واد واد
 اور کما ایستہ کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن جابر نے اپنی صحیح میں اور کما نے اور کما اوستہ کی صحیح الاسناد ہے لیکن ابن ہناد میں اسکا
 عبدالرحمن بن عمارت کے ضعیف کیا او سکوا احمد اور نسائی اور کما بن یزید بن مہین اور ابو حاتم رازی نے اور توشیح کی او کی ابن ہناد
 اور ابن جابر رحمۃ اللہ علیہ اور متابعت کی گئی او کی روایت کیا عبدالرزاق نے عمری ابو یوسف عمر بن نافع رحمۃ اللہ علیہ سے اور یحییٰ
 اپنے اپنے ابو یوسف ابن عباس رضی اللہ عنہ سے امامت اسکے اور ہناد میں اسکی عمری ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن کما شیخ تقی الدین
 دقیق الحنفیہ کہ یہ صحیح متابعت ہے اور صحیح کیا او سکوا ابن العربی اور ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اور مروی ہے حدیث امامت کی چند
 نبی اللہ عنہم سے تو میں سے جابر رضی اللہ عنہ ہیں اور روایت میں او کی یہ ہے کہ نماز پڑھی عشا کی دو سون گن جب کہ گزری آدھی رات او
 یا تاملی رات اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ کما ہمارے رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے جبر عبداللہ بن عمر و ابو یوسف نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ فرمایا آپ نے وقت نماز کا جب کہ زوال ہوا آفتاب کا اور ہوا یا یہ ہر چیز کا مانند طول اس کے کہ جب تک کہ آئے وقت عصر کا اور
 عصر کا جب تک کہ نذر نہ ہو و آفتاب اور وقت مغرب کا جب تک کہ نہ غروب ہو و شفق اور وقت عشا کا آدھی رات تک اسکا
 وقت فجر کا جب تک کہ نہ طلوع کرے آفتاب روایت کیا او سکوا سلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اول وقت فجر
 جب تک کہ غروب ہوا آفتاب اور آخر وقت اسکا جب کہ غائب ہوا فق یعنی روشنی او کی دور ہو جاوے اور اول وقت عشا کا جب کہ نہ
 فق اور آخر وقت اسکا آدھی رات تک اور اول وقت فجر کا جب کہ فجر طلوع ہو و اور آخر وقت اسکا جب کہ طلوع ہوا آفتاب روایت کیا
 او کو مروی ہے اور یہ خبر صحیح ہے ابن امام شافعی ہر اور مالک رحمۃ اللہ علیہ پاس بات میں کہ وقت مغرب کا جب تک کہ نہ غروب ہو
 شفق اور عصر کا وقت جو مغرب تک ہے سو دلیل او کی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذ عرضہ علیہم بالعیون الصافیۃ

عبدالرحمن بن عمارت
 ح

فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّتُ مُحَمَّدًا تَحْتِ عَيْنِ ذِي نَبِيٍّ فَهَذَا رَجُلٌ لَا يَمُوتُ إِلَّا بِمِثْلِ مَا يَمُوتُ بِهِ النَّبِيُّ
فَمُوتَ آخِرُ دُنْيَانِ مِثْرَ نَيَّاتِ عَمْدٍ وَمَوَاطِنُ خَوْنٍ لَمْ يَكُنْ دُونَ دُوسْتِ كَمَا يَمُوتُ بَالُ كُوفَةٍ رَجُلٌ ذَكَرْتُ يَهَانَ بَكَ جَسَبٌ كَمَا أَقْبَنَ
پرو سین اور دوسری دلیل اسکی یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے بائی ایک کت صبح سے قبل اسکے کھانچ
آفتاب سے تحقیق کہ بائی اوستے نماز صبح کی اور جس شخص نے بائی ایک کت عصر سے قبل اسکے ڈوبے آفتاب سے تحقیق کہ بائی اوستے
نماز عصر کی روایت کیا اوسکو بخاری سلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور لیکن اس بات میں کہ عشا کا آخر وقت صبح تک ہو کوئی
حدیث صحیح ضعیف نہیں آئی لیکن مختلف ہوئیں احادیث صحیحہ و سنیہ روایت ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور
ابو موسیٰ اشعری اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا کی تہائی رات تک
اور روایت ہے حضرت ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی دو ثلث رات تک اور روایت ہے
روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی دو ثلث رات تک اور روایت ہے
حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کہ تاخیر کی عشا کی یہاں تک کہ گئی اکثر رات اور یہ سب حدیثیں صحیح ہیں کہا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے
کہ یہ سب حدیثیں مفید ہیں اس بات کو کہ ساری رات وقت عشا کا ہو لیکن تین مرتبہ پر تہائی رات تک افضل ہے اور نصف ناکل اوس کم
اور بعد اوسکے اوس کم پھر روایت کی طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند نافع بن جبریر کہ کہا انھوں نے لکھا عمر رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ
اشعری کو نماز پڑھ عشا کی جب چار رات میں اور نہ غافل ہو اوسے اور ایک روایت میں سلم رحمۃ اللہ علیہ کی ابی قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی
علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین ہونے میں تغیر بلکہ تغیر اسی میں ہے نماز کی تاخیر کرے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجا و اور اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ وقت اوسکا صبح تک ہے اور اجماع کیا امامون نے کہ جب اسلام لاؤ گا فریاد کیا ہو و حاضنہ یا بالغ ہو و لڑکا اور کچھ رات
باقی ہو نماز عشا کی اور ہر واجب ہے اور اجماع حجت قطعی ہے جیسا کہ اوپر بحث ہوئی کتاب میں یہاں کیا اور حدیث امامت جبریل علیہ السلام کی وقت
مختار چرمول ہے اور اسی اسلئے کہ امام صاحب نے کہ تاخیر مغرب کی اول وقت سے کہ وہ نہ سنی ہے نہ تحریری کیوں کہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ تاخیر کی اپنے مغرب کی شفق کے ڈوبنے تک اور تاخیر عشا کی اس سے زیادہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے عصر کی
آفتاب کی زردی تک مکر وہ ہے تحریری اور سب زیادہ کہ اسیت عصر کی تاخیر میں ہر آفتاب کے زرد ہونے تک کیونکہ فرمایا آپ نے ایسی نماز
لَا تَلَاكَ صَلَواتُ الْمَلَائِكَةِ یعنی یہ نماز منافق کی ہے اور شیطان کی طرف آپ نے اوسکو منسوب کیا اور حدیث امامت میں جو وارد ہے
نماز عصر کی آپ نے تاخیر کی سب کے دوش پہنچے تاکہ وہ منسوب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وقت عصر کا جب تک ہے کہ
نہ زرد ہو آفتاب اور دوسرے یہ کہ دوش تل تک آفتاب پر زردی نہیں آتی اور وہ جو امام صاحب نے فرمایا ہے کہ آخر وقت ظہر کا دوش تل تک ہے
سو کسی حدیث میں تصریح مذکور نہیں اور اسی اسلئے مخالفت کی انکی صاحبین اور موافق سچے اکثر امامون کے اور حجت پکڑی امام صاحب نے
حدیث برید رضی اللہ عنہ کہ جب جو اور ادن سو خوب تیرید کی ظہر کی یعنی ٹھنڈک کے وقت نماز پڑھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب
شدت ہو گرمی کی سو ٹھنڈا کر نماز کو ہوا اسلئے کہ شدت گرمی کی جہنم کے مانند ہے اور روایت کیا اسکو چھ عالمون نے کہا امام ابو حنیفہ رحمۃ
علیہ نے کہ شدت گرمی کی اونکے شہروں میں جب ہے کہ ہر جگہ کا سایہ مثل اوسکے ہو جاوے سو یہ حدیث ناسخ ہو جاوے گی اور حدیث کی جو روایت کی
ابن عباس رضی اللہ عنہ اور صحیح مسلم میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی نماز ظہر کی یہاں تک کہ پڑھنے لگا سایہ یلون کا

اور نبویؐ نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ سایہ ٹیلوں کا بہت اخیر وقت پڑتا ہے اور جب آفتاب بیت منہ محل آتا ہے اور جب بیت ابست ہو گیا کہ اگر نماز کا
وقت بعد از ایہ مثل کے باقی رہتا ہے اور حدیث ابو اسباب میں اس حدیث امامت ہو گئی تو اول وقت عصر میں محدث امامت ہو گیا
ہوئی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا كَانَ مَوْقُوتًا ۝ یعنی تحقیق کہ نماز ہر مسلمانوں پر
وقت مقرر کیا گیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت علیٰ عام ہے اور اس حجت میں امام صاحب کی کلام پر اور حدیث
کہ وقت نماز کا ایک مثل ہوتا ہے وَ اِنَّهُ اَعْلَمُ بِالْغُيُوْبِ لیکن انہی بات پر کہ جو شخص شتاق احتیاط اور متقہ جہاد فتوا و علم کا
شریعت نبویؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور مسکو چاہے کہ نماز فجر کی ایک مثل سے پہلے پڑھے کہ سب اباموں کے نزدیک مست ہوا اور جس کی
دوئل کے کہ حسب نزدیک درست ہوا اور گرمی میں تاخیر کرنا نماز کا اسکا بیان لگے بھی کچھ آویگا اور شفق نزدیک اکثر علماء کے اور کیا
روایت میں امام ابو حنیفہؒ کے سرخی کا نام ہو اور ایک روایت میں امام صاحب نے فرمایا کہ شفق نام سفیدی کا ہے اور بعض شرح میں ہر کہ
امام صاحب نے صریح کیا اس جہاں کہتے ہیں کہ سرخی نام شفق کا ہوا کی جہت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ شفق سرخی ہر حسب
غائب ہے جبکہ واجب ہوگی نماز روایت کیا اسکو ابن عساکر نے بیح نزاع مالک کے حدیث عقیق بن یعقوب سے انھوں نے مالک سے انھوں نے
نافع سے انھوں نے ابن عمر سے مرفوعا اور روایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور طریق سے اوصیح کیا یہی ہے وقت نماز کا اور
کہا صاحب ہدیہ نے وَمَا ذُو الْوَاوِءُ قَوْفٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ كَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اور روایت کیا اسکو حاکم نے دخل میں اور روایت
کیا دارقطنی اور محمد بن خزیمہ نے صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور رفع کیا اسکو اوصیح کیا اسکو اور کہا ابن خزیمہ نے کہ اگر صحیح و ثابت
یہ روایتیں تو پھر نہ پڑائی ہو جبکہ سب دایم سے لیکن متفرق ہو اساتذہ کے محمد بن یزید کا حافظ بن مخیر نے محمد بن یزید سے
اور کہا تفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے مروی ہے یہ حدیث عمرو اور علی اور ابن عباس اور عبادہ اور شداد اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم احسن
ماور کوئی حدیث اس میں صحیح نہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور حسن حجت ہے مثل صحیح کے اور صاحب ہادی نے دلیل امام صاحب کی
یہ لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جب کہ سیاہ ہو جاوے افق اور چوڑی صبح سے اوپر راویہ ہے کہ شہی
آسمان کے کناروں میں نمایاں ہووے اور اسکو صبح صادق کہتے ہیں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہ فرمایا شہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر دوہیں ایک فجر کہ حرام کرتی ہے کھانے کو اور حلال ہے اور میں نماز اور ایک فجر وہ ہے کہ حرام ہے اور میں نماز اور
حلال ہے اور میں کھانا روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اوصیح کیا اسکو ان دونوں اور ایک روایت میں حاکم کی ہے کہ
حرام کرتی ہے کھانے کو یعنی ایک یعنی دھماوی افق کے کنارے آسمان میں جاتی ہے اور یہی صبح صادق ہے اور صبح کا ذب
بیان کیا آپ نے کہ مانند دم سلطان ص تاخیر فجر کی یہاں تک کہ روشنی ہو جاوے مستحب ہے انہی کہ پائیں آتین پڑا
اور جب اگر فاسد ہووے و نہ تو کوٹ سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کرو فجر کی کما میں بہت اجر ہے وقت
روایت کیا طحاوی نے ساتھ اسانید متعددہ اس حدیث کو رافع بن خدیج سے اور ایک روایت میں ہے وَقَدْ ذُيِّلَ بِالْفَجْرِ بَشْرًا
فَجَرُّهُ أَوَّلُ مَا يَكُونُ مِنْ بَرٍّ أَحْسَنُ إِلَى الصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَكْثَرُ لَاجِئًا لَمْ يَكُنْ رَوَايَاتُ كَمَا اسْكُو احمد اور ابو داود اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ نے اوصیح کیا اسکو ترمذی اور ابن جابر نے اور روایت کیا طبرانی نے يَوْمَ لَا يَلَالُ بِالْفَجْرِ
قَدْ لَمَّ أَبْجُصُ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ سُبُوحِ بَشَرٍ رُشَنَ كَرَى بِلَالُ فَجَرُّهُ أَوَّلُ مَا يَكُونُ مِنْ بَرٍّ أَحْسَنُ لَوْ كُنَّ تَمَامُ كَرَى تِيرَانِ كَوَاوُ

روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور کہا کہ روایت ہے اس باب میں بخیر بن شیبہ اور مسلم اور علی بن حسن بن علی اور
 ابی الدرداء اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین اور ہے تالبعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس طرح کہ ابن اور روایت
 احسن ہے کہ تھے صاحب عبداللہ بن مسعود کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہے ابراہیم بنی رضی اللہ عنہ کہ نہیں جمع ہوئے
 اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے تویر فجر پر روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے
 نو اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہو سکتا تو اس
 حدیث تقلید یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیر میں پڑھنا منسوخ ہو گا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیحین میں
 بھی مؤید ہے کہ مذہب کی یہ اور امام شافعی کے نزدیک اندھیر میں پڑھنا مستحب ہے کیونکہ روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو پھرتی تھیں عورتیں اور نہیں پہچانی جاتی تھیں تاریکی سے اور صحیح ہی ہے کہ
 تاخیر کرنا فجر کی مستحب ہے اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علماء نے جو اس حدیث کے معنی
 یوں بیان کیے ہیں کہ قرأت کرو یہاں تک کہ روشن کرو فجر کو خلاف آثار صحابہ اور تابعین کے ہے اور خلاف ہر تیار کے واللہ اعلم بالصواب
 گرمی میں تاخیر کرنا فجر کی مستحب ہے اور جابر بن عبدی کرنا صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھٹھے کے وقت پڑھو
 نماز فجر کی کیونکہ شدت گرمی کی جو شرجہ منہ سے نکلتی ہے اور صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے
ص اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب سید بڑے مستحب ہے وقت کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبدالواحد بن نافع سے
 کہا انھوں نے میں کہنے کی مسجد میں داخل ہوا سواذان ہی کو دوئے عصر کی اور ایک شیخ نے ملاستکی اوسکو اور کہا خبری میرا پانے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس نماز کے اور میں نے پوچھا نام اون شیخ کا سو بیان کیا اون لوگوں نے کہ یہ عبد
 بن رافع بن خدیج ہیں اور ضعیف کیا اوسکو عبدالواحد کے سبب اور روایت کیا اوسکو بخاری میں تاخیر کرنا عصر میں اور کہا کہ متاخرات
 کیجاوگی عبدالواحد پر اور صحیح رافع کی حدیث ہے یہی روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پھر قربانی کی جاتی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر بکڑے جاتے تھے اور کھاتے تھے ہم بکڑے گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا
 شیخ ابن الہمام کہ یہ ممکن ہے غروب تک اور جسے باہر بکڑے والوں کو دیکھا ہو گا تو کچھ اوسکے نزدیک بعینہ میں ہے اور تاخیر عشا کی
 تہائی رات تک مستحب ہے وقت کیونکہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر
 تو البتہ تاخیر کرنا عشا کی تہائی رات تک یا ادھی ات تک اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عشا کے قبل ہونا
 اور بعد عشا کے باتین کرنا منع ہے کیونکہ روایت کیا جیہ عالمی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تھے ہوا قبل عشا کے اور باتین کرنا
 بعد عشا کے اور بعضوں نے جائز کہا ہوا تو ان کو بعد عشا کے کہہ دیا میں اور دلیل افہامی یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی نے مصلوہ میں اور شافعی
 مذاہب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ صحیح روایت کسی ہر میں مسلم اور
 ابی حنین میں بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جہاں اوسکا معلوم ہوتا ہے اور روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ
 رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہے باتین کرنا بعد نماز عشا کے مگر واسطے دو شخصوں کے مصلیٰ اور مسافر کے
 اور ایک روایت میں ہے کہ واسطے دو گھر کے ہر شخص کے نماز کی ہر جگہ میں جلدی پر بھی آجاوے کہ حاجت کم نہواور ادھی ات تک تاخیر کرنا صحیح

[illegible]

ہجرت

اینجور

تلاوت کا کرنا مکروہ ہے اس سے پہلے کہ اوہین خطبہ سے باز نہ رہا ہوگا **ص** اور بعد فجر کے سوا سنت فجر کے اور
 درمیان عصر اور مغرب کے نفل مکروہ ہے کیونکہ صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز بعد صبح کے
 یہاں تک کہ طلوع ہو آفتاب اور بعد عصر یہاں تک کہ غروب ہو آفتاب روایت کیا ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ نماز فجر سے
 ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے نہیں نہیں نماز بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع کرے آفتاب
 اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طلوع کرے کہ نہ آفتاب کا توجہ ہو نہ نماز کو یہاں تک کہ
 ظاہر ہو جاوے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اذان **بسم اللہ الرحمن الرحیم** حتیٰ تک کہ یعنی
 جب سورج ہو اور ظاہر ہو کہ نہ آفتاب کا تو اخیر کو نماز کی یہاں تک کہ ظاہر ہو جاوے اور کما صاحب شیعہ اور اس باب میں روایت
 عبد اللہ اور ابی سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور کہا **وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ تَقْرِيرِ**
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَدِّهِ عَمَّادِ الْقُرَشِيِّ أَنَّهُ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ مُؤَذِّنٍ عَصَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَلَبَدَّ الصُّبْحَ
فَكَرِهَ يَصِلُ فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا صَلَّوْا بَعْدَ صَلَاوَتَيْنِ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ
الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ یعنی تحقیق کہ معاذ قرشی رضی اللہ عنہ طواف کیا خانہ کعبہ کے ساتھ معاذ بن
 کے بعد عصر کے اور بعد صبح کے سونہ نماز پڑھی سو پوچھا میں نے اس سے سنا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نماز بعد روزانہ
 کے بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع کرے آفتاب اور بعد عصر کے یہاں تک کہ غروب کرے آفتاب اور وہ جو مروی ہے حدیث میں کہ آنحضرت صلی
 علیہ وسلم روز نماز پڑھتے تھے دو رکعتیں بعد عصر کے سو چھو صیاتیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دلیل اس کے کہ دو سرون کو اس سے منع کیا
 اور مال کی ایسی چیز جس سے روزہ وساک کا خود ابو داؤد اور حماد علیہ رحمۃ اللہ عنہما روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے
 بعد عصر کے دو رکعتیں اور منع کرتے تھے اونسے اور وصال کے روزہ رکھتے تھے اور منع کرتے تھے اونسے **ص** اور قضا اور نماز جنازہ
 اور سبہ تلاوت اوقاف میں کو نہیں اور دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز نہیں مگر حج کے سفر میں حضور وقت ٹھہر کے پڑھے
 اور مغرب وقت عشا کے جیسا کہ آگے آگے **ف** جیسا کہ روایت ہے صحیحین اور حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہما کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
 کہ نہیں پڑھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھی ہو مگر وقت پر لیکن عشا اور مغرب کہ حج کیا تھا ان کو ایک دن مزدلفہ میں اور
 نماز پڑھی تھی فجر کی اور قبل وقت کے اور بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں اسکا بیان آگے آگے **ص** جو عورت عصر کے
 وقت یا عشا کے وقت یا کہ ہوئی جب میں پاک ہوئی دو ہی نماز اوپر لازم آگے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عصر کے وقت
 پاک ہوئی ٹھہر کر بھی پڑھا اور اگر عشا کے وقت پاک ہوئی مغرب بھی پڑھا اور اگر وقت ہو افاق تکبیر تحریر کے باقی رہا تھا کہ رکعات بالغ ہو یا
 کافر مسلم یا جو اوہ نماز اوپر لازم ہوگی اور قضا اوکی واجب کی اور امام زفر کے نزدیک اگر عورت کی اور جو عورت کہ اخیر وقت نماز میں
 سائل ہوئی او کو یہ نماز لازم نہ آوگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم آوگی **ف** صبح کی نماز کے وقت میں سوا سنت
 فجر کے اور نفل پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ روایت کیا مسلم نے حضرت رضی اللہ عنہما کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طلوع ہوئی تھی فجر میں پڑھتے
 مگر دو رکعتیں خفیہ اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھنا بعد فجر کے مگر دو رکعتیں **واللہ اعلم**

نہایت

نہایت

اذان سنت ہے یا نچن فرض اور نماز جسے کہ واسطے اور سوا اسکے کو نازل وغیرہ میں اور قبل وقت گنت نہیں **ف** تو اب
 سید ابوسعید کے اذان نہ دی جاوے گی روایت ہے صحیح مسلم میں جابر بن عبد اللہ کہ نماز پڑھی میں نے عید کی ساتھ آنحضرت صلی
 علیہ وسلم کے ایک بار یاد و بار غیر اذان اور اقامت کے اور اسی طرح مروی ہے کسوف میں اور جسے کہ اذان میں حدیث سائب بن ربیع کی
 صحیح ہے اور ترمذی میں اس واسطے اذان نہیں کہ وقت اور وقت عشا کا ایک ہی ہو تو حاجت علوہ اذان دینے کی نہیں **ص**
 تو اگر قبل وقت اذان کہے پھر لوہا وقت میں اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کے واسطے آدمی رات سے اذان درست ہو
ف اور ہرگز نزدیک اس واسطے جائز نہیں کہ اذان واسطے آگاہی کے ہی اور قبل وقت کے تجلیل میں اور نہ نزدیک اس واسطے بجز اگر اذان
 آگاہی عمل ہو اور اس سبب چرچت یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ اذان دینا کہ کہ گناہ ہے چنانچہ
 فجر ہو چھایا یا تھا اپنے کو عرض میں روایت کیا اسکا ابو داؤد نے بلال رضی اللہ عنہ کو ضعیف کیا اسکو اور بیہقی نے ضعیف کیا اسکو کہ
 شہادت نہیں بلال بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ منقطع ہے اور ابن القطن نے کہا کہ شہادہ مجہول نہیں ہے یا یا ناگہ روایت جعفر بن زبیر
 اور روایت کیا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اسی لیل اذان دینا کہ بلال رضی اللہ عنہ کے کہ گناہ ہے چنانچہ
 صحیح ہے اور روایت کیا عبد العزیز بن ابی اودہ انھوں نے نافع سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان ہی قبل
 فجر کے سو غصے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کیا بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اذان کو
 کیا تھے ایسا کہ میں نے اٹھا نہیں سو جانا میں نے کہ فجر طلوع ہوئی فرمایا آپ نے کہ پکارو اب کہ یہ بندہ سو گیا تھا اور روایت کیا
 ابن عبد اللہ ابن ابراہیم سے کہ انھوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو قبل وقت کے رات کو کہتے تھے اس سے ڈر لگتا اور احادیث کہ اذان کا اذان
 اہل حرم کا کچھ نہایت میں وقت درود احادیث صحیحہ کے اس کے خلاف یہ رحمت نہیں **صل** اور فضل کے واسطے بھی اذان کسانیت
 کے سنت ہے اور ان کو چاہیے کہ قنوں کو خوب پہچانتا ہو تاکہ ثواب ہو جو کو بچے **ف** حدیث میں آیا ہے کہ **لَا تُحَدِّثُونَ** لکھو نہ
 یعنی اذان کے تم میں سے جو لوگ بہترین اور امانت کریں جو تم میں قاری ہیں روایت کیا اسکا ابو داؤد اور اسناد میں اسکی حدیث
 منکر حدیث ہے کو یا یوزر د اور ابوصاتم نے اور حدیث میں آیا ہے کہ وہ دن لینی گردن لے لے سو گئے دن قیامت کے اور بہت سی حدیثیں
 فضیلت میں اذان کے آئی ہیں **صل** جب اذان کے قتل کی طرف ہونہ کہے ماوردی و نوں اور نگلیوں کو شہادت کی کا نون
 کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ابوشامہ نے کتاب اذان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کہ
 و نوں اور نگلیوں کو اپنے کا نون میں اور کہا کہ بلند کر یا یہ تیری آواز کو اور روایت کیا ترمذی ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہ بلال رضی
 کو اذان میں چکا کہ و نوں اور نگلیاں اور نہ کہ کا نون میں چھین اور کہا کہ یہ حسن ہے **صل** اور ٹھہر ٹھہر کے کہے **ف**
 روایت کیا ترمذی جابر رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ جب اذان کو تو ٹھہر ٹھہر
 کہیج اذان اپنی کے اور جب اقامت کہ تو تو جلدی جلدی کہہ اور تو وقت کر دیا اذان اور اقامت کے اس قدر کہ فارغ ہو جائے
 کھانے والا کھانے اور پینے والا پینے سے اور چنانچہ چہرے والا اقامت کا حاجت ہے اور نہ کہ ٹھہر ٹھہر کہیج واسطے جب کہ نہ دیکھو کہ
 یہ حدیث ضعیف ہے اور روایت کیا بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے
 اقامت کو اور ذکر کیا واقطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اذان کے **صل** اور نہ گاہے اذان پر کہ کچھ حرکت یا حرم یا

بڑھا دے اور فقط اچھی آواز سے کہنا مکروہ نہیں بلکہ اچھا ہی اور ترجیح یعنی پہلے شہادتین کو اہستہ سے کہے پھر کلمہ کہے ایسا کر کے
ف جیسا کہ عبداللہ بن زید روایت کیا اور اوس میں ترجیح نہیں اخراج کیا اسکا دارقطنی اور ابوداؤد نے کہا ابن خزیمہ نے سننے
 محمد بن یحییٰ علی سے کہ وہ کہتے تھے نہیں ہی بیچ حدیثوں عبداللہ بن زید کے اذان کے باب میں صحیح تراویح میں ان تک کہ کہا کہ
 حدیث ابن اسحق کی ثابت صحیح ہی اور کہا ترمذی نے علل کبیر میں سنائے بجا رہی کہ یہ حدیث صحیح ہی اور حدیث بزرگ علی بن ابی طالب
 رضی اللہ عنہ غریب ہی معارض ہی احادیث صحاح کے اور کہا صاحب ہایہ نے کہ نہیں ہی ترجیح مشہور حدیثوں میں اور روایت کیا
 ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ تھی اذان بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دو بار اور تکبیر ایک ایک بار آخر حدیث تک اور
 روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن جبران اپنی صحیح میں کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسناد اوسکا صحیح ہی اور سعید بن مسعود
 ثقہ ہیں تو شیت کی اونکی ابن جبران اور کما شیخ تقی الدین ربیع العید الامام میں کہا ابن حاتم نے کہ سنائے اپنے باب کہ سعید بن مسعود
 ثقہ ہیں اور وہ جو کہا صاحب ہایہ کہ ترجیح جوابی مذکورہ کی حدیث میں آئی ہے سو وہ تعلیم تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انھوں نے
 اوسکو ترجیح جانا غلط ہے کیونکہ ابوداؤد میں ہی اسناد صحیح ابی مخذومہ کہ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھاؤ کھو
 طریقہ اذان کا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے تو اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا اله الا اللہ اشہد ان
 لا اله الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ ہے تو اہستہ سے کہہ پھر
 بجا کر کہہ تو اوس سے ناویل نصیر کی جاتی رہی اوس صحیح ہی کہ یہ حدیث معارض ہی اوسکو جو روایت کیا طبرانی نے اوسط میں
 یہی حدیث ابی مخذومہ کی اور زمین کر گیا امین ترجیح کو اور جب دونوں معارض ہیں دونوں ساقط ہیں اور باقی رہی حدیث
 عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سالم بن جعفی علی سے قُتِبَ مَذْهَبُنَا بِفَضْلِ اللَّهِ تَعَالَى حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ
 جبکہ تو داہنی طرف مومنہ پھیرے اور جب حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو بائیں طرف مومنہ پھیرے اور اسی جگہ ٹھہرا رہے
 اور اگر جانے کہ اتنے میں آواز نہ پونچھ کی داہنی طرف میں دیکھے سے سرنگال کے کہے دوبار ہی علی الصلوة اور بائیں طرف
 کے دیکھے سے سرنگال کے دوبار کہے حی علی الفلاح اور فجر میں بعد حی علی الفلاح کے دوبار الصلوة خیر من النجوم
ف کہے کہ یہ نکر روایت کیا ابن ماجہ سعید بن مسعود رضی اللہ عنہ انھوں نے بلال رضی اللہ عنہ کہ وہ آئے پاس حضرت صلی
 علیہ وسلم کے تاکہ آگاہ کریں اوکو ساتھ نماز فجر کے تو کہا گیا آپ سو رہے ہیں سو کہا بلال رضی اللہ عنہ الصلوة خیر من النجوم
 دوبار تو مقرر کیا گیا یہ اذان میں اور یہ حدیث منقطع ہی کیونکہ نہیں سنائے ابن مسعود نے بلال رضی اللہ عنہ اور وہ حجت ہنوز ان کے
 وقت ثقہ ہیں اور چونکہ علاوہ اسکے مروی ہی حدیث ابی مخذومہ میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہونا صبح کی کہہ تو
 الصلوة خیر من النجوم الصلوة خیر من النجوم اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر روایت کیا اسکو ابوداؤد اور سنائی اور انس سے
 مروی ہے کہ کہا انھوں نے سنت ہے یہ بات کہ جب کہ نماز فجر میں حی علی الفلاح کہے الصلوة خیر من النجوم دوبار روایت کیا
 اسکو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور قول صحابی کا من السنۃ حکم رفع میں ہی اور وہ جہد امین ہے کہ کہا بلال رضی اللہ عنہ الصلوة
 خیر من النجوم دوبار جب پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ سوئے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اچھا ہی یہ کلمہ
 کہ اسکو بیچ اذان اپنی کے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں ہذا صحیح ص افاستہی تکبیر بھی ثل اذان کے کہے

مراوسین کہے باندی جلدی کہے اور بعد ہی علی الفلاح کے دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہے **ف** روایت کیا ابو داؤد و ترمذی
 نے ابی ایسی سے انھوں نے معاذ رضی اللہ عنہ حدیث طویل اور آخر اس کا یہ ہو کہ بعد اذان کے ٹھہر کے پھر ٹھہرا ہوا ترستہ سو کہنا مثل ان
 کے کہ کہہ کہ بعد ہی علی الفلاح کے دو بار قدامت اسلوا تو زیادہ کیا اور ابوبلی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا لیکن وہ
 ہمارے نزدیک محبت ہوا اور بن ابی شیبہ نے روایت کیا عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ کہ دیکھا میں نے خواب میں ایک شخص کو آخر حدیث
 سواذان ہی آؤ دو دو بار اور اقامت بھی دو دو بار اور ایسا ہی مروی ہے سنن ترمذی غیر میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 اقامت ایک ایک بار ہی دلیل اس کے جو روایت کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ دو دو بار
 اذان کہو اور ایک ایک بار اقامت کہو اور کہا ابو الفرج ابن جوزی کہ تھی اذان دو دو بار اور اقامت بھی ایسی تو جب سمجھے بنی اسے نو اقامت
 کو ایک ایک بار اور اذان اور اقامت میں بائین نہ کرے اور بعد اذان کے پھر کبارنا متاخرین کے نزدیک اچھا ہے اور اسکو توثیب کہتے ہیں
ف اور یہ میں کہ توثیب نماز فجر میں اچھی ہے اور باقی سب نمازوں میں کر وہ ہر اور لکھا ہے کہ توثیب کمال لیا اسکو ملکہ کو نہ
 بعد حدیث رضی اللہ عنہم جمیع کے بسبب بل جہا احوال آریوں کے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں تشریف لگے اور سنا
 ایک مؤذن کو کہ توثیب کی آؤ تو کہنا انھوں نے واسطے ساتھی رہنے کے نکل ساتھ ہمارا سن تھی کے پاس روایت کیا اسکو ابو داؤد اور
 ترمذی و غیر اسکا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسکا انکار مروی ہے اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں دیکھتا ہوں حرج لکھنے
 واسطے اس کے سچ اذان سبغہ روئے السَّلامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْاَكْمَلُ رَحِمَهُ اللهُ عَلَیْهِ وَوَبَّ كَاثَرَةً حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ
 حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ الصَّلَاةُ تُرْجَمَاتُ لِلَّهِ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مستبعد جانا کیونکہ آدمی سب برابر میں ہر کہ جانتا
 اور امام ابی یوسف نے اس واسطے ان کو کون کو خاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول تھے بنی مسلمانوں کے امور میں نسبت اور لوگوں کے اور یہی
 حکم میں بنی قاضی اور منہی **ص** اذان اور اقامت میں بیٹھے مگر مغرب میں اور جو نماز قضا ہو گئی ہو اسکو فائتہ کہتے ہیں تو ایک
 فائتہ کی واسطے ہی اذان اور اقامت کہے اور جب بہت سی فائتہ ہوں پہلی فائتہ کی واسطے اذان اور اقامت کہے **ف** کیونکہ زیادہ
 ابی قتادہ رضی اللہ عنہ نے سچ قصہ نقل کیا ہے پھر اذان فی طلال رضی اللہ عنہ ساتھ نماز کے سونا پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین
 پھر بار پڑھی سچ کی سو کیا جیسا کہ تھے اور اخراج کیا اسکا مسلم نے اور روایت ہر ابی داؤد وغیر میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جسوقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھاتھا اسکو بعد نکلنے آفتاب کے
 ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن ابی بن عمری اور عمران بن حصین اور ذی محرقہ بنی محرقہ رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اسکو مالک نے و ترمذی
 ابن سب سے سنا اور ذکر کیا اوسمیں اذان کو اور مراسلات بن سب سے کہ بمنزلہ فریاد کے ہیں اور صحیح مسلم میں جو کہ حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو
 سو قالم کی اوسنے نماز اور نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ان کے صبح کی منافی اذان کی نہیں اور ابی یوسف نے روایت کیا
 اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسوقت کہ مشغول کھا انکو کھانے فقضا کی نمازوں کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی چار
 نمازوں کے واسطے **ص** اور باقی کی واسطے اختیار ہر جہا ہے ہر میں اذان اور اقامت کے یا فقط اختصار اقامت پر کہے اور بے فہمو
 اذان کہنا درست ہے **ف** اس وجہ سے کہ اذان کر ہر نماز نہیں تاکہ اوس کے واسطے طہارت شرط ہو **ص** اور کہیں کہ وہ
 اور اگر کہہ سے تو عبادہ نہوگا اور اذان جنب کی کر وہ ہر اور ایسی ہی اقامت اوسکی نو اگر جنب نے اذان کی پھر احادیث کیا جابجا اور اگر اقامت

رسول اللہ علیہ السلام نے نماز فرض میں فرض کا معنی کرنا نیت میں شرط ہو اور زبان سے کہنا اور دل میں
افضل ہو اور نوافل اور سنت تراویح میں بطلان نیت کافی ہو اور قنوت کی کوئی نیت اپنی نماز کی اور امام کے اقتدار کی کرنا چاہیے

باب نماز کی صفت کے بیان میں

فرض نفل کے اندر سات ہیں پہلے اللہ اکبر کہنا نماز کے شروع میں **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **قَرَأَ تِلْكَ الْكَلِمَاتِ**
اور رب اپنے کی تو تکبیر اور حدیث میں آیا ہے **صَفَاتُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْلِيلُ الثَّيْبِ وَتَكْبِيرُ**
التَّسْلِيمُ یعنی تکبیر نماز کی طہارت ہو اور تحریم او سکی تکبیر یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال سنا فی صلوة ہیں سب حرام ہو گئے
اور اسی سبب او سکو تحریم کہتے ہیں اور تحلیل او سکی تسلیم یعنی جو چیزیں حرام ہو گئی تھیں وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاتی
روایت کیا او سکو ترمذی اور ابو داؤد اور حسن کہا او سکو نووی **ص** اور او سکو تکبیر تحریم کہتے ہیں اور ماتحہ او سکا ناؤ

سنت ہی دو رکعت رکعتوں کا یعنی قیام کرنا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ **فَوَقَّعَ اللَّهُ قَانِتِينَ** یعنی کھڑے ہو
واسطے اللہ کے ساکت اور چپ یا خشوع خضوع سے **ص** تیسرے قرات یعنی پڑھنا قرآن کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ
فَأَقْرَأْ مَا تِلْكَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑھو تم جو آسان ہو قرآن **ص** چوتھے رکوع یا پانچویں سجدہ ماتحہ اور ناک
اور فقط ناک سے بھی امام غلام رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طہارت ہے لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہیں اور اسی پر
فتویٰ ہو **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ **فَإِذَا كُنْتَ فِي الرَّكْعَةِ وَاسْتَجِدَّ ذَا رُكُوعٍ** اور سجدہ کرو **ص** چوتھے اخیر کا

یعنی بیٹھنا آخر نماز میں **ف** کیونکہ روایت میں ابو داؤد کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب کھایا تھا او کو آنحضرت صلی
علیہ وسلم نے تشہیر کہ جب کھاتے یہ اور او کیا تو نے یہ سوتہ او کر کیا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑا ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ
تو بیٹھ اور روایت ارقطبی میں ہے **إِذَا فَصَلْتَ هَذَا فَكُلْ تَمَتُّ صَلَاتُكَ** اور بعضوں نے کہا ہر جگہ حدیث میں
داخل نہیں بلکہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور کما نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ **إِذَا تَقَرَّرَ الْحَقُّ عَلَى أَنَّهَا مَدْرَجَةٌ**
یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ درج ہے یعنی حدیث میں داخل نہیں اور کما شیخ ابن الہمام نے اس کے جواب میں

وَالْحَقُّ أَنَّ غَايَةَ الْإِذْرَاجِ هُنَا أَنْ تَصِيدَ مَقْصُودَهُ وَلِلْمَقْصُودِ فِي مِثْلِهِ حُكْمُ الْقَرْنِ یعنی حق یہ ہے کہ
غایت ادرج یہ ہے کہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اس کے مثل حکم رفع میں ہو واللہ اعلم بہم خبر خلاف یہ قعود کے
امداد میں لیکن مسیح یہ ہے کہ مقدار تشہیر کے یعنی عہدہ و رسولہ تک اور اسی کو اختیار کیا ہو کافی میں اور فتح القدیر میں
ساتویں ایسے کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ ہیں پہلے فاتحہ کا پڑھنا دو ستر سورت تلاوت تیسرے رعایت ترتیب

کی اوں کا سون میں جو نماز میں کر لے ہیں تو تکبیر تحریم اور قعدہ اخیرہ میں رعایت ترتیب کی فرض ہو چوتھے قعدہ اول یعنی جو بعد
دو کو توں کے چار کھتی نماز میں بیٹھتے ہیں پانچویں تشہیر دونوں قعدوں میں اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ پہلا قعدہ سنت ہے اور اخیر کا
قعدہ واجب ہے اور پہلے میں لکھا ہے کہ تشہیر کا پڑھنا پہلے قعدہ میں سنت ہے اور دوسرے قعدہ میں واجب ہے لیکن صاحب قایہ کا یہ باب
یہی ہے کہ دونوں قعدوں میں تشہیر پڑھنا واجب ہے چوتھے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ فرض ہے **ف** اور
دلیلین دونوں میں ہے کہ اوپر گذرین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل قول ہے **سَلَّمَ** اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا **وَتَحْلِيلُ الثَّيْبِ** اور

بہیقی سے مثل حدیث مالک بن الحویرث کے کہ ابو الفرج نے اسناد اور صحیح ہر ایک طرح سے معارضہ باقی نہیں کیا کہ جس میں
 ہو کہ حضرت ائمہ ائمہ تھے کا نہ خون تک ملا نہ یہ کہ ہاتھ کا نہ خون تک اور انگوٹھے تو ہاں کی ایسی ہی تاویل کی امام شافعی
 رحمۃ اللہ علیہ نے واللہ اعلم **حصہ** اور انگوٹھوں کو نہ بہت ملا اور نہ بہت کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑے اور عورت
 دونوں ہونہ خون تک اور انگوٹھ کے ساتھ مالک کے اور اس کے بارے میں اختلاف ہے لکن درمیان میں اور رکے کے نہ کیے اور
 اگر بچے کے کہ اللہ اعظم یا اللہ سبحانہ یا اللہ اکبر یا لا الہ الا اللہ کہ درست ہو باوجودیکہ اور فارسی یا ہندی
 یا کوئی زبان میں اگر کسی کے مثلاً کہے اسے بزرگ ترست یا اللہ بزرگ یا اقوات فارسی میں یا اور کسی زبان میں ہند سے پڑھے
 یا باوجودیکہ کہ وقت فارسی وغیرہ میں کہے تو درست ہو اور اگر وہ کہے جیسے اللہ تعالیٰ اعظم یا ای خدا بخشہ ہو تو
 درست نہیں **ف** اور طعن ابن ابی شیبہ بجا ہے جواب و سکا نور الانوار وغیرہ کتاب محل میں مذکور ہے **حصہ** اور وہ ائمہ ائمہ
 پر رکے ناک کے نیچے اور قوت اور نماز جتنا کہ میں بھی ہاتھ باندھے اور بعد رکوع کے جب کھڑا ہو اور عید میں کی گیسوں میں چھوڑ
 اور ہاتھ باندھے **ف** اور امام مالک کے نزدیک سب نمازوں میں چھوڑ دے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سینے پر پڑھے
 جیسے ہمارے مذہب میں عورت سینے پر باندھتی ہے دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ ہے جو امام الحدیث ابو بکر بن خزیمہ نے اپنے سند
 میں روایت کیا ساتھ سند صحیح کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں ہاتھ اور سینے کے اور روایت کیا احمد بن حنبل
 بن ابی اسود انھوں نے اپنے باپ سے کہ دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھتے تھے ہاتھوں اپنے کو سینے پر اور فقط ہاتھ باندھنے
 حدیثیں چند صحیح بخاری میں مروی ہیں جسے عجت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر قائم ہوتی ہے اور کہ شیخ ابن العمامہ نے ذیل قول صحابہ
 میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ہے بات یعنی رکھنا داسے ہاتھ کا اوپر بائیں کے نیچے ناک کے یہ حدیث مرفوعہ
 نہیں معلوم ہوئی ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سنت ہے رکھنا ایک کف کا اوپر دوسرے کف کے نیچے ناک کے روایت کیا
 اسکا نوادہ اور احمد اور دارقطنی اور زرین اور یحییٰ نے اور اسناد میں اس کی عبد الرحمن بن اسحق کو فی ضعیف میں ضعیف کیا
 ابو کواحدہ وغیرہ اور اس ضعیف حدیث کا لازم نہیں آتا کیونکہ ابو حنیفہ مقدم ہیں اس پر اور کہا بعض جملہ نے کہ نہیں ہر
 کوئی حدیث مرفوع صحیح اس باب میں واسطے خفیہ کے اور یہ بات غلط ہے کیونکہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ضعیف میں حدیث شنگا
 وکیع عن موسیٰ بن عمار عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم وضع یدینہ علی شمالہ تحت الشتر یعنی روایت ہوا اہل بن حجر سے کہ دیکھا میں نے نبی صلی
 علیہ وسلم کو کہ رکھتے تھے ہاتھ داہنا اپنا اوپر بائیں کے نیچے ناک کے کہا بعض علمائے و ہذا حدیث صحیحہ و صحیحہ السنہ
 لان فیہ رجاء کا ہم سبھی صحابہ کرام نے اتفاق کیا ہے حدیث صحیح ہے اس واسطے کہ جتنے راوی ہیں اس میں صحابی اور چھوڑ
 سب ثقہ ہیں اور صحابی کو چھوڑ کر اس واسطے کہ امام صحابی سب ثقہ ہیں کسی میں احتمال کہ بکا نہیں لیکن ثقہ ہونا کیجے کا تو کہا حافظ بن حجر
 تہذیب التہذیب میں کہ وکیع بیضا جراح بیضا بیع روایت کا کہنت اور کی ابو سفیان کی روایت کی انھوں نے اپنے باپ سے اور اس سے
 ابن ابی خالد اور یمن بن بابل اور ابن عوف وغیرہم سے اور روایت کیا ان سے ان کے بیٹوں نے سفیان اور مالک اور عبید اور شیخ نے ان کے
 سفیان ثوری اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ دونوں صحابیوں نے اور ابو حنیفہ اور حسیب نے کہا احمد بن حنبل نے نہیں دیکھا میں نے حافظ عمر کا زیار

عبدالرحمن بن یحییٰ

خام

اور ابو زرہ اجتہاد میں تھے اور جب ثابت ہو فعل صحابہ بنو ان الد علیہم اجمعین مانند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرار تے اسکی تفسیر
 کہ یہی اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور یہی اخیر تھا اور انکے فعل سے اور حسین بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک اور حدیث میں
 اور ان میں اور دعائیہ ذکر کیا اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا وھو اَصْحَمُ مِنَ الْكَلْبِ لَا يَنْفَعُ مُتَقَوِّي عَلَيْهِ فَاصْحَ
 ذَلِكَ كَوَيْلُ السُّنَنِ عَلَيْنَا اَحَدًا مِّنْ اَلْاَسْبَةِ اَعْلَىٰ بِعَيْنِ الْحَقِّ يَصْحَحُ بِكُلِّ وَاتِيَا سَوَاسُطِ الْاِتِّفَاقِ كَمَا
 اسیر بخاری سلم نے اور باوجود اسکے نہیں کہ اس نے ساتھ سنیت خاص سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کے تو اگر وہ دعائے بلدے پر
 کچھ حرج نہیں اور جائز ہو فقط اور وہ جو روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محمول ہے اور پورا فعل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہایہ
 اور نوید ہوا سکی و جو مروی ہے صحیح ابی عوانہ اور سنن نسائی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے نماز کو کہتے تھے
 اللَّهُ أَكْبَرُ وَجَبَّتْ وَجَّهِيْ اَخْرَجَكَ بَخْلَافِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کے کہ وہ ثابت ہے فرائض میں صل اور بعد ثنا
 تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کے **ف** کیونکہ فرمایا الدجل جلالہ و عم ذوالہ فی و اذا
 قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لیجا طرٹ اللہ کو راہی کہ شیطان پناہ مانگے
 کہ وہ ساری نو قرات قرآن میں **صل** اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور سبوق پڑھے تو تعوذ تابع قرات کا ہی نہ تابع ثنا کا سوجھ
 قرات پڑھے وہ تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قرات نہ پڑھے تعوذ بھی نہ پڑھے اور تکبیرات عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد اسکے
 یسبح اللہ الہم الرحمن الرحیم کہے اور فاتحہ اور سورت کے بیچ میں نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ کہے اور امام شافعی کے
 نزدیک تسمیہ کو بلند پڑھے اور بہت سی حدیثیں صحیح وار ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین قرات کو اُسکے
 لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے شروع کرتے تھے **ف** تو اس سے معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے ہونگے اور
 صاحب ہایہ لکھا یہی سب قول ابن سعد کے چار ہیں کہ آہستہ کہے اور کلام امام اور ذکر کیا ان میں تعوذ اور تسمیہ اور ان میں کو روایت کیا اور
 ابن ابی شیبہ نے ابراہیم بنی رحمۃ اللہ علیہ سے اور روایت کی ابی وائل سے انھوں نے عبد اللہ کے وہ تھے آہستہ کہتے یسبح اللہ الرحمن
 الرحیم کو اور صحیح ابن خرمیہ اور ابن حبان اور نسائی میں ہے نعم محمد سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سوجھ
 انھوں نے یسبح اللہ الرحمن الرحیم پھر پڑھی فاتحہ بیان تک کہ پونچھے وَاَلَا الضَّالِّیْنَ پھر کی آیتیں پھر سلام پھر کہے
 قسم ہے اوس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تحقیق کہ میری نماز مشابہ تر ہے ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ ابن خرمیہ نے نہیں شک ہے اور انکی احتسین اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم ہے کہ کو نہیں کہ پونچھ جائز ہے سننا النعم
 کا باوجود آہستہ پڑھنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیونکہ جب تک مبالغہ نہ کرے انھار میں تب تک سنائی دیتا ہے خصوصاً باس
 مقتدی کو اور صحیح ہے عبد الدین عباس بنی الدیلمی کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بسم اللہ کا اگر حاکم نے
 صحیح بنی غیر علی کے اور صحیح کیا او سکودا قطنی نے اور کہا ترمذی نے نہیں ہے اسناد او سکاقوی او ضعیف کیا او سکوا لترمذی
 نے اور کہا بعض حفاظ نے نہیں ہے کوئی حدیث صحیح میں کہ او سکوا میں گفتگو ہے اور اسی سبب سے صاحب سانیہ رابعہ اور
 امام احمد احادیث جہرہ کو اخرج نہیں کیا باوجود شمول او سکے کہ احادیث ضعیفہ پر کہ امام العلما رئیس المحدثین شیخ ترمذی نے
 ابن تیمیہ نے اور روایت کی ہنہ دار قطنی سے کہ نہ صحیح ہے ہوتی حضرت جہر میں کوئی حدیث اور مروی ہے دار قطنی سے

یعنی ہر جو جو آسان ہو قرآن میں اور یہ خبر واحد ہو اور خبر واحد سے زیادتی کلام اللہ پر نہیں جائز ہو کر واجب العمل ہو تو کہا جائے
 ساتھ وجوہ فائز اور سورۃ کے اور دلیل امام شافعی کی یہ ہے جو روایت کیا بخاری سلم نے کہ **صَلُّوا عَلَى الْإِمَامِ فَإِنَّهُ لَكُمْ كَيْفَ**
 یعنی نہیں ہر نمازگر شخص فاتحہ الکتاب کے اور تقدیر اوسکی یہ کہ ہر کہ نہیں ہر کمال نماز کا مگر فاتحہ الکتاب سے جیسے دوسری حدیث
 میں فرمایا **لَا أَيْمَانَ لِمَنْ لَا أَيْمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَمَلَهُ لَهُ** یعنی نہیں ہر ایمان اور شخص کا جسکو ایمان نہیں
 اور زمین میں ہر اوسکا جسکا عمل سالم نہیں تو مراد اس سے نفی ایمان دین بالکل نہیں ہر بلکہ کمال ایمان اور دین میں یہ چیزیں باعث
 خلل کی ہیں **وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِحَقِّهَا** اور بعد تلاوت الصلوات کے آپ سے آمین کہے اور مقتدی
 بھی ہر نماز میں کہہ سکتے ہیں **ف** اور دلیل اوسکی وہ ہے جو ابو جریث ابن سعوط کی فکر کی اور روایت کیا احمد اور ابو علی
 اور طبرانی اور داؤد قطنی اور حاکم نے سند رک میں شعبہ انھوں نے سلم بن کبیل سے انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے انھوں نے اہل بیت سے انھوں
 اپنے باپ کے نماز میں بھی انھوں نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توجہ پر پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیری المقصود
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّلَالَةَ برکتی آمین آپ سے اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ مسنیان انھوں نے سلم بن کبیل سے
 انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے انھوں نے اہل بیت سے اور اوسین ہر کہ ملنے کیا انھوں نے اواز اپنی کو ساتھ آمین کے تو مخالفت کی اس میں مسنیان
 کئی طرح پر اول یہ کہ پہلی روایت میں جابر بن عبد اللہ سے اور اس میں جابر بن عبد اللہ سے اور اس میں جابر بن عبد اللہ سے اور اس میں جابر بن عبد اللہ سے
 سینے بخاری کے کیا علقہ نے سلم بن کبیل سے آپ سے تو کہا بخاری کے کہ پیدا ہوا علقہ بعد اپنے باپ کے چھ مہینے بعد اور یہ انقطاع سلم
 کیونکہ روایت کیا سلم نے علقہ کی روایت کو اپنے باپ سے کہا شیخ ابن الہمام اور ترجیح دی داؤد قطنی نے روایت مسنیان کو اور ہوتی
 وغیرہ بھی اس حدیث کو شعبہ بضمون رفع روایت کیا ہی اور اسی سبب صاحب ہدایہ اس حدیث کو رد کر کے ابن سعوط
 رضی اللہ عنہ کو قول کی طرف رجوع کیا اور مؤید رفع کی ہر جو ابن ماجہ میں ہر کہ سلم علیہ السلام کہتے تھے گونج جاتی تھی جگہ
 میں کہتا ہوں کہ سارے ہر اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کیا ابن ابی شیبہ اس سناد سے **حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُلَيْمَانَ**
عَنْ سُلَيْمَةَ بْنِ كَعْبٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ جَبْرِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
وَالضَّلَالَةَ فقال الامين وخفض بها صوتاً یعنی کہی آمین اور آپ سے کہی اور یہ بعینہ وہی سناد ہے جس میں
 رفع صوت آمین کو رہی تو دو حدیثیں مخالف ہوئیں اوس ایک حدیث کی توضیح یہی ہوگا کہ آپ سے آمین کہے **ص** بعد او
 تکبیر کہ اور کو کہے جھلکے اور دونوں ہاتھ رکوع میں دونوں اٹھ پر رکھے اور اونگھلیوں کو کشادہ رکھے **ف** کیونکہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے الشک کے ہر حدیث بلویل کے اور آخر اوسکا یہ ہر کہ ایسی جیسے جب تو رکوع کرے سور کہ انھوں
 اپنے کو اوپر دونوں اٹھ اپنے کے اور کشادہ رکھے اونگھلیوں کو اور اونگھائے رکھے دونوں ہاتھ کو دونوں پہلو سے روایت کیا اسکو
 طبرانی نے بمعہ اوطین اور طبرانی نے کئی نسخہ ہی اور وہ یہ ہر کہ دونوں ہاتھوں کو ملا کے دونوں ان میں کہے بلویل اسکے
 جو مروی صحیحین میں صاحب بن عبد بن ابی وقاص کہہ کہ نماز پڑھی سینے اپنے باپ کے ساتھ تو تطبیق کی سینے سو کہا میرا باپ نے
 کہ کر اسکو پہلے ہم کرتے تھے ایسا بجز مع کیے گئے اور حکم ہوا کہ رکھیں دونوں ہاتھوں کو اوپر دونوں کے **ص** اور دیکھ کر برابر
 اور کر بھی دیکھ کر برابر کہے **ف** کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ یا یحییٰ بن عبد کہہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ

بعد اسکے نوہ کو دو کف کے بیچ میں **ف** کیونکہ روایت ہے سند ابو یعلیٰ بن ابی اسحق سے کہا کہ وہ صنف کیا اور اسے بہار
 براہین مازب فی مسجد کو پس سجدہ کیا اور اعتقاد کیا اور دونوں کف کے اور اوٹھایا سر میں کو اور کہا کہ اسی طرح کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم اور وہ جو یہ حدیث صاحب پر اپنے وائل سے نقل کی ہے یا نہیں گئی یا اور کہنا شیخ ابن الامام نے کوئٹہ میں حدیث کے اہل
 علم نے یہ کہ اپنی ہونے اور اسکا حدیث وائل سے غریب ہے اور صحیح مسلم میں یہ حدیث وائل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کیا
 رکھا موندنا پنا دونوں کف کے بیچ میں اور جب ایسا ہوا تو ہاتھ مقابل کاٹ کر نہ گئے تو اب عارضہ کا اس کے جو صحیح بخاری میں
 حدیث ابی حمید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں کف برابر کا نہ ہوں کہ اور اس مقام میں یہ روایت مسلم کی مقدمہ بخاری
 اس وجہ کہ سند بخاری میں غلطی بن سیدان اگرچہ راجح ہے کہ وہ ثقہ ہیں لیکن ظاہر کیا گیا ہے وہ بیہ ضعیف کیا اسکو نسائی اور ابن
 اور ابو حاتم اور ابو داؤد و یحییٰ القطان اور سیاحی اور روایت کیا اسحق بن ابراہیم مسند میں **أَخْبَرَنَا الشَّوْكَرِيُّ عَنْ عَمْرِو**
بْنِ مُكَلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اس اسناد کہ دیکھا سینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ رکھے دونوں ہاتھ مقابل
 کاٹ کر نہ گئے اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف میں **أَخْبَرَنَا الشَّوْكَرِيُّ** اسی اسناد اور لغطا و سکا کہ
وَكُنْتُ يَدَا مُحَمَّدٍ إِذَا ذُنِبَهُ اور تھے ہاتھ آپ کے مقابل کاٹ کر نہ گئے اور روایت کیا ابو حاتم بن غیاث نے انھوں نے حجاج
 انھوں نے ابی اسحق سے کہا کہ وہ چھپا سینہ برابر ہیں عاریت کہ گسبا کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی اپنی سجدہ میں جب نماز پڑھتے
 کہ کہہ دو نماز دونوں کف کے **وَاللَّهُ اعْلَمُ** اور سجدہ کرے ناک اور پیشانی دونوں پر کہہ دو روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے اور عبد
 الوہید بن علی کہ یہ روایت ترمذی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے جلاتے تھے ناک اور پیشانی اپنی کو اور الگ کہتے تھے دونوں
 ہاتھوں کو دونوں پہلو سے کہتے تھے کف کو برابر کا نہ ہوں کہ اور روایت ابو یعلیٰ بن ابی اسحق سے کہ یہ سجدہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سو جایا ناک کو اور پیشانی کو زمین پر اور اگر ایک ہر اقتضار کیا امام صاحب کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہے کہ عذر
 اور یہی روایت ہے امام ابو حنیفہ سے کہ چونکہ روایت کیا صحاح ستہ والوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ایک
 کہ سجدہ کروں سات اعتبار چہ بہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں ہاتھ اور کتا کہ دونوں اور روایت کیا مانند اسکے ہزارے اور روایت کی
 سعد اور ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے یہ حدیث اور کہنا دونوں ہاتھوں اور زانوں کا سنتہ نزدیک ہمارے اور کہیں کہنا
 قزو کا سو کہا ہے قدوری میں کہ وہ فرض ہے سجدہ میں **لَا تَقِيْ الْجَدَايَةَ** اور انھوں نے علی بن ابی اسحق سے کہہ اور دونوں بازو کو پیچ
 جدار کے اور پیٹ کو اس کے اور انھوں نے ہاتھ کی قبلہ کی طرف کرے اور تین بار سجدہ کرے **لَا تَقِيْ الْجَدَايَةَ** کہ یا زیادہ اور اگر
 بگڑی کے بیچ پر یا فاصل کے پر یا اوس چہر چہ کا حجم ہے سجدہ کیا اگر پیشانی قرار پڑتی ہے تو جائز ہے ورنہ درست نہیں **ف** کیونکہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے اوپر بیچ علم کے روایت کیا ابو نعیم نے حدیث ابن عباس سے طے میں بیچ ذکر ترجمہ ابراہیم بن
 رحمۃ اللہ علیہ کے **حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُبَ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُشَيْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَوْسَى**
الْحَافِظُ الصُّوْفِيُّ الْبَغْدَادِيُّ ثنا لا حَقَّ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الدِّمَشْقِيُّ ثنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
الْمِصْرِيُّ ثنا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ ثنا ابن ابي عمير بن اذهم عن ابي عبد الله اذهم بن منصور العجلي عن
ابن جبير عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يسجد على احدى رجليه يعني يركع على رجليه

واسطے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب سجدہ کرتے تھے نہ بہت اونگھیں اور نہ بہت تھک کر تھے بلکہ واسطے
 جسے میں کہتے تھے اور موند کرتے تھے اونگھیں کل طرف قبلے کے اور پہلے میں ہو کر فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
 جب سجدہ کرنا ہو تو سجدہ کرنا ہی مخصوص ہے پس چاہا کہ موند کرے اپنے اعضا کا طرف قبلے کے حتی المقدور اور اس حدیث پر بقضیہ
 مطلع نہیں ہوا اور جس طرح جو کچھ وجود میں کسی حیاتی ہو اگر تین زیادہ کہ تو لازم ہو کہ طاق کہے مثلاً بائیں یا سات بائیں یا چار کہ تھک
 میں یا ہر کان پھر خود بالو یعنی تھک کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ وتر کے کہا صاحب شیح القدری عن عبد اللہ
 سبحانہ اعلم یعنی یہ حدیث غریب ہے اور لکھ جائے جانا ہے اور اگر کہیں کہ جو ہم نے سبب ایک شخص نے دوسری کی پیروی کیا
 اگر وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہے تو درست ہے اور اگر نماز نہیں پڑھتا یا پڑھتا ہی مگر وہ نماز جو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہے نہیں پڑھتا تو سجدہ کا
 درست نہ ہو گیا اور عورت پر سجدہ کرنا سہل ہے اور بعد سجدہ کے پھر سر اٹھا کر اور تکبیر کہے اور الٹا نہ پڑھے اور پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے
 پھر کہے کہ حدیث عربی میں ارشاد فرمایا پھر اٹھا سر اپنا یہاں تک کہ بیٹھے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا تو
 دوسرے سجدہ کر لیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہو گا اور حنفیہ کے نزدیک اور اندازہ رفع میں اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اگر سجدہ کی طرف
 قریب ہو و بجا نہیں جائز ہو گا کیونکہ وہ شمار سجدہ میں ہے اور اگر ٹھٹھنے کی طرف قریب ہے جائز ہو گا اس واسطے کہ وہ شمار کیا جاوے گا جس
 ص اور پھر تکبیر کہے اور اٹھ جائے سر پھر ہاتھ پیرزاد اور سیدھا کھڑا ہو و بغیر تکبیر کے اور دونوں سجدہ سے سر اٹھ کے
 پھر زمین پر بیٹھے بلکہ فوراً کھڑا ہو جائے اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھے اور اوسکو جلسہ استراحت کہتے ہیں اور دلیل
 امام شافعی کی وہ ہے جو روایت ہے مالک بن الحویرث سے کہ انھوں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ نماز کے کہ جب اٹھتے تھے دونوں
 سجدہ سے نہیں اٹھتے تھے جب تک بیٹھے نہ جاتے تھے سیدھے اور جوابا سکایا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال نہایت ہی صحیح تھا اور
 نماز موضوع استراحت کے واسطے نہیں اور دلیل دوسرہ یہ ہے جو روایت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جب اٹھتے تھے آنحضرت صلی
 علیہ وسلم نماز میں اٹھتے تھے اوپر کنارے قدموں کو اخراج کیا اسکا ترمذی خالد بن ایاس نے انھوں نے صاحب مولیٰ تو اسے انھوں نے اپنی ر
 سے اور کما ترمذی اسی پر عمل اکثر اہل علم کا اور خالد بن ایاس کا اور کہا جاتا ہے ابن الایاس ضعیف ہے نزدیک محدثین اور اس سبب
 ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے لیکن کہا کہ لکھی جاوے گی حدیث اوسکی باوجود ضعف اوسکے کہ کیا بھی القطار نے اور جس سے تعلیل
 کی ہے خالد بن مہجوب و صاحب میں اور وہ اختلاف ہے تو کچھ وجہ تخصیص خالص نہیں اور قول ترمذی کا کہ اس پر عمل ہی اہل علم کا مقتضی ہے
 اوسکی قوت عمل کا اگر یہ خاص طریق ضعیف ہوا اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود کہ وہ اٹھتے تھے نماز میں اوپر کنارے قدموں کو
 نہیں بیٹھتے تھے اور انہوں نے حضرت علی سے اور اس طرح ابن عمر اور ابن الزبیر اور عمرؓ اور روایت کیا شعبی سے کہ تھے عمرؓ اور علیؓ
 اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھتے تھے نماز میں اوپر کنارے قدموں کو اور روایت کیا نفعان بن ابی عیاش سے کہ بایا میں نے
 بہت گویوں کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو جب کوئی سر اٹھاتا تھا سجدہ ثانیہ میں پہلی رکعت یا دوسری رکعت میں اٹھتا تھا
 جیسا وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا تھا اور اخراج کیا اسکا یہی تھی نے عبد الرحمن بن یزید کہ انھوں نے دیکھا ابن مسعود کو مثل اسکے گزارا
 اور روایت کیا اس عمل کو عبد الرزاق نے ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر سے توجہ لے کر صحابہ کثیر سے یہ عمل مروی ہے ہوا کہ سب
 اٹھتے تھے اوپر کنارے قدموں کو اور زمین بیٹھتے تھے تو عمل دوسرے واجب ہو گا اور دوسری رکعت بھی اسی طرح ہو کر توف

عالمین ایس

صاحب مولیٰ

اور شاہدین نہ چڑھے اور ماتھہ میں ناوٹھا کر کے ایسی بات نہ دے کہ گزیر اولیٰ میں اور گزیر اولیٰ تو پہلی ہی رکعت میں
 ہوتی ہے یہ حالات امام شافعی کے کہ ان کے نزدیک ماتھہ اوٹھانا وقت رکوع کے اور رکوع سے قیام کے وقت سنت ہیں تو ہر کوئی میں
 ان کے نزدیک نفع میں ہے اور اس مسئلہ میں بہت تفصیل ہے سب بیان نہیں کر سکتا والا کہ بائیں غریب بائیں کچھ بطور تفسیر
 موافق تخریر صاحب تصحیح القدر کے بیان کیا جاتا ہے اول تو روایت کی طرف اشارہ ہے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے قسم
 انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے حضرت علیہ السلام کے نہیں اوٹھائے جاوےں ماتھہ مگر سات جگہ میں جس وقت کہ شروع کرے نماز اور
 جس وقت داخل ہو سجود میں و نظر کرے طرف نماز کے اور جس وقت کہ نماز دو رکعت پر لاو جس وقت کہ نماز اسیوں کی رات نماز کو
 اور دروغ میں دو مقام میں اور جس وقت میں کہ جھوکی اور ذکر کیا اور سکا ہمارے مسلمان کتاب فرد میں بیان نفع میں ہے اور کہا
 کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے قسم سے انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے حضرت علیہ السلام کے کہ انھوں نے
 جاوےں ماتھہ مگر سات جگہ میں وقت شروع کرنے نماز کے اور استقبال کیے کے اور صفا اور مروہ پر اور عرفات میں اور دروغ میں دو مقام
 اور نزدیک جہنم کے اور کہا شیعہ نہیں سنا حکم نے قسم سے کہ چار چیزیں اور یہ نہیں ہے اور تیس تو یہ سب جہاں غیر محفوظ اور کہا ان کو
 کیا اصحابوں ہمارے کے مخالف کیا اس حدیث کو ساتھ رفع کے تفسیرات عیدین میں اور تفسیر قیوت میں اور کہا شیخ فقی الدین نے امام میں
 اعتراض کیا کیا اس حدیث پر کہی طرفوں سے ایک تو یہ کہ ابن ابی لیلیٰ متفق ہو اور ترک ہو احتجاج اور اس سے کہ میں نے وقت کیا
 اور سکو اوپر ابن عباس اور ابن عمر کے کہا حکیم نے اور میں نے ثابت ہے سب انھوں نے روایت کیا اور سکو ابن ابی لیلیٰ سے تیسرے کہ روایت
 ہے سے تابعین نے اسانید صحیحہ سے ابن عمر اور ابن عباس کے کہ وہ ماتھہ اوٹھاتے تھے وقت رکوع کے اور بعد قیام کے رکوع سے اور تھوڑے
 کہ سنا دیا اول دونوں اسکو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو تھے یہ کہ سب نایتوں میں موقع الا یک یہی ہے یعنی ماتھہ اوٹھانا ہوا
 اور اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ سوال سات جگہ کے اور جگہ نہ اوٹھایا جاوے گا نہ لاٹھ قع الا یدائی الا فیہ ہا جودلات
 کرتا ہے حصہ رفع میں ہر اہل وطن سجدہ میں دوسرے کہ محال ہے کہ لا ترفع الا یدی ہو کیوں کہ احادیث صحیحہ دل میں اس نفع پر اور بہت سی
 احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سولائے میں بھی ضرر ہے ماتھہ اوٹھایا مانند استسقاء وغیرہ کے یہ کلام ہے شیخ فقی الدین ابن دقیق العید کا
 اور وہ اس پر کہ حصہ اوٹھانے کو جب ہو ان سات مقام کے اور کسی جگہ رفع ثابت ہو گا حل اس کے اوپر کرنا چاہیگا اور تھوڑے کے نفع
 اس جگہ میں ثابت ہوا اور وہ یہ ہے جس کا اخراج کیا تھا سہ نہ ہر سی انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے پاس عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ
 تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے اوٹھاتے تھے دونوں ماتھہ برابر کندھوں کے پھر تفسیر کہتے سوجب ارادہ رکوع
 کرتے پھر ماتھہ اوٹھاتے اور جب سر اوٹھاتے رکوع سے ایسا ہی کرتے اور جب سر اپنا سجدہ سے اوٹھاتے تھے تب نہیں ماتھہ اوٹھاتے تھے
 اور کہا شیخ غلام الامام نے کہ جواب اسکا سارنہ ہر ساتھ اس کے جو روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد و کعب سے انھوں نے سفیان ثوری
 انھوں نے عامر بن کلیب سے انھوں نے عبد الرحمن بن اسود انھوں نے سلمہ سے کہا کہ کہا عبد اللہ بن مسعود کیا یہ پڑھوں میں ماتھہ تھوڑے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سونامی چھی اور ناوٹھائے ماتھہ گراول بار پھر ناوٹھا دیا کہ ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور خارج
 اسکا انسانی نے ابن المبارک سے انھوں نے سفیان سے اور جو مقبول ہے ابن المبارک سے کہ کہ نہ نہیں ثابت ہوئی ہو ایک پھر حدیث میں
 کی کو کہ نہیں کرنا جبکہ یہ طریقہ ثابت ہو جاوے اور وہ جو شخص ملے گا کہ اس کے عامر بن کلیب ضعیف ہے غیر مقبول ہے کیونکہ ترمذی کی اسکا

اور اس سے کوئی قول
 صاحب ابی حنیفہ

بہار

ابن میں نے اور اخراج کیا اوس سے سلم نے ایک حدیث اور وہ جو کہا بعض لوگوں نے کہ نہیں سنا عبدالرحمن نے علقمہ سے باطل ہوا اور کیا
 اوسکو ابن جابر نے کتابا افتات میں اور کہا کہ انتقال کیا اوس نے سننا تھا میں اور سن اوس کا سن ہوا یہ ہم بھی کا تو کیا چیز نافع ہر سماع
 اوس کے سے اور حال انکا اتفاق ہر سماع ہوا یہ ہم بھی پر علقمہ سے اور تصریح کی خطیب نے کتاب التلغیۃ المفسر میں بیچ بیان ترجمہ عبدالرحمن
 کا اوس نے سنا ہر علقمہ سے اور بعضوں نے جو کہا ہر کہ یہ حدیث صحیح ہو لیکن یہ یادت تھو کہ لا یحییٰ کی منکر ہو نقل کیا گیا ہر وہ دارقطنی اور
 محمد بن نصر مروزی سے اور ابن النطاق سے کہ یہ ایک گمان ہو کہ گمان کیا انھوں نے اور ایسا اوس نے نسبت کی اسکی بہت لوگوں نے طرف ہم
 سفیان ثوری کے مانند بخاری کے کتاب فہم الیدین میں اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ خطا ہی کہا جاتا ہر کہ وہ کہا آوین
 سفیان ثوری نے اور معلوم یہ ہوا ہر کہ جبے ولایت کی انھوں نے چند روایتیں بغیر زیادت کے گمان کیا اسکو خطا اور حال انکہ زیادتی نقد ضابط
 کی مقبول ہوا اور خصوصاً جب کہ اوس پر متابعت بھی کی جاوے متابعت کی اوسکی ابن المبارک نے جو پہلے بیان کیا ہے اوسکو روات
 نسائی سے اور اخراج کیا دارقطنی اور ابن عدی محمد بن جابر سے انھوں نے حماد بن ابی سلیمان سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے
 علقمہ سے انھوں نے عبداللہ سے کہا کہ نماز طہی میں سے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر کے سونہ اوٹھایا انھوں نے
 ہاتھوں اپنے کو مگر وقت شروع کرنے نماز کے اور اعتراف کیا دارقطنی نے ساتھ اس باپ سے کہ صحابہ ابراہیم کا مرسل کرنا ہر اس حدیث
 اور ابن اسعد کے اور یہ رفع بسبب ضعف محمد بن جابر ہو لیکن توثیق کی اوسکی ابن عیینہ اور روایت کیا اوس کا محمد بن شہین مثل ابوی اور
 ابن عدی اور ہشام بن جرجان اور ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ وغیرہم کے اور مؤید ہر وصحت اس روایت کی کہ جمع ہوئے ابو حنیفہ اور اوزار
 سو کہا اوزاعی نے کیا حال ہر تھا کہ نہیں ہاتھ اوٹھاتے ہر وقت رکوع کے اور وقت قیام کے رکوع سے کہا ابو حنیفہ نے
 ثنا حماد عن ابن اہیہ عن علقمہ والا سواد عن عبد اللہ بن مسعود عن ابی الدیہی صلی اللہ علیہ وسلم کان
 لا یرفع یدیک الا عند افتتاح الصلوة فلو لا یعوذ بکشی عن ذلک یعنی نہیں اوٹھاتے تھے آخرت صلی اللہ
 وسلم ہاتھ مگر وقت شروع کرنے نماز کے پھر نہیں اعادہ کرتے تھے اسکا تو کہا اوزاعی نے کہ میں حدیث بیان کرتا ہوں تم سے زہری کہا
 انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے باپ سے رفع یدین میں اور تم کہتے ہو کہ حدیثی حاد عن ابن اہیہ سو کہا ابو حنیفہ نے کہ
 حماد افقہ ہر ہر سی اور ابراہیم افقہ ہر سالم سے اور علقمہ نہیں ہر کہ فقہ میں ابن عمر سے اور اگرچہ واسطے ابن عمر کے صحبت ہوا تو کو تو
 صحبت کا ہر اور اسود کی واسطے نہایت فضیل ہوا اور عبداللہ بن مسعود برابر میں عبداللہ بن عمر کے تو ترجیح دی امام ابو حنیفہ نے ساتھ روای
 کے جیسا کہ ترجیح دی اوزاعی نے ساتھ علوا سناد کے اور وہی مذہب ہر حضور نزدیک ہمارا اور روایت کیا طحاوی نے پھر ہقی نے قد شا
 حسن بن عیاض سے بسند صحیح اسود کہا کہ دیکھا میں نے عمر بن الخطاب کو کہ اوٹھائے دونوں ہاتھ اپنے بیچ اول کبیر کے پھر اعادہ کیا
 کہا اور دیکھا میں نے ابراہیم اور شعبی کو کہ کرتے تھے ایسا ہی ابراہیم نے کیا اوسکا حکم ساتھ روایت ملاؤس بن کیسان ابن عمر
 انھوں نے عمر بن سے کہ تھے وہ ہاتھ اوٹھاتے چکر رکوع کے اور وقت اوٹھنے کے رکوع سے اور روایت کیا امام طحاوی نے ابی ہر نیشلی
 انھوں نے عاصم بن کلیب سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ حضرت علیؑ نے اوٹھائے ہاتھ بیچ اول کبیر کے پھر اعادہ کیا اور وہ جو روایت کیا
 ترمذی نے حضرت علیؑ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب قائم کرتے نماز کو اوٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر کندھوں کے اور کرتے تھے مثل اوس کے
 جب کہ ادا کر سکتے تھے قرات کو اور رکوع کرتے تھے اور کرتے تھے ایسا ہی جب اوٹھتے تھے رکوع سے اور نہیں اوٹھاتے تھے ہاتھ پیش

محمد بن جابر

نہایت سے جب چھوٹے تھے اور جب کھڑے ہوئے تھے سجدہ کرتے تھے تو ادا کرتے تھے اسی طرح پڑاؤ میں بھی کیا اور کھڑے ہوئے تو سجدہ کرتے تھے
 منہ پر سجدہ کیا کرتے تھے یعنی منہ پر وقت سے پہلے کہ اور جاننا چاہیے کہ آیا یہ سجدہ اور اب اس کے کثیرین سجدہ اور کلام میں بہت
 واسع ہو سکتا ہے یعنی اگر نہایت کیا ہو سکتا ہے نہیں ہو سکتا ہے جو اس اور وایت کیا ہو سکتا ہے نہایت سے انھوں نے ہر قسم سے کہہ
 ذکر کیے گئے نزدیک ایک ایک کے وائل بن جبر کو دیکھا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ادا کرتے تھے ہاتھ اپنے وقت کو ع اور جو
 سو کیا ہوا ہے کہ اگر ان بنی ہاشم میں نماز پڑھی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل میں صلوٰۃ اور کیا زیادہ ہائے والا ہو عبد اللہ
 اور اسباب عبد اللہ کہ اگر کھا لوں تے اور نہ یاد رکھا انھوں نے اور ایک روایت میں ہے کہ حدیث بیان کی جسے میں مار لوگوں نے عبد اللہ
 کو ادا کیا انھوں نے ہاتھ اپنے وقت سے پہلے کہ اور بیان کیا ہو سکتا ہے صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہاں عالم ہو ساتھ شریف سے کہ
 ڈھونڈتے والا ہوا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو کہ اس ساتھ قوال اسکے کہ اولیٰ ہر وقت تھا جس کے واللہ اعلم اور میں
 اس باب میں امام شافعی کی جانب بھی بہت ہیں اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ نفس کثرت نماز تہت نہیں ہو سکتا اور وایت
 حال اگر رفع میں بہت سی چیزیں منہ میں اور جو حدیث میں ہے کہ حدیث عالم کو لاتے ہیں رفع میں حال اگر وہ والا تھا
 موضوع ہوا تو میں کیا سجدہ کیا کرتے تھے نہیں عالم پڑاؤ میں نے اس باب میں ہفتہ رافو کہ کیا ہے کیا بیان نہیں ہو سکتا چنانچہ کہ
 سے ایک صاحب فرما سعادۃ کہ اگر چاروں اقسام میں وہی ہیں حال کہ سو بھی کسی حد تک بیان نہیں کیے بلکہ غرضی ہوں میں
 کتاب رفع میں ہیں یعنی ہر قسم کے رفع بھی آواز کو نہیں جیسا کہ دیکھنے سے ظاہر ہوگا اور بعض قہار نے اس باب میں ہفتہ
 اعتبار صاحب فرما سعادۃ کہ کیا ہے اگر کوئی رافو کہ لاکھ بار بھی بجا دو تو یقین ہو کہ اپنے وہم خرافی سے باز نہ آؤں اور بعد سے عباد
 سے دور نہ رہیں نہ یہ تفصیل کی اس کتاب مختصر میں گنجائش نہیں حال کہ ایک اشارہ کافی ہو **صلوٰۃ** اور جب دوسری رکعت کو تمام کرے
 بائیں پر کہ بچھا کے اوپر بیٹھا اور دہنہ کو کھڑا کرے اور اوٹھکے ہو کہ پہلے کی طرف کرے **ف** صحیح مسلم میں حدیث
 سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو ساتھ ٹکڑے کے آخر تک پہنچا دیا کہ کہا بچھا تھے یا ان پر اور
 کھڑا کرتے تھے دہنہ پر کو اور سنسنائی میں مروی ہوا میں غرض انھوں نے اپنے ہاتھ کہا کہ سنت ہی نماز کی یہ بات کہ کھڑا کرے البتہ قدم کو
 اور کرے اوٹھکے ہو کہ طرف قبلہ کے اور بیٹھے بائیں پر **صلوٰۃ** اور دونوں ہاتھوں کو دو دونوں اوتوں اور پر کرے اور اوٹھکے ہو کہ
 کی طرف کشادہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک ضرور خضر کو یاد ہے اور چل کر ادا کرے اور اگر گھوٹے سے چلتا کرے اور اشارہ کرے ساتھ
 کھڑا کرے اگر گھوٹے سے وقت شہادتین کے چنانچہ یہ کہ ملاؤں یہی ایسا ہی متحمل ہو **ف** ایسا ہی مروی ہے حدیث وائل بن
 کہ شافع ابن الہمام غریب ہوا اور تہذیب میں حدیث وائل نے کہا البتہ دیکھا میں نے طرف نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موجب بیٹھے
 واسطے تشبیہ کے بچھا یا بائیں پر کہ اور کھا بائیں ہاتھ کو کہ پر بائیں ہاتھ کے اور کھڑا کیا دہنہ پر کہ اور صحیح مسلم میں ہے تھے رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم جب بیٹھے تھے نماز میں بیٹھے تھے داہنی کت اوپر داہنی کت اور نہ کر بیٹھے تھے سب اوٹھکے ہو کہ اور اشارہ کرتے تھے ساتھ
 اور اوٹھکے کے جو نزدیک ہوا ہوا کہ اور کہتے تھے بائیں کت کو اوپر بائیں کت کہ شافع ابن الہمام نے وہ کثرت ان وضع الکف
 مع قبض الاصل کا کہ لا یطوحن حقیقۃ یعنی نہیں شک ہو کہ کثرت کا باوجود بند کرے اوٹھکے ہو کہ نہیں نماز ہوتی ہو
 حقیقت اس کی یا مروی ہے کہ کثرت کا بھر بند کرے اوٹھکے ہو کہ وقت اشارہ کے اور ایسا ہی مروی ہے امام محمد سے کیفیت اشارہ میں

اور اس مقام پر جو کیدانی میں ہو کہ اوٹھنا محرمات میں سے ہے محض غلط ہو اور بچہ طرہ اور سپر ہو کہ کاحل الحائضہ بھی کھد ہا ہ
 سجان اسد جیالیسے لوگ محائین کی استدرے ادلی کرینگے تو انکے کلام پر کسی سلمان کا اعتبار کرنا خلاف درایت ہوگا اور خود
 صاحب فتح القدیر نے لکھا ہر وہو خلاف الذی ایاۃ والی وایۃ اور یہ خلاف درایت اور روایت ہے **ص** اور تشہد
 پڑھے حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور وہ یہی التحیات لله والصلوات والطیبات السلاوم علیک ایہا
 اللہی ورحمۃ اللہ وہن کا تہ السلاوم علینا وعلی عباد اللہ الطالحین اشهد ان لا الہ الا اللہ
 و اشهد ان محمد اعبدا ورسولہ اور یہ حدیث میں اس سے زیادہ ہے **ف** مصنفین ابی شیبہ میں مروی
 حدیثنا حسین بن علی عن الحسن بن الجرج عن القاسم بن یحیی کہ قال اخذ علقمہ بیدی فقال
 اخذ عبد اللہ بیدی فقال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فعلنی التشهد التھی
 لله والصلوات والطیبات الخ وفي الباب عن ابن عمر وابی بکر یعنی کہا قاسم نے کہ پیرا علقمہ نے ہاتھ میرا
 سوکا کہ پیرا عبد اللہ ہاتھ میرا سوکا کہ پیرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میرا سوکا یا مجھ کو تشہد التحیات اللہ آخر تک
 اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے بھی سے کہا انھوں نے جو زیادہ کرے اور تشہد کے بیچ دو پہلی رکعتوں کے تو اوپر دو سجدہ سو گے ہیں و فی
 الباب عن عائشہ اور اس باب میں مروی ہے عائشہ سے اور روایت ہے ابن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے
 دو رکعتوں میں تو گویا توے جلتے ہوئے پیر میں یہاں تک کہ کھڑے ہوں یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کم بیٹھتے تھے اور ایسا ہی
 روایت کیا مصنف میں ابو بکر سے بسند صحیح اور روایت کیا علیہ اسے ابن مسعود کہ سکھا یا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد
 اور کن سیر آپ کے کہ میں تھے جیسا کہ سکھاتے ہیں مجھ کو کوئی سورت قرآن کی سوکا کہ جب بیٹھنے کوئی تم میں سے واسطے نماز کے سو کے
 التحیات لله والصلوات الخ اور روایت نسائی میں ہے جب بیٹھو تم دو رکعتوں کے بعد اور ایک صحت اس تشہد کی ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑ کے بتا کہ تمام تعلیم کیا اگر چہ طلق تعلیم حدیث ابن عباس میں بھی ہے اور
 ایک جہ تخرج کی یہ ہو کہ اگر تم سیر اوپر اتفاق کیا لفظا ومعنی اور یہ نہایت غریب ہے اور تشہد ابن عباس کا شمار کیا گیا ہے اور مسکم
 اگرچہ خارج کیا اوسکا سوکا بخاری اور حائنین اور اعلی درجات صحیح میں انکے نزدیک ہے جیسے اتفاق کیا ہو بخاری سلم نے نہ کہ جیسے
 اتفاق کیا ہو اگر سیر اور اسید واسطے اجماع کیا علیا کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح تر ہے حدیثوں کی اس باب میں اور کہ ماتریدی نے
 کہ صحیح تر حدیثوں کی تشہد میں حدیث ابن مسعود ہے اور عمل ہے اوپر اکثر صحابہ کا پھر خارج کیا حدیث کہ کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو خواب میں ہو پوچھا میں نے آپ کے ادیبوں نے اختلاف کیا تشہد میں ہو فرمایا آپ نے کہ لازم ہو کہ تشہد ابن مسعود کا اور توافق ہو
 ابن مسعود معاویہ جیسا کہ روایت کیا اونسے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر نیز کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 التحیات لله والصلوات الخ آخر تک تشہد ابن مسعود اور عائشہ بھی یہی ہیں کہ کہا انھوں نے یہ تشہد ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سوکا کہ التحیات اللہ آخر تک کہا انوونی اسنادہ جید یعنی اسناد او سکا جید ہے اور بھی توافق ہو انکے سلمان روایت کیا
 طبرانی اور بزار نے ابی راشد کہ کہ پوچھا میں نے سلمان سے تشہد کو کہا سکھا تا ہوں میں کہ جیسا سکھا یا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 تب بیان کیا التحیات اللہ اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پیرا ہاتھ میرا احمد ابن سلیمان نے اور پیرا ہاتھ اوکا ابراہیم نے اور پیرا

فصل قرأت کے بیان میں

نماز میں اور نماز فجر اور عشا اور عصر کی اول دو رکعتوں میں امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو اوامین اختیار کرے اور قضا میں پڑھے
 آہستہ پڑھے اور ادنیٰ درجہ پڑھے کہ دوسرے اور سرکاریہ کہ قضا آپ سنے اور صحیحیہ اور بعضوں نزدیک انی درجہ
 پڑھو کہ آپ سنے اور ادنیٰ سرکاریہ کہ نقطہ صحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور چیزیں کہ بولنے سے تعلق ہیں اگر اس طرح
 جو اپنے متین سنائی دیوے تو اقع ہوئے **ف** اور ظہر اور عصر میں سرکے کہ کیا فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام جنہوں نے
 التہارۃ کجا یعنی نماز کی گونگی اور مردہ کہ اس میں قرأت ایسی کہ سنائی دیوے نہیں یہ حدیث ہایہ میں ہو لیکن کہا ہو
 لا آصل لہ یعنی نہیں ہر اصل میں کی اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے مصنف میں قول مجاہد اور ابی حنیفہ رضی اللہ عنہما
 اور سہروردی میں حدیث صحیح ہے شمار آئی ہیں اور اس میں اتفاق صحابہ ومن بعدہم کا ہر اسی سبب سے اس میں کوئی حدیث صحیح
 ذکر کرنے کی حاجت نہیں اور جمعہ اور عید میں کہ ہر من بہت حدیثیں ہیں روایت کیا جامعہ نے ابو بخاری کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پڑھتے تھے عیدین اور جمعہ میں سب سے پہلے **لَا تَغْلُ** اور **لَا تَغْلُ** حدیث عائشہؓ اور صحیح مسلم میں ہر
 ابی واؤدیشی سے کہ پوچھا مجھے عرض کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحیٰ اور عید الفطر میں کہا کہ پڑھتے تھے **ق**
وَالْعَمْرَانِ الْحَمْدُ وَالْفَتْحُ **ف** اگر عشا کی دو رکعتوں میں اول میں پڑھے اخیر کی دو رکعتوں میں بعد فاتحہ
 پڑھ لے اور فاتحہ اور سورۃ بروج کا ہر کہے اگر امام ہو اور اگر فاتحہ پہلی دو رکعتوں میں جو پڑھے تو پہلی رکعتوں میں پڑھے کیونکہ ذکر
 رکعتوں میں بھی فاتحہ پڑھا یا پہلی رکعتوں کا بھی فاتحہ اور وہیں پڑھ لے گا تو ایک رکعت میں دو فاتحہ لازم آئیں گے اور اگر فاتحہ کی پڑھا
 اور قرأت فرض ایک آیت ہو اور اتنا پڑھنے والا کہنگار ہو گا بسبب ترک واجب کے اور جو سفر میں جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورۃ چاہے پڑھے
 اور اگر بروج تو باند سورۃ بروج وانشقت کے پڑھے اور فاتحہ میں فجر اور ظہر میں حجرات بروج تک جو سورۃ چاہے پڑھے اور اگر
 عشا میں بروج تک اور مغرب میں لم یکن سے آخر تک جو سورۃ چاہے پڑھے **ف** اور پہلے اس میں جو روایت کیا عبد الرزاق نے
 مصنف میں ابی حنیفہ ناسفیان الثوری عن علی بن زید بن جعد عن عین بن الحسن وعین بن مالک کتبہم
إِلَّا أَنِّي مَعِيَ إِلَّا شَعْرِي إِنْ أَقْبَضْتُ فِي الْمَغْرِبِ فَقَصَادِ الْمَفْضِلِ وَفِي الْمَشَاءِ نَوَاسِطِ الْمَفْضِلِ وَفِي
الضُّحَىٰ بِطَوَالِ الْمَفْضِلِ یعنی لکھا عرض کرتے تھے ابوموسیٰ اشعری کہ اگر پڑھ مغرب میں قصاص فضل یعنی لم یکن سے آخر تک اور عشا میں
 اس واسطے فضل یعنی بروج تک کہ لم یکن اور صبح میں طویل فضل یعنی حجرات سے بروج تک **ف** اور جو ضرورت ہو تو جتنا ہو سکے اور ایک
 سورۃ کا عین نماز میں کرنا کافی اور مقتدی چیکاکھڑا ہے اور سنے اور کہے نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سونو
 اور چپ ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے واسطے امام ہو تو قرأت امام کی کافی ہو اسکو اور فرمایا کیا ہو واسطے میرے
 جھک کر کیا جاتا ہوں قرآن میں یعنی جب لو کہ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہیں تو خیال افکی طرف بلکہ قرأت قرآن میں غل جڑا ہو
ف اور حدیث پہلی مروی ہے متعدد طریقوں سے جابر بن عبد اللہ انصعیف کی گئی اور اعتراض کیا ضعیف کرنے والوں نے نہ
 رفع اس کے مثل اور قطنی اور حقی کے اور ابن عباسی کے تصحیح یہ کہ ہر اس واسطے کہ حفاظ نے مثل دونوں خیال اور ابی الدوح
 اور شعیبہ سلمیٰ اور شریک اور ابی خالد الدانی اور جریر اور عبد الحمید اور زائدہ اور زہیر روایت کیا اسکو موسیٰ بن ابی عایشہ

نماز میں اور نماز فجر اور عشا اور عصر کی اول دو رکعتوں میں امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو اوامین اختیار کرے اور قضا میں پڑھے

انھوں نے کہا کہ میں نے سنا کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے نماز میں کھڑے ہو کر اور اس کو پڑھنا شروع کیا تو پھر تیرا رسول بھی
 ہم کہنے میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے نماز میں کھڑے ہو کر اور اس کو پڑھنا شروع کیا تو پھر تیرا رسول بھی
 ابو الحسن موسیٰ بن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 قال من صلی خلف امام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ اور وہ جو انھوں نے کہا کہ اگر تم نے نماز میں کھڑے ہو کر اور اس کو پڑھنا شروع کیا
 صحیح نہیں ہے کہ امام بنی سنی میں ثنا اسحق الاذرق ثنا سفیان الاثری ثنا سفیان و شریک
 عن موسیٰ بن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قراءۃ قال وحدثنا جابر بن عبد اللہ عن موسیٰ
 بن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر انہ اور نہیں فرمایا اور سننے
 جابر سے اور روایت کیا اس کو عبد بن حمزہ نے حدیث بیان کی ہے ابو نعیم نے کہا حدیث بیان کی ہے حسن بن صالح نے
 انھوں نے ابی الزبیر سے انھوں نے جابر سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اس کے اور اسناد حدیث جابر اول کا صحیح ہے اور پھر
 شریک بن جابر اور دیگر اس کے تو دیکھو یہی لوگ سفیان اور شریک اور جریر اور ابو الزبیر نے رفع کیا اس کو ساتھ طریقوں
 صحیحہ کے سوا باطل ہوا شمار کرنا اور ان لوگوں کو عدم رفعین میں اور مقرر ہی بات کہ اگر متفرد ہو ثقہ تو واجب ہے قبول اس کا
 سودر صورتیکہ بہت قدر رفع کرین اس کو تو کس طرح واجب القبول نہ ہوگی اور اخرج کیا اس کا ابن عدی ابو حنیفہ سے
 بیان ترجمہ میں اونک اور ذکر کیا اوہمیں ایک قصہ اور روایت کیا اس کو ابو عبد اللہ حاکم نے ثنا ابو حمزہ بن محمد
 بن محمد ان الصدیق فی ثنا عبد الصّحّان الفضل النکعی ثنا مکی بن ابی ہدیہ عن ابی حنیفہ عن
 موسیٰ بن ابی عایشہ عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم صلی ورجل خلفہ یقرأ فجعل رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخاہ
 عن القراءۃ فی الصلوۃ فلما اصراف اقبل علیہ الرجل فقال انتہائی عن القراءۃ خلف رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فتنازع حتی ذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ السلام
 من صلی خلف امام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ یعنی کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور
 پڑھتا تھا نماز میں ایک شخص پیچھے آپ کے سونے کیا اس کو ایک صحابی نے قرات نماز میں توجہ فارغ ہوئے نماز سے آیا اس کے
 پاس شخص کو کہہ کر منع کرتے ہو مجھ کو قرات سے پیچھے امام کے سوچ کر اکیلا اون دنوں میں یہاں تک کہ ذکر کیا گیا واسطے نبی صلی
 علیہ وسلم کے سو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھے پیچھے امام کے تو گو یا قرات امام کی اس کی قرات ہی اور ابو حنیفہ کی
 روایت میں ہے کہ تھایہ نماز اور عصر میں اور ان کی روایت میں لفظ نماز اور عصر کا مذکور ہی اور معارض ہی اس کے جو روایت کیا ابو داؤد
 اور ترمذی نے عباد بن صالح سے کہا کہ تھے ہم پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر میں پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اور جباری جوئی اور پھر قرات توجہ فارغ ہوئے کہ شاید قرات کرتے ہو تم پیچھے امام کے کیا ہے یا رسول اللہ ان کہہ کر نہ پڑھو
 مگر فاتحہ الکتاب کہ چونکہ نہیں جائز اس کی جسنے نہ پڑھا اس کو اور کہا صاحب ہدایہ کہ یہی حکم مذہب پر اجماع صحابہ کا اور صحابہ

علیہ وسلم سنتے قرأت ایک جوان کی انصارت سے سونا زل ہوئی یہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا اور روایت کیا ابن عمرو یہ نے تفسیر میں کہ اس کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز میں بیٹھے امام کے

ص باب جماعت کے بیان میں

جماعت سنت ہو کہ ہر قریب واجب ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہر کسی کے لیے نہیں تھکت کرنا ہی اوس کے مگر منافق اور یہ حدیث ہدیہ میں ہے روایت ہے امام ابو یوسف سے کہ پوچھا میں نے امام ابو حنیفہ سے جماعت کو بیچ کر بیچ دو غیر کے تو کہا لا احب ان یشترکوا ہون میں ترک اسکا اور امام محمد نے بوطا میں حدیث میں خدمت ہو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تریو جاوین نعلین تو نماز اپنی جگہ میں بیٹھنی اوس وقت تکلیف جماعت میں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت تکالیف اذن ترک جماعت کا مذایا اخرج کیا اسکا ابو اور حاکم نے اور روایت کیا ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سننے مذکور اور نہ آئے جماعت میں تو نماز میں کی مگر عذر سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری مسلم پر ہے **ص** اور بہتر امام کے لیے جو احکام نماز کو خوب جانتا ہو پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پیر کا زیادہ ہو پھر جو سن میں زیادہ ہو **ف** روایت کیا جماعت سے سوا بخاری کے کہ فرمایا حضرت امام کے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو تو اگر قرأت میں برابر ہوں تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو اور اگر سنت کے جاننے میں برابر ہوں تو جو اقدم ہو ہجرت میں اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو پہلے اسلام لایا ہو اور روایت کیا اوسکو ابن جابر اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل فاعلمہم بہتہ کے فافقہہم فقہا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہو اور اگر فقہ میں برابر ہوں تو جو سن میں بڑا ہو کہ امام شیخ کمال الدین نے کہ یہ لفظ غریب ہے لیکن اسناد اسکا صحیح ہے اور میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابو سعود انصاری سے ماخذ اسکا اور اس کے الفاظ یہ ہیں يَتْلُو الْقُرْآنَ اَفْوًى وَهُوَ لِكِتَابِ اللَّهِ فَاِنْ كَانُوا فِي الْقُرْآنِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالْسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوا يَالْعِلْمِ فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هَجْرَةً فَاِنْ كَانُوا فِي الْهَجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًا یعنی اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو پھر جو سن میں بڑا ہو اور یا کہ نہ امام کے ایک شخص دوسرے شخص کی امامت کی جا میں اور نہ بیٹھے اوس کے گھر میں اوس جگہ پر جو اوسکی عزت کی جگہ بیٹھنے کی ہر مثال ایک مکان میں فرش ہو اور ایک جا صاحب مکان کا مقام معین ہے کہ اوس میں مسند وغیرہ زیادہ اہتمام ہے تو بغیر اذن اوس کے کے یہ زمین چاہیے کہ اوسکی جا پر بیٹھ جاوے اور روایت کیا عطاء کے کہ انھوں نے امامت کرے قوم کی جو اوس میں افضل ہو یعنی فقہ والا ہو اور اس حدیث میں اور ہمارے ہر بین مخالفت نہیں کیونکہ مراد اقراسے اعلم بالقرات ہے اور قرأت بھی ایک سن میں ہے اور نقض اس میں ہے کہ بعد اس کے پھر اعلم ہا سنتہ جو ارشاد فرمایا تو اوس کے کیا مراد ہو گا اور صاحب دایہ نے لکھا ہے کہ اوس نے میں جو اقراسے تھے وہی اعلم بھی ہوتے تھے بخلاف اس زمانے کے کہ اکثر لوگ اقراسے نہیں اور اعلم نہیں ہے اسی واسطے ہم نے مقدم کیا اعلم کو اقراسے اور روایت کیا حاکم نے کہ امامت کریم میں وود لوگ جو بہتر ہیں تم میں اور یہ حدیث ضعیف ہے لیکن کہا شیخ ابن الہمام فتح القدیر میں وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ یعنی حدیث ضعیف عمل کیا جاوے گا اور یہ فضائل اعمال میں **ص** اور نماز غلام کو رکوع اور فاستی اور راندھے اور بچتی کے اور دلہا رکوع کے چھپے کر وہ ہے لیکن

غلام کے تھے قبا سے اسے کہ اس کو خدمت سے فراغت ہو میں کہ اس کا نام نماز سے کہے اور گنوار اکثر باہل پہنچے ہیں اور فاسق کو فوٹنے
 دین کا نہیں اور ان صاحبان سے پہنچے نہیں کہ سب کا اور ولد الزنا کا باطل معلوم نہیں کہ اس کو قلم کرے اور لوگ اس کی امامت کو
 کر دو جائینگے اور بڑی کتب سے بھی اس واسطے مکر وہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی سجدہ سے کھل گئے جیسا کہ ذکر اسکا اور پھر
 اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے نکاح سے پسند بھیجے کہ انھوں نے امامت کر کے غلام اور اوقاف میں آزاد لوگ ہوں اور
 روایت کیا سب بن جابر سے کہ انھوں نے امامت کر کے اور روایت کیا زیاد بن سمیر سے کہ انھوں نے پچاسینے ان سے نبی آدم سے
 کہ انھوں نے امامت کر کے کہ انھوں نے امتیاح ہو اس کی نکاح اور کہ ابن ابی شیبہ نے حد ثنا معمر بن عکرم عن عائشہ عن عبد اللہ بن عمرؓ
 ان ابی جحلیہ کہ یہ امامۃ الکفرانی یعنی ابی جحلیہ مکر وہ کہ امامت اس کے اور غلام جب فقیر ہو تو امامت اس کی
 مکر وہ نہیں روایت کیا اس نے حد ثنا حضرت زید بن اسلم عن ابی جحلیہ عن ابی جحلیہ عن ابی جحلیہ عن ابی جحلیہ
 فقال الصدوق احدثنا ابی جحلیہ عن ابی جحلیہ عن ابی جحلیہ عن ابی جحلیہ عن ابی جحلیہ عن ابی جحلیہ
 اس واسطے مکر وہ ہے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حد ثنا عبد الوہاب الثقفی عن یحییٰ بن سعید قال بلغنی
 ان عن ابن جحلیہ عن ابی جحلیہ قال لعل کان یوم فقام ما یلقی لا یغفر من قائلہ ففجأہ ان یومئذہم
 یعنی تھا ایک شخص امامت کر قوم کی عقیق میں اور زمین میں تھا کہ کس کا کس کا ہو سو منہ کیا اس کو عمر بن عبدالعزیز نے امامت
 اور کہا حد ثنا ابن فضیل عن یحییٰ عن ابی جحلیہ انہ کی یہ ان یوم فقام فکذا لعل اننا وصاحب التسمیۃ یعنی مکر وہ
 رکھی جہاں امامت لہ الزنا کی اور جہل خور کی اور کہا عبداللہ نے کہ نہیں دوست رکھتا ہوں میں کہ قاری تھا سے احمد بن محمد بن ابراہیم
 اسکا ابن ابی شیبہ نے اور روایت کی کہ بہت تھا اس باب میں اور اگر یہ لوگ امامت کر لیں تو نماز جائز ہوگی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا پڑھو نماز پیچھے ہر ایک کے روایت کیا اسکو اور اوڈ اور دارقطنی نے اور یہ حدیث منقطع ہے لیکن بڑے نزدیک بہت ہے
 اور اس معنی اور روایت کیا ابو نعیم اور جلیل نے اور وہ طریقہ ضعیف ہے اور جماعت عورتوں کی جو امام مرد ہو تو مکر وہ ہے اور
 اگر جماعت کی توجہ عورت امام ہو وہ مقید ہوں گے برابر کھڑی ہوں گے اور کیا ہو ایسا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ صاحب ہا اپنے
 کہ یہ حکم بتلے اسلام میں تھا اور کلام کیا ابو نعیم شیخ ابن الامام نے اور ذکر نہیں صحیح القدر میں اس باب میں چند روایتیں اور حدیث
 عبدالرزاق نے ابراہیم بن محمد سے انھوں نے داؤد بن جحیم سے انھوں نے عکرم سے انھوں نے ابن عباس سے کہ انھوں نے امامت کر کے عورت
 عورتوں کی اور کھڑی ہو ان کے پیچ میں اور اس سے معلوم نہیں ہوا کہ حدیث امامت نہ اس کی منسوخ ہو جو جائز ہو کہ ابن عباس کو ان سے
 نہ پہنچا ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ نماز عورت کی بہتر ہے جس سے گھر میں اور گھر سے برخلاف میں روایت کیا اسکو ابن عمرؓ نے
 صحیح میں اور روایت کیا ابن عمرؓ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عورت کی افضل ہے اپنے تاریک گھر میں اور ان حدیثوں
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں جماعت کی گنجائش نہیں ہیں اور حق یہ ہے کہ یہ حدیثیں الٰہی میں اور اگر اہمیت مطلق جماعت کے اور خصوصیت
 جماعت خاص کی ان میں کلام ہمارا جماعت خاص میں ہے اور روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا ایک عورت کو کہ امامت
 اپنے گھر والوں کی اور بڑوں کو کر گیا تھا اس کے واسطے لیکن یہ اناراد کا نہایت ہے اور توفیق کی اس کی ابن عباس نے کتاب التہذیب
 اور فیصل فتح القدر میں ہے اور مکر وہ عورتوں کی امامت کرنا مکر وہ نہیں اور بیان کیے ہیں اس باب میں ابن ابی شیبہ نے اس حدیث

اور اکیسے پڑھنے کے بعد کیا اور منہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور آپ نے عثمان میں پڑھنے کو سب سے اہم رکھا اعلیٰ اور اوقر
 باسم ربک اور شمس و ضمہ وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ یہ مغرب میں ہی غرض بہ صورت رعایت حال میں
 اور یہ طبع تراویح میں بھی نہایت طول کرنا مکروہ ہے بلکہ ایک بات میں جلوگنہم کرتے ہیں جماعت سے مکروہ تین باتیں ہیں کہ
ص جب عتدی ایک ہوا امام اس کو داہنی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہوں تو امام کے برجہاؤ اور ان کو حکم تاجیک کرے
 کیونکہ ایک آدمی کا گنگے بڑھنا بہت آدمیوں کے ہنسنے سے آسان ہے **ف** پہلے سٹلے کی دلیل یہ ہے کہ روایت ہے حضرت عائشہ سے
 کہ رات میں ایک ات نزدیک میونہ بیٹی حارث الہالیہ کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے کورات میں تو کھڑا ہوا میں حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف تو کھڑا اس سر اور کر لیا بھگوداہنی طرف روایت کیا یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری سلم وغیرہم نے اور اگر
 اس کے پیچھے یا بائیں طرف ہر کے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن گنہگار ہوگا وجہ مخالفت سنت کے اور اگر آدمی ہوں تو امام سے نزدیک
 اونسے آگے بیٹھ کر نماز پڑھاؤ اور امام ابی یوسف کے نزدیک سچ میں دونوں آدمیوں کو کھڑا ہو کر اور حضرت عبداللہ بن مسعود کھڑا کیا
 اور سلمہ کو دلہنہ بائیں اور آپ پیچ میں کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا یہ سلم
 نور کہا ابن عبدالبر نے نہیں سچ ہو رفع اس کا اور صحیح اذکر نزدیک وقت ہوا میں بود پر او کہا نو دہی خلا سے میں ایسا ہی اور اخراج کیا
 اس کا سلم نے دو طریقوں سے اور ایک ستر تیسے میں فقط رفع ہو اور دو میں رفع نہیں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں ہیں روایت کی
 جابر رضی اللہ عنہ موافق مذہب ہمارے کے اور انس نے کہا اذکر دایہ لیکے نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو کھانا
 آپ نے پھر کھا کھڑے ہوتا نماز پڑھوں میں آخر یہاں تک کہ کھڑے ہوئے ہم اور شہیم پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دایہ میری
 پیچھے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ایسی ہی انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور تین آدمی ہوتے
 امام میت پیچھے کرتے تھے دو آدمیوں کو اور آگے ہوتے تھے آپ اور روایت کیا برابر ابن مسعود انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا انھوں نے
 جب تین آدمی تو آگے ہوا تو ایک آدمی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ انس سے مانند اسکے جو اوپر گذرا اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ
 اور تابعین کا **ص** اور اگر امام کی نماز میں فساد معلوم ہو مقتدی بھی پھر نہیں **ف** کیونکہ ہر ایک میں ہے کہ فرمایا حضرت علی
 علیہ وسلم نے جو شخص امامت کرے قوم کی پھر ظاہر ہو کہ وہ بیوقوف تھا یا جب تھا اعادہ کرے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور
 حدیث غریب ہے نہیں پایا اس کو سینے اور روایت کیا محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن زید کی نے
 انھوں نے عمرو بن ہشام سے انھوں نے حضرت علی سے کہ کہا انھوں نے اس شخص میں جو پڑھے نماز تو میں جنب کہا کہ وہ اعادہ کرے نماز کا
 اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور روایت کیا اس کو عبد الرزاق نے کہ حضرت علی نے پڑھائی نماز بھٹو سے اور وہ جنب تھے یا بے وضو تھے
 تو اعادہ کیا انھوں نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگوں کو اعادہ کا اور روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
 امام ضامن ہے اور روایت ہی امام سے کہ کہ نماز پڑھی حشر نے ساتھ آدمیوں کے جماعت سے جنب سوا اعادہ کیا اون لوگوں نے تو فرمایا
 حضرت علی سے کہ چاہیے جس نے نماز کے ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سورج کیا انھوں نے طرف قول حضرت علی کے روایت کیا اس کو
 عبد الرزاق نے نور و جو روایت کیا واقطنی نے جویر سے انھوں نے ضحاک بن مزاحم سے انھوں نے برابر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 جو امام بھول جاؤ اور نماز پڑھاؤ قوم کی اور وہ جنب ہو تو تھمتس کہ جائز ہو گئی نماز او کی اور غسل کرے امام پھر اعادہ کرے اپنی نماز کا

اور اگر نماز پڑھے بغیر وضو تو اسکا بھی حکم ہی ضعیف ہو جو یہ متروک ہو اور خاک کے زمین ملاقات کی برابر کی اور حکم اتفاقاً
ص اور پہلے مرد صنف باندھیں پھر لڑکے پھر خنثے پھر عورتیں **ف** اسید طح حدیث میں آیا ہے اور فرمایا حضرت صلی
 علیہ وسلم نے قریب ہوں مجھے عقل والے لوگ یعنی بالغ پھر جو ان سے نزدیک ہیں پھر جو ان سے نزدیک ہیں آخر حدیث کہ ولایت کیا ہو
 مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے اور ضعف میں چاہیے کہ خوب ملنے کے لئے ہوں اور جگہ باقی نہ رہے اور جو شخص صنف کی
 جگہ خالی کو بند کرے یعنی او میں کھڑا ہو جاوے یا کسی اور کو او میں کھڑا کرے تو حدیث میں ہے کہ مغفرت ہوگی اسکی روایت کیا ہے
 بزار نے اسناد حسن اور بہت سی حدیثیں اس باب میں آئی ہیں فتح القدیر میں سب مذکور ہیں اور خنثی اسکو کہتے ہیں کہ او میں
 عورت اور مرد دونوں کی علامتیں موجود ہوں اور اسکو عورت پر مقدم کیا کیونکہ ایک شائبہ مرد کا او میں موجود ہو اور لڑکوں سے
 موخر کیا کیونکہ ایک شائبہ عورت کا او میں موجود ہو **و** اگر عورت مرد کے پہلو میں برابر ہو گئی اور بیچ میں کچھ جامل نہیں اور
 عورت لائق مشہوت ہو اور امام نے اسکی امامت کی نیت کی ہو اور نماز میں دونوں شریک ہیں مرد کی نماز فاسد ہو جاوے گی اور
 اگر امام نے نیت عورت کی نہیں کی ہو نماز عورت کی باطل ہو جاوے گی اور نماز کی شرکت کے معنی یہ ہیں کہ دونوں اپنے تحریر کے کو امام کے
 تحریر پر بنا کر نہ والے ہوں اور ان دونوں کے واسطے امام ہوا و نماز میں جو وہ دونوں پڑھتے ہیں یا حقیقہ مثلاً دونوں متفق
 یا حکماً مثلاً کسی مرد اور عورت کو نماز میں حدت ہو اور اسنے اور عورت نے بنا کی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد کے برابر ہو گئی
 تو نماز فاسد ہو جاوے گی اور بیوقوف کی اگر اسبق کے ادا کرنے میں برابر ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد ہوگی یہ جب ہو کہ امام عورتوں کی میت کے
 اور اگر نیت کی تو عورت کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اقلہ کرے ساتھ امام کے برابر ایک شخص کے وقتاً
 اسکی صحیح ہوگی مگر یہ کہ امام اسکی امامت کی نیت کرے اور اگر عورت نے برابر مرد اقلہ انہیں کی ایک دایم نیت امام کی شرط ہو
 ایک دایم میں شرط نہیں اور یہ اسکی شرح وقایہ عربی میں خوب ہے جسکا حاجی چاہے دیکھ لے اور اگر امامت کی ان پڑھے فقاری اور اقلہ
 کی تو بسکی نماز فاسد ہوئی یا حی و خلیفہ کیا اگر کچھ بچلی ہو تو عورتوں میں ہوسکی نماز فاسد ہو جاوے گی لیکن نماز قاری کی ہوا اس واسطے کہ اسنے قرات
 باوجود قدرت ترک کی اور نماز ان پڑھوں کی ہوا اس واسطے کہ جب انھوں نے رغبت کی جماعت کی تو چاہیے کہ قاری کے ساتھ اقلہ کریں تاکہ
 قرات اسکی ان لوگوں کی قرات ہو جاوے تو گویا ان لوگوں نے بھی قرات ترک کی اور دوسرے مسئلے میں خلاف امام زفر کا ہو

باب حدث میں بیچ نماز کے

مسئلہ کی کو اگر نماز میں حدت ہو وضو کر کے تمام کر لیسے اور بعد تشہد کے ہو تو بھی تمام کرے اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو جاوے گی
 اور شروع سے پڑھنا افضل ہے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک شروع سے پڑھے اور باقی نماز کو بنا نہ کرے کیونکہ حدت
 منافعی نماز کا ہے اور صلنا فاسد کرتا ہے نماز کو اور یہی موافق قیاس ہے لیکن ترک کیا جسے بدلیل اس کے جو فرمایا رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم نے جو شخص قرات کرے یا کسی اور اسکی چھوٹے یا ندی نکلے اسکی نماز میں تو پناہ ہے کہ پھرے اور وضو کرے اور بنا کرے
 اپنی نماز پر اور یہ حدیث اوپر گذری نو افضض وضو کے بیان میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے امام اس کے موقوف اور پھر عمر اور علی
 اور ابو بکر صدیق کے اور ابن عمر اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اجمعین سے مثل علقمہ اور طاؤس اور سالم اور سعید
 بن جبیر اور شعبی اور ابن ابی نعیم اور عطاء اور کھول اور سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور روایت کیا ابن ماجہ حدیث

بیچ نماز

باب حدث میں بیچ نماز کے

حضرت عائشہؓ کو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم سے اور حدیث ہو جاوے اور کو تو چاہیے کہ کہے رہے
 مالک اپنی پیچھے اور ان کے بعد سے مراد ان کے سے خون نکلتا ہو اسی واسطے کہ فرمایا کہ کہے رہے نہ مالک اپنی صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر امام کو شہ
 ہو تو مقتدیوں کے ساتھ نہ کہے پھر وضو کرے اور نماز جو ان وضو کیا ہو اس جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اور جو شخص کیلئے
 ہو کہ وہ بھی وضو کی جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فاسخ ہو جاوے اور اگر فاسخ نہیں ہوا امام خلیفہ کے پیچھے ملے گا تمام کرے
 اور مقتدی بھی ایسا ہی کرے کیونکہ مروی ہے حدیث میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے سوئی کرے یا کسی اور کی پیچھے ہو جائے
 کہ کہے یا تھکے اور پڑھنے کے لئے کہے اپنی جگہ پر اور سو جسکو کوئی حدیث نہ ہو چاہے وہ ایسا ہی ہو یا نہ ہو امامین اور کھانا تیغ اہل اسلام
 غریب ہو اور اس پر اجتماع صحابہ کا ہو اور بیان کیا اسکو احمد اور ابن المنذر نے عمر اور علیؓ سے اور روایت کیا اثر میں حضرت ابن عباسؓ
 سے کہ ہم نے ہمارے اور حضرت عمرؓ واسطے نماز پڑھنے کے توجہ داخل ہونے نماز میں تو کچھ انھوں نے اتنا کہ ایک شخص کا جو ان کے داہنی طرف تھا
 ہم نے پیچھے تھے صفوں کو توجہ نماز پڑھنے کے کیا کیا کہ حضرت عمرؓ نماز پڑھتے ہیں پیچھے ایک ستون کے توجہ اور اگر وہ انھوں نے نماز کیا
 کہ جب داخل حرمین نماز میں تو وہ بھی پیچھے ایک چیز اور چھو اسے اور سو کہ تھکے تو پانی پینے اور سو کہ تری منی کی اور روایت کیا بخاری
 نے عمر بن عبید اللہؓ استخوان کو معنی خلیفہ کرنے کو اور روایت کیا سعیدؓ کہ نماز پڑھیں ساتھ ہمارے حضرت علیؓ نے ایک درخت کو
 چھوئی اور انکی سوچا کہ اتنا کہ ایک شخص کا اور ان کے کیا اور سو اور پیچھے ہمارے اور صاحبین کی دلیل ہے جو روایت کیا ترمذی نے عبد اللہ بن
 بن الحارث سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدیث کہے کوئی شخص اس مردہ بیٹھا تھا اخیر خلیفہ واسطے آخر نماز کے قبل
 سلام کے تو تحقیق کہ جائز ہوئی نماز اسکی اور کیا ترمذی نے نہیں ہر اسناد اور سکا تو ہی اور ضعیف اب کیا ہو اسکی ہر اس میں
 اور اگر کوئی شخص نماز میں مجنون یا بھوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں جاتا اور اسکو احکام ہو یا تو قہر کیا یا قہر
 حدیث کیا یا درہم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست اور سہر ٹپائی یا اس کے زخم سے خون جاری ہو یا یا اسنے جانا کہ پیسنے
 حدیث کیا اور مسجد سے صفوں سے نکل گیا پھر اسکو معلوم ہوا کہ حدیث نہیں ہوا تھا ان سے صورتوں میں نماز باطل ہو گئی پھر سر سے
 پڑھے اور اگر مسجد سے یا صفوں سے پھر مسجد کے نہیں نکلا اور صفوں سے بھی تھوڑے نہیں ہوا تو بنا کر نادرست ہو اور اگر بعد شہد کے جان
 حدیث یا کوئی اور عمل ثانی مخلوق کے کیا نماز اسکی تمام ہو جائیگی اور بعد شہد کے اگر تیمم کرنے والے پانی پر قدرت پانی یا موزہ اسنے
 تھوڑے حل سے جو ثانی نماز نہیں اوتار لیا یا بدت سو کی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو مسدود یا داگئی یا ننگے نے کپڑا یا یا اشارہ
 کرنے والا رکوع اور بعد پڑھا ہو گیا یا ترتیب دے کو نماز قضا یا داگئی اور اسکا بیان ملے گا اور کیا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا یا نا
 فجر میں آفتاب نکل آیا یا نماز جیسے میں ہو کر وقت گیا یا عذر دے کے کا عذر زائل ہو گیا یا بیچی زخم سے تندرستی کے سبب گری
 ان سب بارہ صورتوں میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خلیفہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد شہد
 امام نے قہر کیا یا قہر حدیث کیا سبوق کی نماز باطل ہو جاوے گی اور اگر تائین کہیں یا مسجد سے نکل گیا یا توجہ نماز ہو گیا اور اگر امام
 قرأت میں نکل گیا تو دوسرے کو خلیفہ کرنا درست ہو اگر کم ایک آیت سے پڑھا ہو تو اگر اتنا پڑھا کہ نماز جائز ہو جاوے گی اور خلیفہ
 نماز فاسد ہو گیا اگر امام نے سبوق کو خلیفہ کیا تو درست ہو اور سبوق نماز کو تمام کرے اور درک کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سلام پیرا
 اسے سبوق باقی نماز اپنی پڑھ لے

ساری نماز اسے امام کے ساتھ پانی ہو کر اور مد رک او سکھ کہتے ہیں جسے ساری نماز امام کے ساتھ پڑھی ہو کر تو مطلب اسکا یہ ہے کہ سبوق تو سلام پھر نہیں سکتا کیونکہ او سکھ نماز تو ابھی باقی ہے اور مقتدیوں کی نماز ختم ہو چکی ہو اسلئے کہ وہ بھی لوگ خلیفہ کو دیکھا کہ وہ اون مقتدیوں کے ساتھ سلام پھر کر اور جب سبوق نماز کو امام کی تمام کرے تو پھر اگر او سکھ و حث ہو یا کوئی اور عمل منافعی صلوة او سننے کیا مانند مقتدیہ اور کلام کی اور مسجد سے نکلنے کی فاسد ہو جاوے گی نماز او سکھ اور پیدل امام کی جسے سبوق کو خلیفہ کیا تھا مگر جب پہلا امام فارغ ہو جاوے جیسے او سننے وضو کیا اور یا خلیفہ کو اس طرح پر کہ کچھ نماز او سکھ لگئی اور تمام کر لی اور نماز پچھنے خلیفہ کے اور مقتدیوں کے نماز کسی صورت میں فاسد نہ ہوگی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کر چکے اور اگر رکوع یا سجدے میں حث ہو اور وضو کر کے بنا لیا رکوع اور سجدہ کو پھر دوبارہ کرے اور اگر رکوع یا سجدے میں یا دو کیا کہ اگر رکعت کا رکوع اور سجدہ نہیں کیا تھا اور اسی وقت او سکھ تھکا کیا تو جس رکوع اور سجدے میں یا دو کیا تھا او سکھ بھی کوٹھا ہا سجدہ ہو اور اگر نہ کوٹھا یا تو کچھ حج نہیں اور اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حث ہوا تو وہ شخص او سکھ خلیفہ ہو جاوے اگر چہ امام خلیفہ نہ ہو تو اگر وہ مقتدی عورت یا لڑکا ہو امام کی نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ فاسد نہ ہوگی کیونکہ او سننے خلیفہ نہیں کیا ہے اور یہ عورت اور لڑکا تو امامت کی صلاحیت نہیں رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے رہ جاوے گا سو نماز انکی فاسد ہو جاوے گی اور امام کی فاسد نہ ہوگی

باب نماز کے مفاسد اور مکررات کے بیان میں

مفسدات یعنی جو نماز کو فاسد کرتے ہیں جیسے کہ پہلے کلام نماز کہ پچھلے سے یا خواب میں ہو کر اور امام شافعی کے نزدیک اگر چھوٹے سے کلام کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور دلیل اذکی یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رُفِعَ عَنْ أَهْلِ امْتِنِی اَخْطَاؤُ وَالنِّسْيَانُ یعنی اوٹھا گیا میری امت سے خطا اور نسیان اور اس لفظ سے یہ حدیث پائی نہیں گئی بلکہ اس لفظ سے وَضَعَ عَنْ أَهْلِ امْتِنِی اَخْطَاؤُ وَالنِّسْيَانُ یعنی وضع کر لیا گیا امت میری خطا اور نسیان اور جب یہ دو لوگ زبردستی کیے گئے روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابن جابر اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اور شرط بخاری مسلم کے اور ہماری دلیل قبل ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے معلومین حکم سلمی کے کہ یہ نماز نہیں لائق ہے اور میں کلام آدمیوں کا اور یہ تشبیح اور تکیہ اور قرات قرآن کی روایت کیا او سکھ سلم نے اور وہ جو امام شافعی نے روایت کیا ہے محمول ہے اور پر حنفی گناہ کے اور نماز کے فاسد نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا

ص اور دوسرے قصد اسلام کرنا اور اگر چھوٹے سے کہ گناہ نماز فاسد نہ ہوگی **ف** کیونکہ سلام ایک نہ کر ہو اذکار سے اور حالت نسیان میں محمول ہوگا اور پڑ کر کے بخلاف او سکھ کہ جب قصد کو فی سلام کرے تو وہ کلام ہو جاوے گا **ص** تیسرے جواب سلام کا کہنا قصد ہو یا چھوٹے سے چوتھے آہ یا وہ یا ف کہنا یا چوبی آواز سے روٹا کسی مصیبت یا اور سے چھٹے بغیر عذر کے گناہ نسیان میں جواب چھینک کا دینا اٹھوین بری چیز کا جواب اِنَّ اللہَ وَاِنَّ اللہَ لَیَجْعَلُنَّ سُبْحَانَ اللہِ مَا لَیْسَ بِاللہِ سُبْحَانَ اللہِ سے توین ہوا امام کے اور کو قرات کا بتانا اور اپنے امام کو بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اگر مقدار فرض کے پڑھ چکا ہو یا ایک آیت سے او سننے دوسری آیت پڑھی اور او سننے لقمہ دیا بتانے والے کی نماز جاتی رہیگی اور اگر امام نے لقمہ نہ لیا تو او بھی نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر امام کو بتا دیا تو کسی صورت میں نماز نہ جاوے گی اور اسی پر فتویٰ ہے دسویں صحیح ہے دیکھ کے پڑھنا گیارہویں نہیں مجاہد پر سجدہ کو یا بارہویں جو کہ آدمیوں سے ملنے میں نہ ملنا جیسے کہ یا اللہ تعالیٰ غلانی عورت سے میرا

مکمل کر کے یا بجاوے اور نہ سارے ہی میں کما یا اپنا جو حصہ میں مکمل کر لیا اور مکمل کر لیا یعنی مکمل کر کے و جب تک کہ وہ نماز نہ ہو
 اگر کسی کی حاجت ہو اور بعضوں کے نزدیک مکمل کر لیا اور نہ سارے ہی میں کما یا اپنا جو حصہ میں مکمل کر لیا اور مکمل کر لیا یعنی مکمل کر کے و جب تک کہ وہ نماز نہ ہو
 رکعت نماز میں اور پھر نہایت ابتدا کی اور پھر تحریر کی لیکن ماتعہ نہ اٹھائے تو اگر دوسری نماز پڑھنا چاہتا ہو پہلی رکعت میں
 محسوب ہوگی اور اگر وہ پہلی نماز پڑھتا ہو تو یہ رکعت اوہیں محسوب ہوگی اور اگر کوئی جنت یا دوزخ کے ذکر سے نماز میں روک
 یا عمل فاسد کی یعنی مکمل کر لیا اور نہ سارے ہی میں کما یا اپنا جو حصہ میں مکمل کر لیا اور مکمل کر لیا یعنی مکمل کر کے و جب تک کہ وہ نماز نہ ہو
 گنگا پرہاری اگر مقام سجدہ میں ہیں پھر کسی چیز حاصل کے گزرنے اور پوشیدہ ہو کر وہ شخص اگر چہ دینی سجدہ میں نماز پڑھتا ہو تو جس جگہ
 گزریگا گنگا پرہاری اگر بڑی سجدہ چاہے میں پڑھتا ہو تو بعضوں کے نزدیک اگر مقام سجدہ میں گزریگا تو گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری
 کے نزدیک جہاں تک کسی نظر مقام سجدہ پر نظر کرنے میں ہو پونچھی ہو وہ مقام سجدہ میں داخل ہو تو اگر کوئی شخص دکان پر پڑھتا ہو
 اور بیچ دکان کے کوئی گزرا تو اول روایت کے موافق گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری
 احضار مقابل ہوئے تو گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری گنگا پرہاری
 میں مکی ملامت صحیحہ وارد ہوئی میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر جانے گزرنے والا سامنے مسلح کے کہ کیا عذاب ہوا کہ
 البتہ ہرگز اس کے واسطے کہ گھر اس پر چالیس اس کے گزرنے والا اس کے سامنے سے کہا ابو انصر اور حتی کہ نہیں جانتا میں کیا شایا
 فرمایا آپ نے چالیس دن چالیس ماہ یا چالیس سال اور روایت کیا اس کو بزار نے اور اوہیں ابن ابی شیبہ نے فرمایا یعنی چالیس خیر علیہ
 بعضوں کے نزدیک اگر سامنے سے عورت یا کتا یا گدھا نکل جائے تو نماز باقی رہتی ہے اور ہرگز نزدیک کسی کے گزرنے سے نماز میں مانی
 دلیل ہماری قبل ہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہیں تھرتی ہر نماز کو کوئی چیز اور دفع کرو اس کو جہاں تک کہ طاق رکھو کیونکہ وہ
 شیطان ہے روایت کیا اس کو علامہ سیوطی نے اور سند میں اس کی مجال ہے اور اوہیں کلام پر اور بخاری میں ہے کہ اس شخص سے
 لڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے اور روایت کیا دارقطنی نے سالم بن عبد اللہ انھوں نے اپنے باپ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اور ابو بکر اور عمر نے کہا کہ نہیں قطع کرنا نماز کو کچھ پس دفع کرو جہاں تک کہ طاق ہے اور وضع کیا رفع اس کا اور وقت کیا اس کا تو یہاں
 اور کہا وہی شرح صحیح مسلم میں حدیث کہ یقطع الصلوة ثم یشیء ضعیف ہے اور کہا شیخ ابن الامام نے کہ نہیں ہے کہ وہ
 حسن اس واسطے کہ وہ مروی ہے چند طریقوں سے ابو سعید اور ابن عمر اور ابو امامہ اور انس اور جابر سے اور یہ روایتیں ابو داؤد اور
 دارقطنی اور عجمی اور طبرانی میں ہے اور بہر حال نہیں برابر ہے اس کے صحیح مسلم میں ہے حضرت ابو ذر سے کہ قطع کرنا یہ صلوٰۃ کو جب ہوتا
 مسلح کے اندر لڑی بالان او سے کہ کتا سیاہ اور عورت اور گدھا کا ہنسنے کہ کیا سبب ہے کہ کتا سیاہ کو فرمایا اور سرخ کتے کو کہا کہا
 اے نبیؐ بھائی میرے کے پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھے سو کہا کہ کتا سیاہ شیطان ہے کہ اے امام احمد
 نہیں شک ہے کہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہے لیکن سیرول میں گئے تھے اور عورت سے شک کیا ابن ابی جوزیٰ اور کہا امام احمد نے یہ قول اس واسطے
 کہ صحیح ہوئی حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا کی کہ میں نے نبیؐ کو حضرت کے سامنے اور حضرت نماز پڑھتے تھے پھر جب سجدہ کرتے
 ہوتا دیتے تھے ماتعہ سے پھر سر اور گھروں میں ہاوسن جہاں تھے روایت کیا اس کو بخاری سلم خیر خانی اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے
 اور صحیح ہے ابن عباس سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس روایت نماز پڑھتے تھے سوا وتر میں گدھے پر اور چھوڑا میں اس کو

صف کے سوا کچھ پروا نہ کی اور کسی اپنے اور نہ پایا ہنسنے کتنے میں کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ سے
اسناد صحیح کے گناہوں میں کہ کہتے کے باب میں بھی ایک حدیث آئی ہے روایت ہے فضل بن عباس سے کہ زیارت کی پہلی نبی صلی
علیہ وسلم نے بیچ جنگل کے اور ہماری ایک کتیا چھوئی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی اور وہ وہ
اون کے سامنے تھیں تو نہ زجر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور کتیا اور کتے کا ایک حکم ہوا
اگر قریب ہو نہ کر کی اور پھر سیاہ کی بھی ہو تو البتہ کوئی حدیث اس تصریح سے نہیں ملے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعَلَيْهِ اَتَوَكَّلُ** شخص
جنگل میں نماز پڑھتا ہے وہ مقام سجدہ میں دونوں برو میں سے ایک برو کو برابر سر پہٹ کر اس کے کد طول اسکا ایک کر کا ہو گا اور ایک
اوپر کا موٹا اور سر کو رکھ دینا زمین پر یا چھ ستر کے زمین پر خط کھینچ لینا درست نہیں **ف** اور ستر کی طرف قریب نہ جائے
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو قریب ہو ستر سے روایت کیا اسکو حاکم نے اور وہ
اسکو ابو داؤد اور او حنین سے کہ نہ قطع کرے شیطان نماز اسکی اور روایت کیا سلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تو کرے
سے اپنے لیے مثل لکڑی بالان اونٹ کے تو ضرر کریگا جنگجو جو سامنے تیر ہو گا اور آخر اچ کیا سلم نے عایشہ سے کہ پوچھے گئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تیر مصلی سے سو کہ مثل لکڑی بالان کے اور ہر اہل میں سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کیا باہر ہو کوئی تم میں سے کہ اس کے جب نماز پڑھے صبح میں بیکہ ہو گے اس کے مثل بالان اونٹ کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملے اور
اگر سے مراد ایک تہ ہے اور یہی گزشتہ میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے جنگل میں تو کرے
اپنے ایک تہ یا سیاہی ہی ہر اہل میں اور کہما شیخ کمال الدین ابن الہمام کہ یہ حدیث غریب ہے نہیں ملے لیکن روایت کیا ابن حبان اور
حاکم نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو نماز پڑھے طرف ستر کے اور نہ چھو
اسکو جو گدھے اور اس کے سامنے ہو کہ اور روایت کیا اسکو احمد اور برار اور زیادہ کیا ابن حبان نے کہ اگر وہ انکار کرے تو اڑے اس سے
اور کرے ستر کو ایک فنون و درج کے سامنے ہوا سطر کے روایت کیا ابو داؤد و ضباہ بن المقداد بن الاسود انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ
نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے طرف ستون یا لکڑی یا درخت کے مگر کرتے اسکو مقابل اپنے اہل و عیال
ابو کے اور نہیں قصہ کرتے تھے اسکا قصہ کرنے کی یعنی نماز میں اسکی طرف نگاہ نہ کرتے تھے تاکہ تشبیہ ہو کہ ساتھ بت پرستوں کے
اور ولید بن کامل اسکی اسناد میں ضعیف ہے اور ضباہ جھول ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ جبل ثانی میں مقبول ہے اور دوسرے کہ
سکوت کیا اس حدیث سے ابو داؤد اور روایت کیا نسائی نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے طرف ستون کے تو نہ کرے اسکو درمیان
انھوں کے بلکہ کرے اسکو بائیں ابو کے مقابل اور روایت کیا ابو علی بن سکین نے اپنی سنن میں ضباہ سے مثل اس کے اور ضعیف کیا
اس حدیث کو احمد اور ابن حجر نے اور کما فتح القدر میں کہ دلیل ہے اور چار طرک کے **ص** اور اگر ستر نہ ہو تو کوئی شخص گدھے یا چھو
یا ستر اور آدمی کے بیچ میں گدھے تو اسکو تسبیح یا اشارے سے منع کرے اور دونوں سے منع کرنا درست نہیں **ف** کیونکہ
اوپر گزرا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دفع کرو جہان تک کہ قدرت ہو اور اشارے سے دفع کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اشارے سے دفع کیا ام سلمہ کے دونوں اہل کون کو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا اسکو ابن القطن نے کہ محمد بن قیس
مجموع ہے اور نہیں چھانی جاتی مالو اسکی لیکن مصنف ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ میں اس کے باپ سے روایت ہے اور اسکا مجموعہ ہوا

بہشت کے اور روز نماز میں آہر کچھ جہالتات کرتا ہی ہندہ پیر لیتا رہا نہ خود نہ بناوے سے اور روایت ہر انس کے کہ فرمایا اللہ
 سالی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت القنات سے نماز میں ہوا سے کہ القنات ہلاک کرنے والا ہے تو اگر ضرورت ہو تو غسل میں فرض میں روایت کیا
 او سکوتر نہی اور صحیح کیا او سکوا اور بگے گردن پچھیر کر وہ نہیں کہ روایت کیا تر مذی اور سنائی اور ابن حبان اور یاکم
 اور صحیح کیا او سکوا عبد اللہ بن عباس کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم القنات کرتے نماز میں دہنہ بائیں اور نہ پچھیر تھے
 گردن اپنی کہا تر مذی کہ یہ غریب ہی اور کہا ابن القطان نے یہ صحیح ہے اگرچہ تر مذی کے طریقے سے غریب ہی اور ظاہر ہوا او سکوا
 ایک طریقہ دو ہر سند بزمین **ص** ساؤنیر نکرا یون کا ہٹا ناگرا یک بار سب کے لیے **ف** اس واسطے کہ یہ بھی ایک قسم
 عبت سے ہر مگر یہ کہ جب سجدہ کرنے کی جگہ ہو تو او سو قنات ایسا ہوتا تھا سے ہٹا دینا جائز ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 واسطے ابو ذر کے کہ ایک بار ای ابو ذر ورنہ چھوڑا او سکوا اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی اور روایت کیا او سکوا عبد الرزاق نے
 ابو ذر رضی اللہ عنہ کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شے کو یہاں تک کہ پوچھا میں نے آپ کے لکڑیوں کے مٹانے کو کہا لکھا
 خدمت دیتا ہوں میں اور اسی طرح روایت کیا او سکوا ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا لکھا سو قنات کہا دارقطنی نے اور وہی صحیح ہے
 اور روایت ہر کتب میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مسح کے لکڑیوں کو اور تو نماز پڑھتا ہوا اور اگر ضرورت پڑے تو ایک بار
 اور راوی اس کے معنی ہیں **ص** انھوں نے کہ ہر پاتھ رکھنا **ف** کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے
 روایت کیا جامع نے سوا ابن ہشام کے ابو ہریرہؓ کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے آدمی کہ ہر پاتھ رکھے
 اور دوسری وجہ کہ است کی یہ ہے کہ مخالف ہے سند مشہور کہ اور وہ ہاتھوں کا باندھنا ہی ناؤ کے نیچے **ص** توین دونوں
 ہاتھوں کا کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سستی کے دشمن کی طرح بیٹھنا اس طرح کہ دونوں سرین پٹھے اور دونوں
 زانو کو کھڑا کرے کیا ہوں سجدہ میں دونوں بازو کو بچھا دینا **ف** کیونکہ ہدایہ میں ہے کہ فرمایا حضرت ابو ذر کہ منع کیا مجھ کو
 میرے دوست یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں ایک یہ کہ چونچ ماروں مثل چونچ مارنے مرغ کے یعنی جلدی جلدی
 مسجد میں جاؤں اور پھر جلدی اوٹھ کھڑا ہوں اور یہ کہ بیٹھوں مثل بیٹھک کئے کے اور یہ کہ بچھاؤں میں بچھا ناوٹری کا اور پیش
 غریب ہر نہیں ملی مجھ کو اور سند احمد میں ہے ابو ہریرہؓ کہ منع کیا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں اور ذکر کہ میں ہی
 دو چیزیں اول کی لیکن اخیر میں یہ بیان کیا کہ القنات مانند القنات اوٹری کے اور صحیح حدیث حضرت عائشہؓ کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم منع کرتے تھے گھائی شیطان اور گھائی شیطان کی کہنے کی طرح بیٹھنا ہی اور اس سے کہ بچھاؤں آدمی دونوں بازو اپنے مانند
 بچھانے در دون کے واللہ اعلم **ص** بارہویں چار انویع مذہبٹھنا **ف** اس واسطے کہ خلاف سنت ہے **ص**
 تیرھویں اکیس امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب میں یا دوکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا شیخ یا قوم کا دوکان پر اور امام کا
ف اس واسطے کہ وہ شاہد ہی اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہیں اور او میں امام کھڑا ہوتا ہے
 اور دوکان کی بلندی بعضوں نے کہا ہے کہ بقدر قاست آدمی کے اور بعضوں نے کہا ہے ایک ہاتھ اور اس کے مین کر میت میں
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ سجدہ تنگ ہو تو کچھ ضایقہ نہیں کہ امام محراب میں کھڑا ہو **ص** چودھویں کھڑا ہونا کسی
 صحت کے پیچھے حسین جبکہ باقی ہے **ف** اور او پر بیان اسکا گذرا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نظر کرے

طرف فرج کے یعنی صفت میں جو جگہ باقی ہو تو اسکو بند کرے اور بعض آیات میں کہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا اگر سجدہ نما
 سجدے کے پڑھیکے **ص** سجدہ میں تصویر کا ہونا مس کے اوپر یا اس کے آگے یا برابر اور اگر بیچھے یا پیچھے قدم کے نیچے یا
 ف کیونکہ حضرت جبریل نے کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اس گھر میں کہتا ہی یا تصویر ہو روایت کیا اسکو مسلم نے
 ایک ریش لویل میں یا اس کے منی میں بہت حدیث صحیح آئیں ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوتے
 لاکھ اس گھر میں کہتا ہو یا تصویر میں ہوں **ص** سونے کے نماز پڑھنا سستی اور کالی کے سبب اور اگر
 واسطے ماجرہ کے پڑے تو مکروہ نہیں سترھویں برسے کیڑوں میں جو گھر میں پسنے رہتا ہی اور لوگوں کے پاس اور کیڑوں سے
 نہیں جاتا اور کیڑوں سے نماز پڑھنا **ف** کیونکہ لوگوں کی تو عزت کرتا ہی اور شرم کرتا ہی اٹھنے کے پاس برسے کیڑے ہیں کے
 جانے سے اور نماز کی کچھ عزت و آبرو نہیں حال اگر کسی امیر کے دربار میں جاتا ہو تو جو اس کے عمدہ کیڑے ہوتے ہیں اسکو بچنے
 جاتا ہی نہ کہ جب گاہ حکم اہل کیمین میں جاوے تو جو اچھے کیڑے ہوں بغیر تمام اس نماز پڑھے اور یہ جب ہی کہ اس کے پاس اور
 کیڑے ہوں نہ اگر کسی پاس اچھے کیڑے نہیں تو اونھی کیڑوں سے جو پسنے ہی نماز پڑھے **ص** اٹھا رہویں ٹال کے دور کرنے
 کیواسطے نماز میں پیشانی کا زمین پر ملنا اویسیوں آسان پر نظر کرنا بیٹھیں سجدہ کی گھڑی کے ہیج پر کرنا **ف** کیونکہ روایت کیا
 ابن ابی شیبہ نے عیاض بن عبداللہ قرشی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سجدہ کرتا ہی اور پر سج علم کے سوا اشارہ
 ہاتھ سے اٹھا لے علم اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اونچا کرے کہ پیشانی کھل جاوے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عباد بن
 سے کہ وہ جب ارادہ کرتے تھے نماز کا اوتار لیتے تھے عامر سے اور اس باب میں مروی ہے حضرت علی اور ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ
ص اکیسویں آیتوں کا گنا **ف** اسوئے کے یہ شغل ہی نماز میں **ص** بائیسویں کیڑا جس میں تصویر ہو اور کھانا
ف کیونکہ وہ مشابہت کے اوٹھانے والے کے ساتھ اور نماز جائز ہی **ص** اور سجدے کے اوپر و علی اور پیشانی
 پہنا نہ مکروہ ہی **ف** بسبب عزت اور حرمت سجدے **ص** اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہی **ف** کیونکہ مسلمان
 قلت جامع ہوگی **ص** اور مسجد کا نقش کرنا ساتھ ہی اور سیاح یا سونے کے پانی کے مکروہ نہیں اور کھڑا ہونا امام کا سونچنا
 اور سجدہ کرنا محراب میں مکروہ نہیں اور جو شخص کہ بیٹھا باتیں کر رہا ہی اس کے بیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں **ف** کیونکہ روایت کیا
 ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر جب نیاتے تھے راہ طرف ستون غیر کہ کہتے تھے کہ میرے واسطے تیری بیٹھ ہی اور مخالف
 اس کے جو روایت کیا ہزار نے حضرت علی سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا بیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اسکو
 کہ اعلاہ کرے نماز کا اور اسی طرح سونے کے بیچھے بھی درست ہی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اوپر گزارا کہ نماز
 پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیچھے حضرت عائشہ کے اور وہ موتی تھیں درمیان ان کے اور درمیان قبیلے کے اور
 مخالف ہی اس کے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نہ نماز پڑھو بیچھے سوتے اور باتیں کر نیوالے کے
 لیکن وہ ضعیف ہی اور بھی مروی ہے سند ہزار میں ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا میں کہ نماز
 پڑھوں میں طرف اور لوگوں کے جو کھڑے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور کہا ہزار نے کہ نہیں جاتا ہوں میں اسکو مگر ان سے
 اور جواب دے گا یہ کہ جب آواز ان کی شدت سے ہو اور اس خوف شغل کا ہونا زمین و اللہ اعلم **ص** اور جبریل

کہ تصویریں بنی ہیں اگر اوس پر سجدہ نہیں کرتے تو نماز میں وہاں مکر وہ نہیں اور جو صورت اتنی چھوٹی ہو کہ دکھائی نہیں دیتی یہ ہوا حیوان
 اور کسی چیز کی تصویر یا حیوان کی مگر اوس کا سر کٹا ہو تو مکر وہ نہیں اور بار ڈالنا بچھو اور سانپ کا بھی نماز میں مکر وہ نہیں **ف**
 کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَقْتُلُوا الْاَكْسُوخَ قَيْنَ وَكُلُّ كُنْتَرٍ فِي الصَّلَاةِ یعنی قتل کرو بچھو اور سانپ کا اگر تم نماز
 میں ہو گناہ میں ہے حدیث صحیح ہے اور اس میں اگر عمل کثیر بھی ہو تو کبھی نماز میں کچھ حرج نہیں اور صحیح ہے **ص** اور جس
 گھر میں کہ مسجد ہو اوس گھر کی چھت پر پیشاب کرنا مکر وہ نہیں ہوا سب سے کہ وہ حکم مسجد کا نہیں لکھا کہ پیشاب اور سپر مکر وہ ہو کہ

باب تراور نوافل کے بیان میں

و ترا امام اعظم کے نزدیک واجب ہے اور نزدیک صاحبین اور امام شافعی کے سنت ہے **ف** اور دلیل اسکے وجوب کی یہ ہے
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اندر زیادہ کیا تمھاری نمازوں میں ایک نماز کو آگاہ ہو کہ وہ وتر ہے تو پڑھو اوس کو درسیان
 عشا کے طلوع فجر تک ایسا ہی ہے یہاں میں اور یہ حدیث مروی ہے عمرو بن ابی العاص اور عقبہ بن عامر اور ابن عباس اور ابن عمر اور
 ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ میں بھی مروی ہے اور خارجہ بن حذافہ اور ابو ہریرہ
 غفاری سے تو حدیث عمرو اور عقبہ کی روایت کیا اوس کو اسحق بن راہوی نے سند میں ثنا سَوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ثنا قُسَيْبُ بْنُ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ ابِي الْاَخْيَرِ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَقْبَةَ
 بْنِ عَامِرٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً هِيَ لَكُمْ خَيْرٌ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوُتْرُ وَهِيَ لَكُمْ فِيمَا
 بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ یعنی تحقیق کہ زیادہ کیا تم کو اللہ نے ایک نماز کہ وہ بہتر ہے واسطے تمھارے سرخ چارپایوں
 سے اور وہ وتر ہے درسیان عشا کے طلوع فجر تک اور ضعیف کیا بھی بن سعید نے فقرہ کو اور لیکن حدیث ابن عباس کی سورت روایت کیا
 اوس کو دارقطنی اور طبرانی نے نظر ابو عمرو سے اوس نے عکر مہ سے اوس نے ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوس کو دارقطنی نے بسبب نظر کے
 اور لیکن حدیث ابن عمر کی سوا خارج کیا اوس کا دارقطنی نے غرائب الک میں اور ضعیف کیا اوس کو ساتھ حمید بن ابی الجحون کے
 اور الفاظ اوس کے یہ ہیں اِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً وَهِيَ الْوُتْرُ اور لیکن حدیث ابو سعید خدری کی روایت کیا اوس کو طبرانی
 اور الفاظ اوس کے وہی ہیں جو حدیث ابن عباس کے ہیں کہ روایت کیا ابوالکلی اور لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی خارج کیا
 اوس کا دارقطنی نے اور اوس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہلکو سوچ ہو ہم سو بیان کی حضرت نے تعریف اللہ کی اور ثنا
 اوس کی ہیکر کا تحقیق اللہ نے زیادہ کیا تمھارے واسطے ایک نماز کو اور حکم کیا ہلکو و ترا کا اور ضعیف کیا اوس کو ساتھ حمید بن عبد اللہ غفاری کے
 اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ اَنَّ اَهْلَ عَجَاجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ
 اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَوةً اِلَى صَلَاتِكُمْ وَهِيَ
 الْوُتْرُ یعنی اللہ نے زیادہ کیا واسطے تمھارے ایک نماز کو اور وہ وتر ہے اور اسناد اس کا صحیح ہے لیکن عجاج میں کچھ کلام ہے ہر حال
 درجہ حسن کم نہیں اور حدیث ابو بصیر کی روایت کیا اوس کو حاکم نے ابن ابیہ سے انھوں نے عمرو بن العاص سے کہا کہ سنا
 سینہ ابو نصر غفاری سے کہ کہتے تھے سنا سینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق کہ زیادہ کی اللہ تم کو ایک نماز
 اور وہ وتر ہے تو پڑھو اوس کو درسیان عشا کے نماز صبح تک اور سکوٹ کیا اوس سے حاکم نے لیکن ابن ابیہ ضعیف ہے کہ شیخ ابن الہمام نے

درسیان عشا کی روایت کیا

درسیان عشا کی روایت کیا

درسیان عشا کی روایت کیا

درسیان عشا کی روایت کیا

رضت کیا تو کہا کہ کہ تو اسے تحقیق کہ اللہ فرض کیا اور پھر پانچ نمازیں دن میں اور یہ وفات تھوڑے دن پہلے اپنے
 کہا تھا اور روایت کیا ابن عباس نے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹہرے ہوئے ان کے ساتھ رمضان میں تو پھر عین آٹھ رکعتیں اور
 وتر پڑھا پھر انتظار کیا صحابہ آپ کا دوسری رات اور آپ نکلے نماز کو واسطے تو پوچھا اور اسے صحابہ نے پھر فرمایا آپ نے خوف کیا میں نے
 کہ نہ فرض ہو جاوے تم پر و تراویح اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ رکعتیں پڑھی
 اور بھی مروی ہے حسن بن ہارثی نے کہا کہ فرمایا حضرت نے وتر واجب ہے حق پر ہر مسلمان کے سو جو شخص چاہے وتر پڑھے ساتھ پانچ
 رکعتوں کے اور چاہے ساتھ تین رکعتوں کے اور چاہے ساتھ ایک رکعت کے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب نہیں اور روایت کیا ابوہریرہ
 ابن عباس نے اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے و پر شرط بخاری سلم کے اور جواب اول سے یہ کہ یہ ایک واقعہ ہے کہ اس سے عموم نہیں ثابت
 تو جائز ہے کہ یہ سبب غلبہ کے ہو اور اس بات پر اتفاق ہے کہ فرض چار پانچ پر سبب مذکور و غیر کے پڑھنا جائز ہے یا نہ یہ واقعہ
 قبل وجوب ترکے ہو گا کیونکہ وجوب ترکہ کا ساتھ وجوب پانچوں نمازوں کے نہیں ہے بلکہ متاخر ہے اور دوسرے یہ کہ مروی ہو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کہ وہ اور ترے تھے سواری پر واسطے وتر کے اور روایت کیا طحاوی نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے تحقیق کہ وہ نماز پڑھتے
 سواری پر اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے معمر سے
 انھوں نے حمید سے انھوں نے بکر سے کہ ابن عمر جب ارادہ رکھتے تھے وتر پڑھنے کا اور ترے تھے اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور کہا ابن عمر نے
 کہ پوچھا میں نے قاسم سے کہ جو شخص وتر پڑھے سواری پر کیا حکم ہے اور سکا سو کہ ان سب لوگوں نے کہ حضرت عمر وتر پڑھتے تھے زمین
 اور کہا ابن ابی نعیم نخعی نے کہ صحابہ نماز پڑھتے تھے اپنی سواریوں اور جانوروں پر جس طرف ہوتا تھا مونہہ اونکا مگر فرض اور وتر کو
 کہ وہ پڑھتے تھے اون دونوں کو زمین پر خارج کیا ان دونوں روایتوں کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں تو معلوم ہوا کہ سواری پر وتر
 پڑھنا آپ کا یا تو قبل وجوب کے یا بعد تھا اور معاذ کی روایت سے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وجوب ترکہ بعد سفر کے ہو و اور دوسرے
 یہ کہ ملا حضرت کی اون نمازوں وہ نمازیں ہیں جنکا ایک ایک وقت خاص علیحدہ مقرر ہو مثل پانچوں نماز بخلاف وتر کے کہ وہ
 تابع ہر عشا کے اور وقت اسکا وقت عشا کا ہی جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہ ہوگا اور تیسری روایت سے جواب یہ ہے کہ یہ حکم قبل وجوب
 وتر کے ہو گا اور دوسرے یہ کہ مراد وتر سے اس جگہ ساری رکعتیں تراویح کی مع وتر مراد ہیں کیونکہ آٹھ رکعتیں تراویح کی اور تین
 وتر کی ملائے گیارہ وتر ہیں یعنی طاق ہیں جفت نہیں اور دلیل اس پر یہ ہے کہ تصریح ہے روایت پچھلی میں اس حدیث کے کہ فرمایا آپ نے
 نَحْنُ نَمُتُّ اَنْ نَكْتُبَ عَلَيْكَ صَلَوةً لِّلَّيْلِ یعنی خوف ہو چکا کہ فرض ہو جاوے تم پر نماز رات کی تو اب معلوم ہوا کہ واجب
 لفظ سے حدیث میں وجوب لغوی معنی ضرورت کے مراد نہیں بلکہ وجوب شرعی ہے اور اسی واسطے آپ نے یہ کلام ارشاد فرمایا بطور تاکید
 فَمَنْ لَمْ يَكُنْ رَفْلِكْسَ صِنَا لِيْنِ جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں اور وتر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور تابعین نے پڑھا
 نے موافقت کی ہے واللہ اعلم بالصواب اور وتر کی تین رکعتیں ہیں ایک سلام اور امام شافعی کے نزدیک دو سلام کے
 دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا حضرت عائشہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں نہیں دو سلام پڑھتے تھے
 مگر آخر میں روایت کیا اسکا حاکم نے اور کہا صحیح ہے و پر شرط بخاری سلم کے اور اسی طرح روایت کیا نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نہیں دو سلام پڑھتے تھے بیچ دونوں رکعتوں کے اور روایت کیا حاکم نے حسن بن علی سے کہ ابن عمر سے سلام پڑھتے دو رکعتوں کے بعد وتر میں

اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر میں رکعت میں کہا ابن ابی شیبہ نے **حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْحُسَيْنِ**
قَالَ اجْتَمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُونَ إِلَّا فِي آخِرِهَا یعنی اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر
 تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھر کر اذکار آخر میں اور روایت کیا طحاوی عبد الرحمن بن ابی زیاد انھوں نے اپنے باپ سے انھوں
 سے اس فقہیوں سے کہ سب تابعی ہیں سعید بن مسیب اور عروہ اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خازن بن زید اور علیہ
 بن عبد اللہ اور سلیمان بن بشار کہا ہے کہ وتر میں رکعتیں ہیں نہ سلام پھر کر آخر رکعت کے بعد اور امام شافعی کے نزدیک
 چاہے ایک رکعت پڑھے چاہے تین چاہے پانچ اور دلیل اولیٰ وہ حدیث ہے جو اوپر گزری اور فرمایا حضرت عائشہ **رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا**
وَأَحَدٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ یعنی وتر ایک رکعت ہی آخرات میں اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے غرض اصل سب باتوں کا یہ ہے کہ
 حدیثیں دونوں طرف موجود ہیں لیکن مذہب صحیح یہی ہے کہ تین سے کم بھی پڑھے اور نہ زیادہ کرے کیونکہ تین رکعت کا ثبوت
 بنماز مغرب بھی ہو سکتا ہے اور پانچ اور سات وغیرہ کا نظیر موجود نہیں اور اسی طرح ایک رکعت پڑھنے سے نہی وارد ہوئی
 تو مقتضا احتیاط یہی ہے کہ تین رکعت پڑھے کہ سب نزدیک درست ہو **وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّحَابِ** **صَلَّى هَيْثُمَا**
 رکعت وتر میں قبل رکوع کے دو نون ہاتھ اوٹھا کے تکبیر کر کے دعا قنوت پڑھا کرے اور امام شافعی کے نزدیک پندرہ
 رمضان آخر مہینے تک قنوت پڑھے اور پھر بھی تین پڑھے **فَإِنْ جَاءَ مَا جَاءَ هَبْ** کہ اس جگہ بہترین خلاف میں اول تو یہ کہ
 جب قنوت پڑھے وتر میں تو قنوت پڑھے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے دوسرے یہ کہ قنوت وتر میں تمام سال پڑھا کرے یا نصف
 آخر رمضان میں اور تیسرے یہ کہ سوا وتر میں اور جگہ بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب یہ ہے کہ **صَلَّى سَوَاءً** وتر کے کسی
 نماز میں دعا قنوت پڑھنا درست نہیں اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت میں بعد رکوع کے بھی قنوت پڑھا کرے
فَإِنْ تَوَافَلَ سَلَّمَ میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کیا دارقطنی نے سوید بن غنبلہ سے کہ کہ سنا میں ابو بکر اور عمر
 اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے کہ کہتے تھے پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر وتر میں اور آخر وتر کا بعد
 رکوع کے ہی لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ آخر شری کا جب ہوتا ہے کہ نصف پڑھا جاوے اور اس وقت میں قبل رکوع بھی قنوت پڑھنا
 آخر نماز میں ہے اور ایک حدیث صریح اولیٰ دلیل یہ ہے کہ روایت کیا حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا او سکوا کہ کہا کہ
 مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کلمات کہتا ہوں میں انکو وتر میں جب دٹھاتا ہوں سر لیا **اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ**
هَدَيْتَ آخر تک اور بیان اسکا قنوت میں آویگا اور دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کیا نسائی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد وغیرہم
 نے ابی بن کعب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں پڑھتے تھے قنوت قبل رکوع کے اور ایک لفظ میں نسائی کے یہ ہے کہ تھے وتر
 سات تین رکعت اول میں **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّ الْعَالَمِينَ** اور دوسری میں **قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ** اور تیسری میں **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** پڑھتے تھے
 اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے بسبب اضطراب کے اور صحیح یہ ہے کہ زیادہ تھکے کی گریہ متفرق ہو مقبول ہے اور اگر تسلیم کریں تو روایت کیا
 خطیب نے کتاب القنوت میں بسناد صحیح عبد اللہ بن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی وتر میں قبل رکوع کے اور ذکر کیا
 او سکوا بن الجوزی تحقیق میں اور سکوت کیا اوسے اور بھی روایت کیا ابن ابی شیبہ **حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ ابْنِ**
بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ

شیبان بن قیس ثمالی غائب بن رقد قال کنت عند النبی بن مالک ثم رخصی الله عنه ثم رخصی
فلم یقض فی صلوة القدر لانی کہا غالب بن فرقد نے بتایا میں نے ساتھ انس کے دو عینے سوئے قنوت پڑھی انھوں نے
نماز فجر میں اور کبھی قنوت بمعنی طول قیام کے بھی آیا ہوا ہے ہر کہ یہ غلطی ابو جعفر سے واقع ہوئی ہو کہ انس نے کہا ہوا قنوت کے
اور وہ صحابہ ہوا قنوت کو ایسا ہی کہا بعض محدثین نے جیسا کہ حدیث میں آیا ہوا فضل الصلوة طول القنوت یعنی
افضل صلوة وہ جو میں مول ہو قیام کا تو ثابت ہو گیا نسخ قنوت کا اور روایت کیا ابن جابر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کچھ سوال
صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت کرتے نماز منہ میں مگر یہ کہ دعا کرین یا اسے کسی قوم کے یا دعا کرین کسی قوم کو اور اس قنوت سے
مدا طول قیام کی کو کہ قنوت بمعنی محل کے کس طرح ثابت ہوگی اور روایت صحیح ہوئی ابو مالک سعد بن طارق اشجی سے انھوں نے اپنے باپ سے
کہا کہ نماز پڑھی بیٹے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوئے قنوت پڑھی اور پیچھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوئے قنوت پڑھی اور پیچھے عمر
رضی اللہ عنہ کے سوئے قنوت پڑھی اور پیچھے عثمان رضی اللہ عنہ کے سوئے قنوت پڑھی اور پیچھے علی رضی اللہ عنہ کے سوئے قنوت پڑھی پھر
کہ ای بیٹے میرے یہ بدعت ہو روایت کیا او سکونانی اور ابن ماجہ نے اور ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن ماجہ میں ہے
کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ ای باپ میرے نماز پڑھی تو نے پیچھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے اور پیچھے
حضرت علی کے کہنے میں پانچ برس تک کیا قنوت پڑھتے تھے فجر میں کہا کہ ای بیٹے میرے محدث یعنی بدعت ہو اور اخراج کیا
مانند اسکے ابن ابی شیبہ اور اس سے باطل ہو گیا قول غازی کا کہ قنوت فجر میں تعقل ہو خلطہ اگر ابو سے اور اسی پر جمہور ہیں اور بھی
روایت کیا ابن ابی شیبہ ابو بکر اور عمر اور عثمان سے کہ وہ نہیں قنوت پڑھتے تھے فجر میں اور روایت کیا حضرت علی سے کہ جب قنوت
پڑھی انھوں نے نماز صبح میں انکار کیا لوگوں نے اون پر ہوا انھوں نے مدد مانگی سمجھنے اپنے دشمن پر اور انکار کرنے والے لوگ صحابہ اور
تابعین تھے اور بھی روایت کیا ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر و ابن الزبیر سے کہ وہ نہیں پڑھتے تھے قنوت فجر میں اور قنوت
ابن عمر سے کہ کہا انھوں نے قنوت فجر میں نہیں دیکھا میں نے اور نہیں جانا میں نے اور کتاب غایت میں ہے کہ پوچھے گئے ابن عمر قنوت فجر سے
کہ انہیں قسم اللہ کی نہیں پہچانتے ہیں ہم او سکوا اور سعید بن جبیر نے کہا گواہی دیتا ہوں میں کہ سنا میں نے ابن عباس سے کہتے تھے
قنوت نماز فجر میں بدعت ہو ذکر کیا او سکوا میں مدہ اور وہ جو نقل کیا غازی نے کہ ابن عمر بھول گئے اور قنوت پڑھی انھوں نے ساتھ اپنے
باپ کے نماز فجر میں سوئے خلطہ ہو گیا کہ او پر گذر کہ حضرت عمر نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں اور سناد او سکوا نہایت صحیح ہے اور وہ
یہ کہ امام احمد بن اسحاق بن حنیفہ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابن ابی شیبہ النخعی عن الاسود بن زید
انہ صلی اللہ علیہ وسلم بن النخعی اب سیدین فی السفر و الحضر فلم یرین تا قانتا فی الفجر یعنی ہوا صحبت میں رہے
عمر بن النخعی ابی رسول سفر اور حضر میں اور قنوت نہ پڑھتے دیکھا انھوں نے حضرت عمر کو نماز فجر میں اور اس حدیث کی طرح کا
غبار میں اور نسبت ابن عمر کی طرف نسیان کے اس امر میں نہایت بعید ہے کہ چونکہ نسیان او اس امر میں ہوتا ہو کبھی کبھی وقوع میں آتا ہو
اور یہ ہر نماز صبح میں تھا تو کیونکر نسیان او کا قبول کیا جاوے گا باوجود اسکے کہ خود او کا قول ہے صا شہد انک و صا شہد
یعنی نہیں دیکھا میں نے اور نہیں جانا میں نے واللہ اعلم **ف** اور پڑھے و ترکی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت یعنی تیسری رکعت
میں بھی سورت پڑھے **ف** اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت نے پہلی رکعت میں سورج اسم ربکا لاطلی پڑھا اور دوسری میں فاتحہ پڑھا

بہترین ساری روایت کیا اسکو نسائی نے اور چار کھتین قبل انہر کے اوسمین ایک ہی سلام ہی یعنی دو رکعتوں کے بعد (بڑا)
 پیچھے بلکہ جب چاروں پڑھے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکعتوں کے پڑھے اور تسبیح کیا یعنی اس سے جو روایت کیا ابو داؤد نے
 اور ترمذی نے شامل میں ابو ایوب انصاری سے کہ فرمایا حضرت نے کہ چار قبل انہر کے نہیں ہو اوسمین سلام کھولے جاتے ہیں
 اونکے واسطے دروازہ آسمان کے اوضعیف یہ حدیث بسبب عبیدہ بن معتب ضعیف کے اور ایک لفظ ظمین ترمذی کی شامل میں ہے
 کہا سینے ای رسول اللہ کیا اوسمین سلام فاصل ہو کہ اوسمین اور اسکا ایک دوسرا طریقہ ہے جو روایت کیا اسکو امام محمد بن
 موطا میں حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ
 كَانَ يُصَلِّي اَرْبَعًا اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ فَسَأَلَهُ ابُو الْيُؤُوبِ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ اِنَّ ابُوَابَ السَّمَاءِ تَقْفُ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ
 فَاجِبُ اَنْ تَعْدَلَ فِي ثَلَاثِ السَّاعَةِ خَيْرٌ فَقُلْتُ اِنِّي كُلُّهُنَّ فَرَأَيْتُ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ
 قَالَ لَا يَعْنِي تَحْتِ حَضْرَتِ پڑھتے چار کھتین قبل غروب وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اونسے ابو ایوب نے اس سے پھر فرمایا حضرت نے
 کہ کھولے جاتے ہیں اس ساعت میں دروازہ آسمان کے سوچا ہتا ہوں میں کہ پڑھے اس ساعت میں میری کوئی نیکی کہا سینے کیا سب
 رکعتوں میں قنات ہو فرمایا کہ ہاں کہا سینے کیا فصل کیا جائے اون چاروں میں ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہیں یعنی چار رکعت سبج میں سلام
 نہ پچھرے **صل** اور دن میں چار رکعتوں سے نفل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے کروہ ہیں اور رات کو آٹھ رکعت سے زیادہ اور چار کھتین
 دن میں ایک سلام سے پڑھنا افضل ہیں **ف** اور صاحبین کے نزدیک سات میں ہر دو رکعت میں ایک سلام چاہیے اور دلیل
 اسکی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ اس پر اور اگر کراہیت نہ ہوتی تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم حجاز کے اور افضل
 رات میں نزدیک صاحبین کے دو دو ہیں اور دن میں چار چار اور امام شافعی کے نزدیک سات دن میں دو دو پڑھنا افضل ہیں امام ابو حنیفہ
 کے نزدیک چار چار پڑھنا رات دن میں افضل ہیں امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر صلوٰۃ اللیل واللیل
 مَتْنِی مَتْنِی یعنی نمازین رات کی دو دو ہیں روایت کیا اسکو اصحاب بنن اربعہ نے ابن عمر سے اور صاحبین کے نزدیک اصحاب
 تراویح پر ہی اور یہ حدیث اسکی اسناد میں شعبہ ہی کما ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ اوسمین تو بضعوں نے اوسکو رفع کیا اور بضعوں
 وقت کیا اور روایت کیا اسکو ثقات نے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا اوسمین رات کی نماز کو اور نہیں بیان کیا دن کی نماز کو اور
 ایسا ہی صحیحین میں اور کما نسائی نے یہ حدیث نزدیک سیر خطا ہو اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبری میں کہ اسناد اوسکا صحیح نہیں ہے
 اوس کلام کی ہوا سب سے کہ وجود سند کا نہیں مانع ہو خلا سے دوسری ہر جہ سے کہ عارض ہوا ہو ثقات کو اور اس واسطے روایت کیا اسکو
 حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں پھر کہا کہ رجال اسکے فقہ ہیں مگر یہ کہ اس میں غلبہ ہو کہ اوسکے ذکر سے کلام طویل ہو گا انتہی اور تفسیر
 تسلیم کے قریب اسکا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل یہ کہ فرمایا حضرت نے صلوٰۃ اللیل مَتْنِی مَتْنِی یعنی نماز رات کی
 دو دو ہیں اور نہیں ذکر کیا اوسمین دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے عشا کی کھنٹی اور آئے پھر سے پاس مگر پڑھیں چار کھتین اور اس سے معلوم ہوا کہ رات میں چار رکعتیں ایک سلام آپ نے
 پڑھیں اور روایت کیا ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جا عت سے پھر جاتے تھے گھر میں
 اور پڑھتے تھے چار کھتین پھر جاتے تھے اپنے فرش پر سوئے کہ آخر حدیث تک اور صحیح مسلم میں یہ حدیث معاذہ سے کہ پڑھا اور حضرت عائشہ سے

عبدالعزیز بن محمد بن عبدالحق

کہ کتنی کتبیں پڑھتے تھے نماز خفی کی کما کجا رکعتیں اور زیادہ کرتے تھے جتنا چاہتے تھے اور روایت کیا ابو جعفر موسیٰ نے
 اپنی سند میں **خَلَّ شَاكِبًا لَّنْ نُّوْجِ شَاكِبًا طَيْبٌ نُّ سَلِيْمَانٌ قَالَ قَالَتْ عَمْرُو سَمِعْتُ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ**
عَالِيَةً تَقُوْلُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِّي الصُّلُوْا اَكْبَرَ زَكَاتٍ لَا يَقْضِيْهَا يَكْفِيْهَا تَسْلِيْمٌ
 یعنی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے جاہل کی بار کتبیں نہیں کرتے تھے حج میں ہوئے سلام اور لیکن اس حدیث کا ثابت
 نہیں ہوتا کہ ایک ہی سلام چاروں پڑھتے تھے اور ایک دلیل یہ جو مروی ہے صحیحین میں ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے کہ انھوں نے جو چاہا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تھی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں رمضان کی کما کہ نہیں نہ یاد کرتے تھے رمضان میں اور غیر رمضان
 میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے چار کتبیں تھیں پھر چاروں رکعتوں کے حسن اور طول سے پھر چار سو نو چاروں رکعتوں کے حسن اور طول سے یعنی بہت
 اچھی طرح طول سے پڑھتے تھے اور یہ جو بداجہ چار چار کو بیان کیا اس سے مطلوبات ہا ہی والا کہ تین آٹھ رکعت سو نو چاروں رکعتوں
 حسن اور طول سے اور اوپر بیان کر چکے ہم سنت ظہر میں کہ آپ نے چار کتبیں ایک ہی سلام سے پڑھیں صحیحین اور اس حدیث سے
 مراد یہ کہ دو رکعت کا ایک ایک شفع علیحدہ ہو یا یکہ ہر دو رکعت کے بعد تہجد کے واسطے بیٹھے نہ یکہ ہر دو رکعت کے بعد سلام چھوڑے
 اور دلیل سپر یہ جو اخراج کیا اوسکو ترمذی اور نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے لیث بن سعد انھوں نے عبداللہ بن سیدہ
 انھوں نے عمران بن ابی سے انھوں نے عبداللہ بن نافع سے انھوں نے ربیعہ بن الحارث سے انھوں نے فضل بن عباس سے کہا کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو رکعتیں ہیں تہجد پڑھا جاتا ہی ہر دو رکعت میں واللہ اعلم **ص** فرض کی دو رکعتوں
 اور تراویح و نوافل کی سب کتبوں میں قرات فرض ہر **رکعت** کیونکہ مروی ہے صحیحین میں ابو قتادہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پڑھتے ظہر میں دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور پچھلی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور اوپر گزرا کہ اگر تسبیح بھی پڑھیں
 کہے یا چھپکا یہ تو بھی درست ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھوں نے ابی اسحق سبیعی انھوں نے علی اور ابن حود رضی اللہ عنہما
 کہ کہا انھوں نے قرات کراول کی دو رکعتوں میں اور تسبیح کہ پچھلی دو رکعتوں میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت غریبہ اور بقا
 کیا امام محمد نے مطاہرین **شَاكِبًا لَّنْ اَبَانَ الْقُرْشِيَّ عَنْ سَخَّادٍ عَنْ اَبِي اَحِيْمَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ**
بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ اَلْمَامِ فَمَا يَجِيْزُ فِيْهِ وَاِنْ نَابَ اَخْلَفَتْ فِيْهِ مِنْ اَلْاُولٰٓئِكَ وَكَانَ اَخْلَفَ بَيْنَ
وَاِذَا صَلَّاهُ وَخَلَّ اَقْرَبَ اَنِّيْ لَا اُوَلِّيْكَ بِنَافَتِهِ وَوَسُوْلَةٍ وَّلَمْ يَقْرَأْ فِي الْاَخْسَ بَيْنَ اَيْتِيْنِ یعنی حضرت عبداللہ نے
 رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے تسبیح امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز جہری نہ نماز سری میں اور پچھلی دو رکعتوں میں اور چنانچہ
 پڑھتے تھے اکیلے تو پڑھتے تھے اول دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور نہ پڑھتے تھے کچھ پچھلی دو رکعتوں میں **ص** اور جس قدر
 قصد شروع کر لیا ہو نہ تمام کرنا اور کمالا رہے اگر بطلان یا غروب آفتاب کے وقت شروع کیا ہو تو اگر چھوٹے سے شروع کیا ہو
 مثلاً اوسکو معلوم ہو کہ ظہر مینے نہیں پڑھی اور اسے شروع کی اور بعد اس کے معلوم ہوا نماز میں کہ پڑھ چکا ہوں اور اسے
 نماز توڑ دی قضا کرنا اور اسکا واجب نہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کی پہلے دو گانے میں توڑ دیا ایک دو گانے کی قضا لازم آویگی
 اور امام ابی یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں رکعت کی اور اگر دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کے تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہوا بعد ازاں
 تو طویلاً تو فقط دو رکعت دو گانے کی قضا کرے کیونکہ اول دو گانہ تمام ہو چکا اور یہ اس پر مبنی ہو کہ ہر دو گانہ ایک نماز علیحدہ ہے **و**

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلَوةُ اللَّیْلِ وَالنَّجَارِ صَبْتِیْ یعنی نمازِ رات دن کی دو دو رکعتیں یعنی
 دو رکعتیں ایک نماز صلیبیہ یہ ہے اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دو تون دو گنا نہ پڑھیں دو گنا یا دو سو گنا دو گنا
 کی ایک رکعت میں یا اول دو گنا کی ایک رکعت میں یا اول دو گنا کے میں اور دوسری کی ایک رکعت میں قرات ترک کی دو رکعتوں کی
 قضا لازم آوے گی اور اگر ہر دو گنا کی ایک رکعت میں یا دو سو گنا کے میں اور ایک رکعت میں اول کی ترک کی تو چاروں رکعتوں کی
 قضا لازم آوے گی اور پہلی اور چھٹی صورت میں امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور ساتویں اور آٹھویں
 صورت میں امام محمد کے نزدیک دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں صورت میں امام
 نزدیک قضا دو رکعتوں کی لازم آوے گی امام صاحب نے ایک چھ صورتوں میں دو رکعتوں کی قضا لازم آوے گی اور دو صورتوں میں چار رکعتوں کی
 اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورت میں دو رکعتوں کی اور چار صورت میں چار رکعتوں کی اور امام محمد کے نزدیک سب صورتوں میں
 دو رکعت لازم آوے گی اور سب آٹھ صورتیں ہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دو گنا کے تشدید میں تو خدا والا دوسرے
 دو گنا کے قضا لازم نہ آوے گی اور اگر چار رکعتیں نفل پڑھیں اور بیچ میں ایک نہ بیٹھا اول دو گنا کے قضا لازم نہ آوے گی اور بیٹھ کے
 نفل پڑھنا اگر کھڑا ہو سکتا ہو درست ہے **ف** کیونکہ روایت کیا جاتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ پوچھا میں نے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑے ہو کے تو وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کے پڑھے اوکو
 اجر برابر نصف قائم کھڑے اور جو شخص پڑھے لیٹ کے تو اوکو اجر برابر نصف قاعد کے ہو اور قائم کے معنی کھڑے ہو نماز پڑھنے والا
 اور قاعد کے معنی بیٹھ کے پڑھنے والا لہذا امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ نفل میں ہے اور فرض میں بیٹھ کے پڑھنا بعید جابر نہیں
 تو اگر باوجود قیام سے اور بیٹھ کے پڑھے تو اوکو اجر قائم سے کم نہیں آتی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہووے
 مرد یا سافر تو ثواب اسکا مثل صحیح تندرست اور مقیم کے لکھا جائیگا اخراج کیا اوکو بخاری نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین
 مخصوص ہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھ کے اور پوچھا صحابہؓ ارشاد فرمایا آپؐ نے ثواب کا نصف
 قائم کے فرمایا کہ میں نہیں ہوں مثل تمہارے روایت کیا اوکو سلم نے ابن عمر سے **ص** اور کھڑے ہو کے شروع کرنا اور پھر بیچ میں
 بعید بیٹھ جانا کہ وہ پڑھنا ہر شہر کے سواری پر اگر قبیلے کی طرف ہونہ ہوا اشارے سے درست ہے **ف** اور ہر شہر کے
 آمین قید ہر شہر کا درست نہیں کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے
 حار پر اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے یعنی ہونہ آپکا خیبر کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ فعل مخالف قیاس ہے تو اپنے مورد
 منحصر ہوگا اور یہ حدیث خود شرح وقایع میں مذکور ہے روایت کیا اوکو سلم اور ابو داؤد اور نسائی نے اور او سمین اشارے کا
 ذکر نہیں اور عطی بیان کی دارقطنی اور نسائی نے عمر بن عبید اللہ کی کہ اس نے علی حار کا لفظ کہا اور صحیح علی ہذا جملہ میں
 اپنی اونٹنی پر تھے اور روایت کیا دارقطنی نے غرائب مالک بن انس سے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ متوجہ تھے
 طرف خیبر کے حار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا اسپر اور امام میں شیخ تقی الدین نے نسبت کی اشارے کی طرف صحیحین کے
 اور زبیری نے نہیں دیکھا اوکو صحیحین سے اور کہا عبد الحق نے جمع الصحیحین میں کہ متفق ہوئے بخاری ساتھ ذکر اشارے کے کہ
 شیخ ابن امامہ وقد سرائناہ فی باب الوتر فی السفر فی صحیح البخاری من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما

فصل نوافل

اس حدیث کو صحیح بخاری باب الوتر فی السفر میں حدیث ابن عمر سے اور روایت کیا اور سکواہن جیسا کہ فی الفتح اول شعبان
قسم الرابع کی صریح میں مبارکی اللہ عنہ سے کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے فوافل ایسے پر ہر طرف سے کھڑے
اور اعلیٰ اونٹ کو کہتے ہیں صدق اگر سواری پر نفل شروع کیا اور پھر وتر اور تمام کیا جائز اور اگر گنہ شروع کیا اور سواری پر گنہ نہ تھا

فصل تراویح کے بیان میں

تراویح رمضان میں قبل وتر کے بعد عشاء میں پندرہ سنت ہیں اور ہر چار رکعت بعد تہنی دیر میں اور سکواہن ہاوی
ہتھ اور باج ترویج ہوتے ہیں اور ترویج ہر چار رکعت کو کہتے ہیں اور ہر ترویج میں دو سلام ہیں اور ایک ختم رمضان میں سنت ہر
اور قوم کی کسی سے ترک نہیں کرنا چاہیے اور سوار رمضان کے وتر جماعت سے نہ پڑھیں اور رمضان میں جماعت پڑھیں
جانا چاہیے کہ تراویح کے سنت ہونے میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک سنت ہو کہ ہر اور بعضوں کے نزدیک استحباب ہو اور بعض
میں یہ لفظ استحباب کا وارد ہوا اور اسی طرح جامع صغیر میں امام محمد کی مذکور ہے لیکن کہا صاحب ہدایہ والاکم اھا کما
لکن اروی الحسن عن ابی حنیفہ کانہ واظہر علیہ الخلفاء الراشدون والقی صلی اللہ علیہ
وسلم یکن العذر فی ترکہ المصا اظہر وهو حنیفہ ان تکتب علینا ایسی صحیح یہ کہ تراویح سنت ہو اور ایسا ہی سدا
حسین ابو حنیفہ سے کیونکہ مواعظت کی اور پھر غلہ راشدین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا عذر کو ترک مواعظت میں اور وفاق
اس بات کا کہ فرض ہو چکا اور کہ امام الحدیث شیخ الفقہاء والاصولیین مولانا کمال الملک والدین نے فتح القدیر میں کہ ملا ہر بقول
کہ شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمر سے ہوا اور وہ یہ کہ مروی ہے عبد الرحمن بن القاری کہ کہ نکلا میں ساتھ عمر بن الخطاب رضی اللہ
ایک رات طرف مسجد کے تو ناگاہ لوگ متفرق منتشر ہیں یعنی جدا جدا نماز پڑھ رہے ہیں کوئی شخص اکیلے پڑھتا ہو اور کوئی شخص میں آگے
ساتھ آتی طرح سو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ میں ان سب کو ایک قاری پر البتہ اچھا ہوتا تو جمع کیا اور ان کو
بن کعب پر پھر میں دوسری رات ان کے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ پڑھ رہے تھے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ
رفعت الید عنہ ہذہ یعنی اچھی ہے یہ بدعت روایت کیا اسکوا صاحبان نے اور صحیح کیا اور سکوا ترمذی اور فرمایا حضرت صلی اللہ
صلیہ وسلم نے لا یرم پڑھ اپنا اور سنت میری اور سنت معاف راشدین کی بعد میرا اور ایک حدیث میں آیا کہ فرض کیے اسکے تہریر و
رستائن اور سنت کیا قیام و سکوا اور بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر اسکے ترک میں اور وہ عذر یہ تھا کہ آپ کو خوف
فرض ہونے کا تھا جیسا کہ بیان کیا اور سکوا نے باب الوتر میں حدیث ابن عباس اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور صحیح میں ہے حضرت
رضی اللہ عنہما کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نماز مسجد میں تو پڑھی ان کے ساتھ نماز لوگوں نے پھر دوسری رات پڑھی تو
بہت ہو آدمی پھر سب جمع ہو تیسری رات اور آپ نے نکلا لوگ آپ نے جب صبح ہوئی کہ سینے جانا جو کہنے کیا لیکن میں اس کو
بیشک ان کے تہریر فرض ہو چکا اور یہ رمضان میں تھا زیادہ کیا بخاری کتاب الصوم میں جو انتقال کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور حکم ایسا ہی نا اور اوپر ہم باب النوافل میں حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے بیان کر چکے کہ انھوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان اور نہ غیر رمضان میں کیا کہتے
آخر حدیث نکلا اور جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن کوطیبا نے اور زبیری نے اوس سے اور نفوی نے ابن عباس سے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رمضان میں تین کعتیں سوا وتر کے سو ضعیف ہی بسبب ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان جہاں
ابو بکر بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہو اس کے ضعف پر باوجود اسکے کہ مخالف ہی روایت صحیحہ کے مترجم کہتا ہو کہ ابراہیم بن عثمان
واسطی کو ذکر کیا جس الدین ہی بخیر ان الاعتدال میں کہ روایت کیا عثمان دارمی نے ابن کثیر کہ وہ ثقہ نہیں ہو اور کہا احمد
ضعیف ہو اور کہا بخاری سکوت کیا اوس اور کہا سانی نے مترجم یہ حدیث اوسکی اور منکر ابو شیبہ سے ایک چھوڑا
کیا بخاری حدیث بیان کی ہے منصور بن ابی مزاحم نے کہا حدیث بیان کی ہے ابو شیبہ اوسنے حکم سے اوسنے مقسم سے
انھوں نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رمضان میں سوا چار کعت میں رکعت اور وتر اور پھر کس
شیخ ابن الہمام نے ابن کثیرین حضرت عمرؓ سے ثابت ہو میں تو طامین ہو زید بن وہاب کہ کما کہ تھے لوگ کہ پڑھتے پورا نماز عمر بن الخطاب
میں ساتھ تیس کعتوں کے یعنی تیس تراویح کی کعتیں اور تین ترکی اور روایت کیا یہ بھی نے معرفت میں سائب بن زید سے
کہا کہ کھڑے پڑھتے تھے ہم زمانہ عمر میں ساتھ تیس کعتوں اور وتر کے کما نو نے خلاصہ میں اسناد اوسکا صحیح ہی مترجم کہتا ہو کہ
روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھاؤںے افیکے ساتھ تیس کعتیں اور روایت کیا
ابو الحسن کہ حضرت علیؓ نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھے اوکے ساتھ تیس کعتیں اور عبد الغفر بن قیس سے کہ کما کہ تھے ابی
بن کعب نماز پڑھتے ساتھ آدمیوں کے بیٹے میں پنج رمضان کے تیس کعتیں اور وتر پڑھتے تھے تین کعتیں اور سب انھوں نے ابی القری
کہ وہ پڑھتے تھے پانچ تراویح رمضان میں اور وتر پڑھتے تھے تین کعت اور ابی اسحق سے انھوں نے جاری سے کہ وہ امامت کے لوگوں کی
رمضان میں ان کو ساتھ تیس کعتوں اور وتر پڑھتے تھے ساتھ تین کعتوں اور قنوت پڑھتے تھے قبل کوغ کے اور عطا کہ کس
انھوں نے یا مینے لوگوں کو اور وہ پڑھتے تھے تیس کعتیں مع وتر کے اور پھر کہا شیخ ابن الہمام کہ حامل ہوا ان سب ایوں سے
کو قیام رمضان کا سنت اوسین کیا کہ تین میں مع وتر کے چار کعتیں کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترک کیا بسبب خوف
فرضیت کے اور نہیں شک ہو کہ ان دونوں امروں میں کوئی امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقق ہوا تراویح سنت ہوگی اور تین
سنت خلفاء راشدین کی ہیں اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تہی لازم ہی سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی بلاناہو
سنت اونکی کے اور تہی لازم اس بات کو نہیں کہ تراویح کی میوں کعتیں سنت ہو جاوین ہوا اسلئے کہ سنت اوس امر کو کہتے ہیں جبہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فواظبت کی ہو و مگر عذر سے اور بقرہ پڑھنے قدر کے فواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا و
رکعت چوبیس سے تین کعتیں ترکی جو میں تو اس صورت میں میں کعتیں مستحب ہونگی اور ساتھ اول میں سے سنت جیسے کہ
چار رکعت بعد عشاء کے مستحب ہیں اور دو سنت اور ظاہر کلام مشائخ کا یہی ہے کہ سنت جیس رکعت ہیں اور تقضی دلیل کا وہ ہے
جو ہم نے بیان کیا اوس صورت میں علی وہ ہے جو قدوسی میں یہ لفظ استحب کا ہے جو ذکر کیا صاحب ہدایہ انتہی قال شیخ ابن الہمام

فصل نماز خسوف اور کسوف اور استسقا کے بیان میں

جانا چاہیے کہ خسوف یا خسوف کے تار یک ہو کہ کتے ہیں اور کسوف آفتاب کے تار یک ہو کو اور بعض ایک دو کسوف اطلاق کرتے ہیں
اور نہ ہی میں اوسکو کہتے ہیں خسوف کسوف کے امام حسن کا اوسیوں کے ساتھ دو رکعت پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے
مانند تہل کے اور چار کعت میں ایک کو ع کرے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکوع کرے اور قنوت کا ہر کرے اور طول نماز کا کر

کہ نماز پر بھی ہوا ہے لہذا ایک حدیث شاذ میں کہ نہیں متسک کیا جاوے گا سنا تھا اسکے اور جن یہ ہو کہ اکثر احادیث میں نماز کا ذکر نہیں لیکن ذکر نماز کا بعض احادیث میں وارد ہیں بیان کیا اوکو شیخ غائب الہام نے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں کیج سے انھوں نے جیسی بن خضص بن جاسم سے انھوں نے علاء بن ابی مرزبان سلمیٰ سے انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ سنے ہم ساتھ عمر بن الخطاب کے واسطے استحقاق سونکا کیونکہ مگر متفقاً اور موثر قبلہ کی طرف کرین اور چار کونہ او تین **ف** بعض احادیث میں چار کوا و لثنا اس طرح ثابت ہے کہ انحضرت صلی علیہ وسلم نے دہانہ کنارہ چار کا بائیں طرف کیا اور بایا کنارہ دہنی طرف کیا اور ظاہر چار کا بائیں کیا اور باطن چار کا ظاہر کیا روایت کیا اوکو ابو داؤد اور اکثر احادیث میں اسکا ذکر نہیں ہوا سہلے ہمارے نزدیک کریں کہ شاید خبر سے مراد نقل **و** اور جی علی ہر ہو کہ قذی اس کا ذکر کہتے ہیں اسلام میں کو ان کیا ہوا اور خبر مر بن جاسم ہو کہ قذی اس سہلے حاضر ہو کہ دعا وغیرہ سہلے طلب کرے ہی اور اوپر لعنت ہوتی

باب غرض پانے کے پیاں میں

جسے کہ نماز فجر با مغرب متناثر و مع کی اور پھر تکبیر کی گئی واسطے جماعت کے نماز توڑے اور جماعت سے بڑھے اگر جدا ایک رکعت پڑھ چکا ہو اور اگر ایک رکعت زیادہ پڑھ چکا ہو تو منقطع ہو جائے اور کسی نماز تمام ہو چکی اور مغرب میں اکثر نماز ہو گئی اور اکثر کو حکم مل گیا اور جسے شام یا عصر یا ظہر میں شروع کیا اور پھر تکبیر ہوئی پھر واسطے جماعت کے توڑ دے اور مل جاوے مگر اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دوسری رکعت کی اس کے ساتھ ملائی تاکہ ایک وکانہ نفل پورا ہو جاوے اور اگر ایک رکعت ضائع ہو جاوے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَبْطُلُوا شَعَائِلَكُمْ یعنی نہ باطل کر دینے علویں کو بعد اوس کے سلام پھر کے جماعت میں اور بغیر دوسری رکعت واسطے نہ توڑے اور اگر ایک رکعت کم پڑھا ہو تو توڑ دے اور جماعت میں شریک نہ ہو اگر چار رکعتی نماز میں تین پڑھ چکا ہو اور تکبیر ہوئی نماز کو تمام کرے بعد اوس کے نفل جماعت پڑھے مگر عصر میں پھر امام کے ساتھ نہ پڑھے کیونکہ نفل بعد عصر کے مکروہ ہیں اور اگر مسجد میں اذان ہو گئی تو مسجد سے نکلنا قبل نماز کے مکروہ ہے

ف کہیہ مذکور روایت کیا ابن ابی شیبہ صلی علیہ وسلم نے بیان کیا کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کہ بانی اذان مسجد میں پھر کھانا بغیر کسی حاجت کے اور وہ پھر آنیکا ارادہ نہیں رکھتا سو وہ منافق ہے اور روایت کیا ابو داؤد و ترمذی میں سعید بن اسیب کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نکلتا کسی کوئی شخص مسجد بعد اذان کے مگر منافق لیکن جس شخص کو کسی حاجت کے نکالا ہو اور وہ پھر آنے کا ارادہ رکھتا ہو اور مر اسیل سعید مقبول ہیں بالاتفاق کیونکہ پایا اذان لوگوں نے اذانے واسیل کو سنا بعد اور روایت کیا جماعت سے سوا بجا رہی ابوالشفا کہنا کہ جب ہم ساتھ حضرت ابوہریرہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نکلا ایک شخص جہا اذان ہی ہو تو نہ بت کیا ابوہریرہ نے کہ اس شخص نے افرمانی کی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابو القاسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت ہے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مسند میں اور زیادہ کیا اس میں کہ حکم کیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ نکلے مسجد سے بعد اذان کے

ص اور اگر ظہر یا عشاء کے وقت مسجد میں اقامت ہوئی مکروہ ہے کہ قبل نماز کے وہاں سے نکلے اگر چاہے نماز پڑھ چکا ہو مگر یہ کہ دوسری جماعت کا مقصد ہو اور پھر عصر مغرب میں اگر نکل جاوے تو جائز بغیر کراہت کے اگر چہ تکبیر ہو چکی ہو کیونکہ اگر جماعت میں شریک ہو جاوے گا تو وہ نماز نفل ہوگی اور نفل بعد فجر اور عصر کے مکروہ ہے اور مغرب میں تین کھتین ہیں اور تین رکعت نفل شروع ہیں اور جو شخص ڈرتا ہے کہ اگر سنت فجر کی پڑھو گا تو نماز فرض جماعت سے نہ ملے گی سنت کو ترک کرے اور جو ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو ترک کرے اور اگر سنت فجر کی اذان نہ ہو تو ہوئی تو صلا کرے جب تک کہ آفتاب نہ نکلے

ف کیونکہ فرض پڑھ چکا اور فقط نفل ہی پڑھا

یہی کسی اور پر کا
اما پر کا کہ اور کا
نچا سنا سے دان
جھوٹ تو نہیں ہوئی
میں نے مدد طلب

اور فعل بعد فجر کے کردہ یہ عین تک کا قاتب بننے اور دلیل اسکی گزری **ص** اور بعد از قاتب بننے
 بھی شیخیوں کے نزدیک قضا کرے اور امامت کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال
 کے نہ کرے اور اگر ساتھ فرض کے فوت ہوئی ہو تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دو راتوں
 کا قضا کرے اور بعض مشائخ کے نزدیک بعد زوال کے بھی اور بعض کے نزدیک بعد زوال کے قضا فرض کی قضا ہے
ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب رات قریش میں غزوت ہوئی تھی تو آپ نے قضا کیا تھا اور ساتھ ساتھ
 قبل زوال کے ساتھ اذان اور اقامت کے جماعت اور بعد از شام کے جماعت میں موجود ہو اور روایت ہے کہ آپ نے قضا کر کے
 ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک رات یعنی جب حضور نبی رات باقی تھی سو کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے کہا شک ہے تو رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا آپ نے خوش کرنا ہون میں کہ سو جاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تک کہا بلال نے جبکہ وہ گھبرا کر آیا کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر بلال نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جنگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لگایا و کھانک لگا یا کھانک راقا کا پھر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہاں گیا وہ جو قضا کرنا تھا اور جراح بلال نے کہ کبھی یہ
 غنہ آج تک مجھ کو نہیں آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے فرض کر لیں اور اح تصاری اور پھر پھر یہاں جو قضا
 چاہتا ہے وہی مال لکھتا ہو اور اذان دے گا نماز کی اور وضو کیا اور جب بلند ہو گیا آفتاب اور پسند ہوا کھڑے ہوئے آپ اور غار پر
 جماعت سے روایت کیا اسکو بخاری سلم ابو داؤد و ترمذی و دیگر تہم نے اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ جب بگایا اور کھانک لگا
 گرمی نے سو کھڑے ہوئے اور پہلے پھر اوتارے اور وضو کیا اور اذان دی بالکل پھر چھٹی انھوں نے سنت فجر کی بعد اس کے پڑھی
 نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث لکھا اور روایت کیا اسکو مالک نے زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کیا انسائی نے ابی جہل سے
 اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نمازوں کی قضا کرے تو بھی اذان اور اقامت کے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم قطع سنت فجر
 میں ہے کہ کوئی آدمی نہ کیا زیادہ سے سب سنتوں سے اور باقی سنتوں میں یہ حکم نہیں **ص** سنت ظہر کی چاہے خوف و ہراس
 جائے یا نہ ہو ترک کیا و اگر بعد فرض کے قبل دو گنا سنت پڑھ لیا اور سوا اٹھ کوئی سنت قضا نہیں کیا و اگر **ف**
 کیونکہ سنتیں عسرا و عشا کی سب میں اور مغرب کے اول عین سنت ہی نہیں اور مغرب و عشا کے بعد کی سنتیں اگر یہ سنت ہیں
 لیکن اوکی تاکید نہیں اور سنت فجر میں آپ نے ارشاد فرمایا اصلو تھا و ان طرک لکھ التحیل یعنی پڑھ لو اور ان کے کھنوں کو اگر یہ
 روزہ الدین کو گھوڑے اور نہ چوڑا و گھوڑا روایت کیا اسکو ابو داؤد و ترمذی و دیگر تہم نے اور اسناد و اسکا ضعیف ہے لیکن قابل قبول ہے کہ
 او صحیحین میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ گناہ نہ کئے کہ کسی فعل کی سنت فجر سے اور سنائی
 میں پڑھ کر دو رکعتیں قبل فجر کے بہترین وقت سے اور جو آدمی میں ہو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر میں کہ چھ رکعتیں
 چار رکعت کو قبل ظہر کے پڑھ لیا اسکو شافعی ترمذی اور بعد از شام کے پڑھ لیا ابن تیمیہ نے اسکا حکم لکھا کہ چار رکعت
 حدیث سنت الظہر صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ لیا اسکو مسند سنت ظہر میں ہوا اسکو جو جاتا ہے اور یہ حدیث اسکو
 نہیں لی لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت کو قبل ظہر کے اور دو رکعتوں
 قبل فجر کے اور ایک وایت میں ہے کہ نہیں چھوڑے تھے اسکو کبھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے کبھی اللہ تعالیٰ

ما
 قضا کر کے
 ساتھ ساتھ
 اذان و اقامت
 پڑھ لیا

فَاتَّخَذَهَا الرَّعَاءُ ثَمْبَةً لِّمَنِي نَزَلَ كَرْدُ وَدُرْ كَسْتُونَ كَو قَبْلَ فَجَرَسَ كِيُو كَرْدُ اَوْ مِسْمِي بَحْتِ عَلَّائِي مَنِ اللّٰهُ قَالِي سَهْ اَحْلَجَ كِيَا اسْكَ
 اَبُو بَلِي سَهْ اَبْنِ عَرَسَهْ اَوْرُ كَرْدَ اَحْضَرَتْ عَائِشَةُ شَفَافَةً كَرْدَ تَحْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرُخْصَةٍ تَحْ سَنَتُونَ كَو اَوْرُ كَرْدِي تَرْكُ كَرْدَتِي تَحْ
 لِيَكُنْ نَهِيْنُ بِيَكْجَا مِيْنَهْ اَبْ كَو كَرْدُ تَرْكُ كِيَا بُوْنِ دُوْر كَسْتِيْنِ قَبْلَ فَجَرَكِي سَفَرُ اَوْرُ زَهْ خُسْرِيْنِ رَوَايَتِ كِيَا اسْكَ طَرَانِي سَهْ اَوْ سَطَبِيْنِ قَابُوسْ
 بَنِ ابِي بَلِيَا سَهْ اَنْحُوْنِ لِيَا پِنَهْ يَابِي سَهْ اَنْحُوْنِ خُضْرَتِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَهْ اَوْرُ حَسْبِ شَخْصِيْنِ اِيَكْ رَكْعَتِ طَرِكِي حَجَّتِ
 سَهْ بَانِي جَاعَتِ اَوْ سَهْ نَهِيْنِ پُرْجِي بَلْكَ فَضِيْلَتِ جَاعَتِ كِيَا بَانِي تَوَا كَرْدِي سِيْنَهْ قِسْمِ كَمَانِي كَرْدَ طَرِكِي نَمَازِيْنِ جَاعَتِ سَهْ پُرْ حُوْنْ كَا اَوْرُ اَوْ
 اِيَكْ رَكْعَتِ بَانِي قِسْمِ اَوْ سَكِي جَهْوِيْ اَوْرُ كِيُو كَرْدَ اَوْ سَهْ جَاعَتِ كَو نَهِيْنِ يَابِي بَلْكَ فَضِيْلَتِ جَاعَتِ كَو يَابِي اَوْرُ جَهْوِيْنِ كِيَا سَبِيْنِ اِيَا اَوْرُ جَاعَتِ اَتِيْنِ
 اَوْرُ كِيُو كَرْدَ تَحْ اَوْ سَهْ جَا كَرْدَ فَرْضِ كَو تَهَادَا كَرْدَ تَوَا كَرْدِي دُخِيْرَكِي نَزْدِيَكِ سَنَتِيْنِ نِيْزِ سَهْ اَوْرُ حَسْبِ بَنِ يَادَكِي بَهِيْ نَزْدِيَكِ فَرْضِ
 سَهْ شَرْعِ كَرْدَ لِيَكُنْ حَسْبِ يَهْ كَرْدَ سَنَتِيْنِ پُرْجِي لِيَكُنْ جَبْ وَقْتِ تَنَكْ هُوْ تَوَا تَرْكُ كَرْدَ اَوْرُ جَسْبَهْ كَرْدَ اَقْدَا كِيَا اَوْرُ اَمَامِ كَرْدِي
 مِيْنِ يَهْ اَوْرُ تَهَادَا يَهْ اَمَامِ سَهْ سَرَا وَتَهَادَا تَوَا هُوْ رَكْعَتِ اَوْ سَكُو نَهِيْنِ اَمَامِ اَوْرُ اَمَامِ زَرْفَرَسَكِي نَزْدِيَكِ مَلْ كِيَا اَلْ كَرْدِي
 شَخْصِيْنِ سَهْ قَبْلَ اَمَامِ كَرْدِي رُكُوْعِ كِيَا اَوْرُ بِيْجَا اَمَامِ رُكُوْعِ مِيْنِ كِيَا دَرَسْتِ هُوْ كِيَا اَوْرُ اَمَامِ زَرْفَرَسَكِي نَزْدِيَكِ دَرَسْتِ نَهِيْنِ

باب قصا نمازون کے پڑھنے کے بیان میں

اَلْ كَرْدِي شَخْصِيْنِ كِيَا اِيَكْ اَنِ اَتِ كِيَا نَازِ مِيْنِ يَابِيْجِ نَمَازِيْنِ اَوْرُ دَرَسْتِ هُوِيْ تَرْتِيْبَ پُرْجَا فَرْضِ يَهْ اَوْرُ جَبْ بَعْضِ وَقْتِيْ هُوْنِ اَوْرُ بَعْضِ
 قَصَا اَوْ مِيْنِ بَهِيْ تَرْتِيْبِ فَرْضِ يَهْ كَرْدِيُو كَرْدَ رَوَايَتِ كِيَا قَاطِعِيْنِ يَهْ پَرْ مِيْقِيْ سَهْ اَسْمَعِيْلُ بَنِ اَبْرَاهِيْمِ رَحْمَتِيْ اَنْحُوْنِ
 سَعِيْدُ بَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَجِيْ سَهْ اَنْحُوْنِ عِبَادَتِ اَنْحُوْنِ نَافِعُ سَهْ اَنْحُوْنِ اَبْنِ عَمْرٍو كَرْدِيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 جَوْشَخْصِيْنِ مَحْمُولِ جَاوْ نَمَازِ اَوْرُ زِيَادِ كِيَا اَوْ سَكُو كَرْدَ اَوْ سَوَقْتِ مِيْنِ كَرْدَ سَا تَحْ اَمَامِ كَرْدَ نَمَازِ پُرْجَا سَهْ سَوَقْتِ اَمَامِ كَرْدَ نَمَازِ اِيْنِيْ اَوْرُ بَعْدِ اَوْ سَكُو
 اَوْ سَقْتِ نَمَازِ كَو پُرْجَا اَوْرُ جَبْ فَاَرْغَ هُوَا اَوْ سَقْتِ تَوَا عَادَهْ كَرْدَ اَوْ سَقْتِ نَمَازِ كَو جَوَا تَحْ اَمَامِ كَرْدَ پُرْجِي تَحْ اَوْرُ رَوَايَتِ كِيَا اَوْ سَكُو
 رَاكْعَتِيْنِ سَهْ اَنْحُوْنِ اَبْنِ عَمْرٍو سَهْ مَوْقُوفَا اَوْرُ حَجَّ كِيَا اَوْ قَاطِعِيْنِ اَوْرُ بُوْرُ زَهْ وَقْتِ اَوْ سَكُو اَوْرُ خِلَافِ كِيَا اَنْحُوْنِ اَوْ سَقْتِ
 جَسْبَهْ رَفْعِ مِيْنِ خِلَافِيْ سَوَا اَوْ مِيْنِ جَوَا كَرْدَ مِيْنِ جَسْبَهْ نِسْبَتِ كِيَا خِلَافِيْ طَرَفِ سَعِيْدِ بَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كِيَا اَوْرُ بَعْضُوْنِ طَرَفِ رَحْمَانِيْ كَرْدَ
 اَوْرُ لِيَكُنْ شُكْلُ نَهِيْنِ اَسْ بَاتِ مِيْنِ كَرْدَ رَفْعِ زِيَادَتِ يَهْ اَوْرُ زِيَادَتِ قَهْ سَهْ مَقْبُولِ يَهْ اَوْرُ يَهْ دُونُوْنِ شَخْصِيْنِ قَهْ مِيْنِ كَرْدِيُو بَنِ حِجَابِيْ
 مِيْنِ نَهِيْنِ حَرَجِ يَهْ سَا تَحْ اَوْ سَكُو اَوْرُ اِيَا سَهْ كِيَا اَبُو دَاوُدُ اَوْرُ رَا حَمْدُ سَهْ اَوْرُ اَسِيْ طَرَحِ تَوْثِيْقِ كِيَا بَنِ مِيْنِ سَعِيْدِيْ اَوْرُ ذَكَرُ كِيَا نَهِيْنِ
 تَوْثِيْقِ اَوْ سَكِيْ بَرْتِ لُوْ كُوْنِ سَيِّدَانِ اَلْ اَسْتِزَالِ مِيْنِ اَلْ كَرْدِيُو كَرْدَ كَرْدَ يَهْ دُونُوْنِ رَا بَرَا رَاكْعَتِيْنِ اَوْ رَاكْعَتِيْنِ وَقْتِ كِيَا اَوْ سَكُو
 جَوَا اَوْ سَكُو يَهْ كَرْدَ كِيُو كَرْدَ حَارَضَهْ نَهِيْنِ حَرَجِ مِيْنِ تَوْثِيْقِ مِيْنِ دُونُوْنِ اَوْ يُونِ كِيَا شَرْطِ يَهْ بَلْكَ زِيَادَتِ يَهْ اَوْرُ زِيَادَتِ مِيْنِ بَرَا بَرُوْ
 رَاوِيُوْ شَاكُوْتِ مِيْنِ شَرْطِ نَهِيْنِ اَوْرُ حَجَّتِ نِيْجِيْ جَاوِيْ سَا تَحْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرْدَ جَوْشَخْصِيْنِ كَرْدَ اَوْ سَكُو كَرْدِيُو كَرْدَ اَوْ سَكُو
 يَابِجُولِ جَاوَا اَوْ سَكُو تَوَا پُرْجَا اَوْ سَكُو جَبْ يَادُ كَرْدَ اَوْ سَكُو كَرْدِيُو كَرْدَ اَسْ يَهْ سَلُوْمِ نَهِيْنِ هُوْ تَا كَرْدَ اَوْرُ جَوَا سَهْ نَمَازِ جَسْبَهْ سَهْ پُرْجَا اَوْ سَكُو
 بِيْجَا رَا حَمْدُ كَرْدَ اَوْرُ رَحْمَتِ فَاَسَدِ بُوْ كَرْدِيُو اَوْرُ دَلِيْلِ اَوْرُ سَهْ كِيَا يَهْ كَرْدَ رَوَايَتِ كِيَا تَرْزِيْ اَوْرُ نَسَائِيْ سَهْ عَبْدِ اللّٰهِ بَنِ سَعُوْدِ كَرْدَا كَرْدِيُو
 مَشْكُرِيْنِ رُوْ كَرْدَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَو جَا رَا نَمَازِ دُوْنِ دُنْ خَلَقِ كِيَا مِيْنِ اِيَكْ كَرْدَ رَا تَحْ بَهِيْ كَرْدِيُو تَحْ سَوَا كَرْدَا خُسْرُوْ صَلَّي
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهْ مَالِ كَو اَوْرُ اَنْحُوْنِ اَفَازِ نِيْ بِيْجَا فَاَسْتِ كِيَا اَوْرُ نَمَازِ پُرْجَا اَوْرُ نَمَازِ پُرْجَا اَوْرُ نَمَازِ پُرْجَا اَوْرُ نَمَازِ پُرْجَا اَوْرُ نَمَازِ پُرْجَا

اور اگر پوری جا پڑھیں تو ذلت ہو گئی واسطے شیطان مردود کو اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے بھی **ص** اور اگر سوچے میں کچھ نہ معلوم ہو سکے کہ کو اختیار کرے اور جس کو اخیر نماز کا جائے اوس جگہ بیٹھ جائے تو اگر اوسنے شک کیا کہ تین کھتین یا چار تین پڑھی ہیں اور کچھ اوسکے ذہن کو معلوم نہ ہو تین رکعت کو لیوے لیکن بیٹھ کے پھر چوتھی رکعت پڑھے **ف** تاکہ فقہ اخیر ترک نماز کا اور مروی ہے عبد الرحمن بن عوف کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سہو کرے کوئی تم میں سے نماز میں نہ جائے کہ ایک پڑھیں یا دو پڑھیں تو بنا کرے ایک پر اور اگر نہ جائے کہ دو پڑھیں یا تین پڑھیں تو بنا کرے دو پر اور اگر نہ جائے کہ تین پڑھیں یا چار پڑھیں بنا کرے تین پر اور سجدہ کرے دو سجدہ قبل سلام کے انراج کیا اوسکا ترمذی نے اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے

باب بیمار کی نماز کے بیان میں

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب سے یا کوئی مرض نماز کے اندر حادث ہوئے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے اور سجدہ اور رکوع کرے اور اگر سجدہ اور رکوع پر بھی قادر نہ ہو بیٹھ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکے اور کوئی اونچی چیز سجدہ کے واسطے نہ رکھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہ ہو چپ لیٹے اور پیر قبیلہ کی طرف کرے اور اشارے سے سر نماز پڑھے یا رکوع پر لیٹے اگر موندہ قبیلہ کی طرف کرے اور چپ لیٹنا بہتر ہو اور اگر اشارہ بھی متعذر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور آٹکھ اور پیر کا اور دل سے اشارہ کرے **ف** روایت کیا جماعت نے موالیہ کے عمران بن حصین سے کہا کہ تمھی جھکنا ہو اس پر اور پوچھا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کہا کہ پڑھ کھڑے ہو اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو ہلو پر زیادہ کیا انسانی نے اور اگر قدرت نہ رکھے تو چپ لیٹ کے نہیں تکلیف دیتا ہر ایک کیو گروافق طاقت اوسکی کے اور زمین پر کر گیا اشارے کا لیکن جب لیٹ کے پڑھ گیا تو بالضرور اشارہ ہی پڑھ گیا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدے کے نہ رکھے کیونکہ ہر ایک میں حدیث ہے کہ اگر قدرت رکھے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کر اور زمین تو اشارہ کر اپنے سر سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا بزار نے مسند میں اور بیہقی نے معرفت میں جاہل سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عادت کی ایک مریض کی سو دیکھا اوسکو کہ سجدہ کرتا ہی تکیے پر سوچینا کہ آیا اپنے تئیں اب اوس مریض نے ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اوس پر اور حضرت نے اوسکو بھی پھینک دیا اور کہا کہ اگر قدرت رکھتا تو زمین پر پڑھ اور زمین پر اشارے سے پڑھ اور کہ سجدہ کو زیادہ جھکا کے رکوع سے کہا بزار نے نہیں جانتے ہیں ہم کہ کسینے روایت کیا اور اوسکو تو رسمی مگر ابو بکر حنفی نے اور متابعت کی اسکی عبد الوہاب اور عطاء ثوری انتہی لیکن ابو بکر ثقہ ہی کہا شیخ ابن الہمام نے اور میں کہتا ہوں کہ اس باب میں بہت آثار صحیحہ مروی ہو میں روایت کیا ابن ابی شیبہ ابن عمر سے کہ عیادت کی انھوں نے صفوان کی اور پایا اونکو کہ سجدہ کرے میں تکیے پر سو منہ کیا اونکو اور کہا کہ اشارے سے پڑھ اور روایت کیا مسروق سے کہا کہ داخل ہوئے عبد اللہ اپنے بھائی پر تو دیکھا اونکو کہ نماز پڑھتے ہیں لکڑی پر سوچتے ہیں لیا اونسے اور دور کیا اوسکو اور کہا کہ اشارہ کر جہاں تک تیرا سر پہنچے اور روایت کیا جابر بن سمیع سے کہا کہ پوچھا میں ابن عمر سے نماز مریض سے اوپر لکڑی کے کہا کہ نہیں حکم کرتا ہوں میں تمکو ساتھ عبادت بتوں کے بلکہ اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہو ورنہ بیٹھ کے در نہ کروٹ لیکے اور روایت کیا عروہ سے کہا انھوں نے کہ مریض اشارہ کرے اور نہ اٹھا دے اپنے موندہ کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ کہ اس باب میں روایت ہی ابو سعید اور کئی طرف اوسکے تابعین ابن عمر اور سعید بن مسیب اور حسن اور شریح اور ابن سیرین اور عامر اور عطاء اور طاؤس اور مسروق اور روایت کیا

تلاوت

واقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز چڑھے بیار کھڑے ہو کے تو اگر قدرت نزل کے چڑھے چتا اور وہ نون پر کے
 طرف قبیلے کے اور یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ حسن حسن عربی کے **ص** اگر کوئی اور سجدہ کر سکے اور شیا اور کھڑا ہو سکے
 بیٹھ کے اسی کے پڑھے اور یہ کھڑے ہو اشارہ کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص نماز اٹھائے سے پڑھتا ہی اور وہ شخص ہمارے
 اندر چاہا ہو گیا نماز چڑھے پڑھے اور جو بیٹھنے والا نماز میں کھڑے ہو پڑھا تو اگر وہ گویا باقی نماز کو کھڑے ہو پڑھے اور کھڑے ہو کر
 اور جو کشتی جباری ہو وہ میں بیدار بیٹھ کے نماز پڑھنا درست ہے اور جو بندہ ہی ہو تو درست نہیں اور اگر کوئی پاکیزہ رات تمام پڑھے
 یا بیوش ہو واجب ہے کہ نمازوں کو اوسدن کی قضا کرے اور اگر کھڑی بھر بھی اس سے زیادہ بیوشی ہو ہی یا جنوں یا تو قضا کرے اور
 امام محمد کے نزدیک اگر پانچ وقتوں تک مالک ہی قضا لازم آوے گی اور جو چھ وقت نماز تک یا زیادہ تک ہی تو قضا ساقط ہوگی **ف**
 اور کہ صاحب ہدایہ نے کیا ہے کہ جب کسی نماز کا وقت گزر جاوے بیوشی میں اور وہ نماز اوس ساقط ہوئی ہو اور پانچ نمازوں تک
 قضا کرنا بہر حال ہوا اور یہی مذہب ہوا کہ رشافعی کا اور دلیل وہ ہے جو روایت کیا واقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
 تحقیق کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کو جو بیوش ہو جاوے اور ترک کرے نماز کو کہا کہ نہیں پڑھو نہ ہی
 قضا کر اور نماز کی جس کا وقت ماتی ہو اور وہ میں ہوشیار ہو جاوے اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اسناد میں اوسکی حکم بن عبد اللہ
 بن سعد آمل ہے کہ احمد نے کہا حدیث اوسکی موضوع ہیں اور کہا ابن مسیح نے نہیں پڑھا اور نہیں ہوا سون اور کا ذب کہا اوکو ابو حاتم
 وغیرہ اور کہا ہمارے ترک کر دی گئی ہے حدیث اوسکی اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا محمد بن حسن نے عن ابی حنیفۃ عن حماد
 بن ابی سلمۃ ان عن ابی ہریرۃ النخعی عن ابن عمر انہ سئل فی الذی یجی علیک یوم ما ولیکۃ قال یقضي
 یعنی کہا ابن عمر نے کہ جو شخص بیوش ہو جاوے ایک دن ات قضا کرے اور روایت کیا عبد الرزاق نے نافع سے کہ بیوش رہا ابن عمر
 ایک مہینے سونہ قضا کی اوسکی جوفوت ہوا اور روایت کیا ابراہیم بن جریر آخر کتاب غریب الحدیث کے ثنا احمد بن یونس
 ثنا زائد عن عبد اللہ عن نافع قال اُخبرني عن عبد الله بن عمر انهما قالوا لیسکۃ فافات
 وکر یقض ما فاتہ یعنی بیوش رہا ابن عمر ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اوسکی جوفوت ہوا واللہ اعلم

عمر بن عبد اللہ بن مسعود

باب سجدہ تلاوت کے بیان میں

سجدہ تلاوت کا ایک سجدہ ہی سب نماز کی شرط ہے دو کمبزدن کے بیچ میں بغیر ماتھ اوٹھانے کے اور تشهد اور سلام کے
 اور سجدہ تلاوت میں جو نماز کے سجدہ میں پڑھتا ہی پڑھے اور چودہ آیتوں میں سے جو ان میں سے ایک آیت پڑھے سجدہ واجب ہوگا
 پہلی آیت سورہ اعراف کے اخیر کی دوسری سورہ رعد کی تیسری سورہ نمل کی چوتھی ہی اسرائیل کی پانچویں میر کی چھٹی پہلی آیت
 سجدہ کی سورہ حج سے اور امام شافعی کے نزدیک دوسری آیت سجدہ یعنی وَاذْكُرْ اَوَّلَ مَا بَدَأْنَاهُ مِنْ نَارِ السَّجْدَةِ وَتَوَكَّدَ فَاُولَئِكَ اَفْضَلُ
ف اور ہمارے نزدیک اس واسطے سجدہ اوس جگہ نہ کرے کہ وہ سجدہ نماز کا ہی نہ کرے اسکو تفصیل سے شیخ ابن الہمام اور امام شافعی
 جو دلیل لاتے ہیں حدیث عقبہ بن عامر کی کہ کہ میں نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تفصیل دی گئی سورت حج کی اس جگہ کہ اوس میں سجدہ
 فرما کہ بلان اور جو اولیٰ و نون سجدوں کو کرے تو اوس صورت کو بھی نہ پڑھے کہ ماترہی نے نہیں ہوا اسناد اوس کا قوی اور یہ
 اس سبب ہے کہ اسناد میں اوسکی ابن امیہ ضعیف ہے اور روایت کیا ابو داؤد مرسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمائی ہے

تفصیل دی گئی ہے اور اس کی سبب و مسجدوں کے ابو داؤد نے یہ حدیث مسند کی گئی ہے اور صحیح نہیں ہے اور اخرج کیا حاکم نے
 اور حدیث ترمذی کو اور کہا کہ عبد اللہ بن اسیدہ اماموں میں سے ہیں لیکن اخیر عمر میں اس کو اختلاف ہو گیا تھا اور میں کہتا ہوں کہ اگر یہ
 قول مسلم بھی ہو تو بھی حجت حدیث کی جب ہوگی کہ اس حدیث کے راوی قبل حالت احتلاط کے عبد اللہ سے سنا ہو ورنہ حدیث ضعیف
 بہ صورت ہے اور اس باب میں ایک اور حدیث ہے کہ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ ابن نمیر سے انھوں نے عمرو بن العاص
 کہا کہ پڑھائے مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سجدہ قرآن میں ان میں سے تین متصل میں میں اور سورہ حج میں دو سجدہ ہیں
 یہ بھی حدیث ضعیف ہے کہ عبد اللہ بن نمیر نے ابن نمیر سے حجت ہے ساتھ اس کے کہ ابن القطن نے وہ مہمل ہے اور نہیں پہچاننا
 حلل اس کا ص شاقور فرغان کی انھوں نے کل میں فی ثوبہ سجدہ میں ثوبوں میں ہے اور امام شافعی کے نزدیک میں سے ہیں سجدہ
 اور دلیل اولیٰ یہ ہے جو روایت کیا ابو داؤد نے خطبہ پڑھا ہر ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پڑھی سورہ ص او جب آیا سجدہ
 اترے اور سجدہ کیا اور کیا ہنسنے بھی ساتھ آپ کے اور پھر ایک اور بار آپ نے پڑھا ص کو توجہ مستعد ہوئے ہم واسطے سجدے کے اور
 دیکھا آپ نے ہر فورما کیا یہ توبہ ایک نبی کی ہے اور لیکن میں نے محو مستعد سجدے کے لیے جانا اور پھر اترے آپ اور سجدہ کیا تو اس سے
 معلوم ہوا کہ سجدہ ص کا واجب نہیں اور دوسرے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم ابن عباس سے کہ کہا انھوں نے
 نہیں سجدہ ص کا واجب سجدوں میں سے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے ص میں اور فرماتے تھے سجدہ
 اس کا داؤد علیہ السلام نے توبہ کی ریت سے اور ہم سجدہ کرتے ہیں واسطے شکر کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث سے عدم وجوب ثابت نہیں ہوتا
 اور ہوا سجدہ کا شکر کے لیے سنانی وجوب کے نہیں نہایت الامریہ ہے کہ آپ نے سبب سجدہ کرنے کا حق داؤد علیہ السلام میں اور ہمارے
 حق میں ارشاد فرمایا جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہیں ہوگا اور کہا امام حافض ابو محمد عبد اللہ بن یعقوب بن الحرب تخریج کر نیوالے مسند
 ابی حنیفہ نے اپنی سند عن ابی حنیفہ عن سماعہ بن حبیب عن عیاض الاشعری عن ابی موسیٰ
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فی ص یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا ص میں اور یہ دلیل
 ہماری ہے اور روایت کیا امام احمد نے بکر بن عبد اللہ مفرنی سے انھوں نے ابو سعید ایک حدیث اور آخر اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی
 علیہ وسلم ہمیشہ سجدہ کرتے تھے ص میں نقل کیا اس کو شیخ ابن ابی شیبہ صحیحاً گیارہویں حصہ سجدہ میں بارہویں والبخاری
 تیرہویں والنسائی میں چودھویں اقرأ میں اور امام شافعی کے نزدیک بھی چودہ سجدہ ہیں مگر ص میں اون کے نزدیک سجدہ
 اور حج میں دو سجدہ ہیں اون کے نزدیک اور حصہ سجدہ میں شافعی کے نزدیک جب ان کے لئے ایاہ تعبدون پڑھے تب سجدہ
 اور ہر نزدیک جب وہم لایسأموں پڑھے تب سجدہ کرے اور بھی جانا چاہیے کہ تقدیم سجدہ کی جائز نہیں
 اور تاخیر جائز ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ وہم لایسأموں پر سجدہ کرے کہا ہے میں کہ دلیل ہماری قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے
 اور وہ قول ہے کہ نہیں ہا اور کہا شیخ ابن الہمام وان ذلک قول عائشہ یعنی یہ قول حضرت عمر کا غریب ہے لیکن اخرج کیا
 ابن ابی شیبہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ وہ سجدہ کرتے تھے حصہ سجدہ میں نزدیک قول اللہ تعالیٰ لایسأموں کے اور زیادہ
 ایک روایت میں کہ انھوں نے دیکھا ایک شخص کو کہ سجدہ کرتا ہر نزدیک ان کے لئے ایاہ تعبدون کے سو کہا آپ نے جلدی کی تو نے
 ص اور اگر کوئی شخص آیت سجدہ کی سنے تو سجدہ کرے اگر چاہو اس کا قصد سننے کا نہ ہو کیونکہ ہر ایک میں ہے کہ فرمایا

حدیث ابن عباس

ابن نمیر

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سجدہ اور سر جوڑنے سے آیت سجدہ کو اور جوڑے اور سکو اور کہا شیخ ابن الہمام نے وحدیت السجدة
علی من سجدھا دفعہ غریب یعنی یہ حدیث جو صاحب دینی بیان کی مرفوع ہوا اسکا غریب ہوا اور خارج کیا ابن ابی
نصف میں ابن عمر سے کہ سجدہ اور سر جوڑنے سے سنا اور سکو اور بخاری میں ہی تعلیق کیا عثمان رضی اللہ عنہ کہ سجدہ اور سر جوڑنے سے اوکو
اور اس حدیث کو خارج کیا عبدالرزاق نے احبوا ما معنی عن الثمر بن عیسیٰ عن ابن المسیب ان عثمان من یعاقب
فقرا سجدۃ لیسجد معہ عثمان فقال عثمان انما السجود کھل من استہم فکھلوا منہم ولو یسجد لینی کفر
حضرت عثمان ایک قصہ بیان پر جو بھی اس سے آیت سجدہ کی اگر سجدہ کریں حضرت عثمان ساتھ اوکے سونہا حضرت عثمان نے کہ سجدہ کریں
جو شے پھر چلے اور سجدہ کیا واللہ اعلم اور امام آیت سجدہ کی پڑھنے مقتدی بھی اوکے ساتھ سجدہ کرے اگرچہ اوکے ساتھ
اور اگر مقتدی پڑھی امام او مقتدی نہ اندر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی سجدہ کریں اور جو کوئی نماز میں تھا او اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر
مصلیٰ نے آیت سجدہ کی اوس سے سنی جو اوکے ساتھ نماز میں نہیں سجدہ کرے بعد نماز کے اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے
پھر کرے اور نماز کے اندر کرے اور اگر کہنے باہر نماز کے امام سے آیت سجدہ کی سنی اور اوشا قتل کی یا اور کعت میں امام کے ساتھ بلا بعد نماز کے
سجدہ کرے اور نماز کے اندر کرے اور اگر کسی کو کعت میں قبل سجدہ کے ملا امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد سجدہ کے ملا سجدہ کرے اور جو
سجدہ نماز میں واجب ہوا یا باہر نماز کے اوکو قتل کرے اور اگر کہنے آیت باہر نماز کے پڑھی ملا تو قبل سجدہ کرے کے نماز پڑھنے میں غفل ہو یا او
نماز میں پھر اوسے آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ او سکو کافی ہو اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز میں اوسے آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ کرے
اور اگر ایک مجلس میں آیت سجدہ کو کئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہو خواہ سب بار پڑھ کے اخیر میں سجدہ کیا یا ایک آیت پڑھ کے سجدہ کیا او
پھر پڑھا کیا اور اگر ایک کعت میں کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہو خواہ سب بعد ایک ہی سجدہ کرے یا ایک بار پڑھ کے سجدہ کرے اور پھر
کئی بار پڑھے اور اگر ایک کعت میں آیت سجدہ کو پڑھا اور پھر دوسری کعت میں بھی پڑھا امام ابی یوسف کے نزدیک ایک سجدہ لازم آوے گا اور
امام محمد کے نزدیک دو سجدہ اور اگر آیت سجدہ کو بدل یا مجلس کہ تو ایک سجدہ کافی ہو گا مسئلہ ایک مجلس میں دو آیتیں سجدہ کی پڑھیں یا دو
مجلس میں ایک آیت آج وہ جہاں اتنا تو کہنے بنیٰ میں مجلس او کی بدل جاتی ہو ورنہ نہ پڑھا کی شاخ سے دوسری شاخ پر جہاں نہ ہو مجلس
بدل جاوے اور اگر ایک مجلس میں ایک مجلس میں کئی بار آیت سجدہ کو پڑھا اور سنتے والے کی مجلس میں کئی مجلس میں سجدہ واجب ہو گے اور اگر مجلس میں
کئی مجلسیں ہوں لیکن سنتے والے کی ایک ہی مجلس ہی ہو اور سب ایک سجدہ لازم آوے گا اور ایک کلام سے دو ستر کلام کے شروع کرنے میں مجلس ایک کلام
اور سطر ایک کلام دو ستر کلام میں اور کوئی کلام پڑھ کر سجدہ کرے ایک کلام میں اور ایک رخت کی شانیں کئی کلام ہیں ظاہر روایتنا
اور نواد کی روایت میں ایک کلام اور اگر نیچے سے اوٹھ کر ہوا مجلس یہ لیگی اور اگر کسی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اور نیچے سے کھڑی ہوئی اور اگر
مجلس ان اعلیٰ اگر کہنے ساری عورت پڑھی اور آیت سجدہ کی پڑھی تو کمرہ ہو اور اگر آیت سجدہ کو پڑھا اور باقی عورت جو کمرہ کو کمرہ میں رہا
یا ایک آیت اس کے ساتھ لا استھجیہ اور آیت سجدہ کی پڑھا نہ ہو تاکہ کوئی نہ سنتے اور اوکو سجدہ بھی لازم آوے گا اور شاید وہ اس وقت سے دو ستر ہو

باب مسافر کی نماز کے بیان میں

جو شخص کہ زمین و نبات کی راہ کا اور سطح چال سے راہ نہ کرے اور شہر کے گھر وں سے نکل جاوے تو وہ مسافر ہو اور او سطح چال سے نہیں
اونٹ کی یا پیادگی ہو اور دریا میں جب ہوا موافق ہو اور یہاں زمین جو کچھ کہ یہاں کو لائی ہو وہ **ف** اور زمین و نبات ہمارے

سورت میں قول ابوداؤد کا اور تفصیل اس کی فتح القدیر میں ہے **ف** اور جب پہلی اذان ہو تو جب لوگ غریب یا بیجا چھوڑ دیں
ف اور جسے کی طرف متوجہ ہوں ہو اس کے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاسمعوا للی ذکر اللہ و ذکروا للبیع یعنی اور وہ لوگ
 یاد اللہ کے اور چھوڑ دو یعنی بیچنے کو **ص** اور جب خطبہ پڑھنے کو امام اسے تحفے نماز اور بات حرام ہو جاتی ہے **ف** کیونکہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلے امام تو نہ نماز نہ کلام اور رفع اس کا غریب ہے اور معروف ہے کہ یہ کلام نہ ہری کا ہر روایت
 اس کو مالک نے موطا میں کہا کہ نکلنا امام کا منع کرتا ہے نماز کو اور کلام اس کا منع کرتا ہے کلام کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ مصنف
 خطائے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر کہ وہ کہتے تھے نماز اور کلام کو بعد نکلنے امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ **ث** عطاء
 بن العوام عن یحییٰ بن سعید عن یزید بن عبد اللہ عن ثعلبہ بن ابي ماری القریظی قال اذ رکعت عمر
 و عثمان فکان الامام اذا خرج یوم الجمعة ترکنا الصلوة والکلام یعنی پابا میں نے عمرو بن عثمان کو کہ جب نکلنا
 امام دن جمعے کے ترک کرتے تھے ہم نماز اور کلام کو اور مروی ہے حضرت علی سے اس کے اور بھی روایت کی عمرو کہ امام کہ جب بیٹھے
 امام نہ برتو نہیں ہے نماز اور کما زہری کہ جو شخص آئے دن جمعے کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے اور نماز پڑھے اور اخراج کیا
 علمائے ابوہریرہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تو کلام کیا اپنے صاحب سے اور امام خطبہ پڑھتا ہو سولو کیا تو اور جو نماز
 کیا اس کا بعض لوگوں نے کہ آیا ایک شخص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھتی تو نماز فلا نے کہا نہیں کہا کہ
 پڑھ دو رکعتیں لغویہ کیونکہ دوسری روایت میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص مسجد میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ
 پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہو اور پڑھ دو رکعتیں اور باز سے آپ خطبہ سے یہاں تک کہ فارغ ہو
 وہ شخص نماز اخراج کیا اس کا دارقطنی نے اور کہا کہ اس کا عبد بن محمد عبد بنی اور وہ ہم کیا او میں پھر نکالا دارقطنی
 احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل اور او میں ہے کہ انتظار کیا آپ نے اس کا اور کہا کہ مرسل مواب ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مرسل حجت ہے
 تو اس کے مقتضی پر عمل ضرور ہے پھر اس کا زیادت ہے جب کہ ماقبل کے معارض نہ ہو کیونکہ اور حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ
 اس کا مخالف مذکور ہے اور زیادت ثبوت کی مقبول ہے اور فقط زیادت اس کی موجب غلط نہیں ورنہ یہ مقبول کیونکہ زیادت سلم کی اس
 حدیث میں واللہ اعلم **ص** جب تک کہ تمام کرے خطبہ کہ اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان کوئی جہاں دوسری بار امام
ف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں فقط یہی اذان تھی روایت کیا جامع نے سو سلم کے سائب بن یزید
 کہ امام تھی اذان دن جمعے کے اول اس کے جب امام بیٹھا تھا منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابوہریرہ کے موجب
 خلافت ہوئی عثمان کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اور ابن ماجہ میں ہے کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک گھر میں کہ نام اس کا زیادت تھا
 بازار میں اور بعض مسلمانین میں ہے کہ زیادہ کی حضرت عثمان نے تیسری اذان اور تیسری اذان اس وجہ سے ہے کہ ایک قاست کو بھی اذان
 شمار کیا ہے جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدین کل اذا نکل صلوۃ یعنی در میان دو نون اذانوں کے نماز ہو سنی
 ایک اذان اور ایک قاست کے تو رفع ہو گیا اس سے وہ اعتراض جو وارد کیا اس کو بعض لوگوں نے کہ اذان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 خطبہ پڑھتے تھے اور اس کے بعد نماز تو سنتیں کہ وقت میں کہونکہ یہ اول اذان حضرت کے وقت میں تھی اور وہ جو جواب یا اس کا
 بعض لوگوں نے کہ سنتیں پڑھتے تھے بعد اذان کے تو وہ جہالت ہے کیونکہ اذان متصل ہوتی ہے خطبہ کے بلا فصل اس کے اور جائز ہے روایت

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہندوؤں کے نکلنے ہون اور سترتین پڑھتے ہوں اور پھر ان کے خطبہ شروع ہوا کہ اگر آپ پر ایمان لایا گیا کہ جیکہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے ہر روز والی آیت کے اور کترتین اور کتے تھے کہ یہ وساعت کہ کہتے ہاتھ ہن ابوسین دھندلا سکان تو میں ہا ہتا ہوں کہ پڑھے میری جانب سے اوس وقت میں کوئی عمل نہ کیا **ص** اور لوگوں کو کہ فرما کر کہ خطبہ سنیں اور امام باہمارت کھڑا ہو کہ دو خطبے پڑھے اور ان دونوں کے بیچ میں ایک بار بیٹھے **ف** کیونکہ اس میں ابی شیبہ نے منصف میں ثنا الحارثی عن حجاج عن اشکیر عن ائیسیم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّهٗ كَانَ یُکَلِّمُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا شَامًا یُعَدُّ لِقَائِیْهِمْ لَیْلَتِ یَوْمِ الْاِثْنِیْنِ صلی اللہ علیہ وسلم تھے خطبہ پڑھتے دن جمعہ کے کھڑے ہوئے پھر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھتے تھے **ص** اور جب خطبہ تمام ہو جائے تہا نماز کی جاکو اور امام لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھا **ف** جانا چاہیے کہ خطبہ طول کرنا نہایت مکروہ ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ وغیرہ نے ہا بر بن جریر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کا قصہ کرتا اور نماز کا بھی قصہ کرتا اور کہا مسرت عبد اللہ بن مسعود کہ قصہ خطبہ کا اور طول نماز کا خبر میں ثقہ سے اوس شخص کے اور عمار سے مروی ہے کہ منع کیا کہ لوگوں کو کہ میں خطبہ کو صغیر ہا ہتا میں ہر اور بہت مذمت بیان کی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی جو طول کہتے ہیں خطبہ کا اور نماز میں کہ میں نے اور یہ دلائل امت قیامت میں سے آپ نے ارشاد فرمایا اور اسی طرح یہ جو لوگوں کی عادت ہے کہ دو خطبے کے بیچ میں جب امام بیٹھتا تو دعا مانگتے ہیں بدعت ہے اور نہایت مکروہ ہے اور اسی طرح قبل نماز جمعہ کے جو لوگ الصلوٰۃ الصغیرہ کے بجائے قرین بدعت ہے اور ہرگز جائز نہیں اور جمعہ کے دن کپڑے بدلنا خوشبو لگانا مستحب ہے حدیث میں جمعہ کو عید فرمایا ہوتا

باب عیدین کی نماز کے بیان میں

مستحب ہے کہ عید فطر کے روز نماز کے پہلے کھانا کھاوے اور سواک کرے اور غسل کرے اور خوشبو لے اور اپنا اچھا کپڑا پہنے **ف** لیکن نماز کے پہلے کھانا کھانا خصوصاً جب کہ کھانا میٹھا ہو مستحب ہے کہ وہ صبح بخاری میں ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نکلے تھے اسلئے نماز عید کے بیان تک کہ کھانا لیتے تھے کچھ خرچے اور کھاتے تھے اور کو طاق اور لیکن مسواک کرنا سوسا کے ہر نماز اور نماز کے وقت سنت ہے اور لیکن غسل کرنا سوسیاں اسکا غسل کے باب میں گذرا اور لیکن خوشبو ملنا تو اسواسلئے کہ پران خوشی کا ہے اور اجتماع کا اور جب کہ جمعہ میں خوشبو لگانا مستحب ہے تو عیدین میں بطریق اولیٰ مستحب ہوگا اور اچھا کپڑا پہننے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے پہنتے دن عید کے ایک بیسویں تھا یا کسی اور کپڑے سے اور یہ حدیث ہے میں ہر اور روایت کیا بیہقی نے نائند اسکے طریق شافعی سے اور اخراج کیا بطریق ابن اوسط میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے دن عید کے کچھ سرخ اور جوڑا سرخ اس سے ہمارت ہے کہ میں ہر ایک کپڑا ہوتا ہے اوسمیں خط ہوتے ہیں سرخ اور سبز **ص** اور صدقہ فطر کا ادا کرے **ف** اور بیان اسکا کتاب الزکوٰۃ میں آویگا **ص** اور سبکی کی طرف کبیر آہستہ آہستہ کہتا ہوا چاہے **ف** خانہ کبیر میں ہی عید فطر میں آہل کبیر میں کہو کہ وہ موم ذکر تلا میں داخل ہے تو نزدیک صاحبین کے ہر کرے جیسا کہ عید قربان میں اولیٰ الائمہ کے نزدیک ہر کرے اور ایک روایت میں ان سے ہر کرے اور کہا امام صاحب نے ہر کرنا اور آواز کا بلند کرنا ساتھ ذکر کے عید اور مخالفت ہے اسلئے قال کے قول کے قائل کہ ذبک فی نفسک نفع عار و خیفۃ لک و دن الجھم میں الفعل یعنی ذکر کرنا

ساجزی سے اور آہستہ سے اور حدیث میں آیا ہے کہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَخْلَعُ ثِيَابَهُ يَوْمَ عِيدِ الْفِطْرِ وَهُوَ يَوْمُ الْفِطْرِ وَهُوَ يَوْمُ الْفِطْرِ
یعنی اللہ تعالیٰ سننا جانتا موجود ہو اور روایت کیا داقطنی نے عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ کبیر
فطر میں جب نکلتے تھے اپنے گھر سے عید گاہ تک اور روایت کیا انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب جلتے تھے صبح کو دن عید فطر
اور دن عید قربان کے گھر کرتے تھے ساتھ کبیر کے یہاں تک کہ آتا تھا امام کہا بیٹھی ہے صبح ہی وقت اس کا ابن عمر پروردگار
فل صجائی کا ساتھ آیت کلام اللہ کے معارض ہو گا اور عید کی نماز کے پہلے نفل پڑھتے ہیں اور اکثر مشائخ
اسکو کہہ دیا ہوا ہے اور بھی روایت ہے صحاح ستہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلتے اور نماز پڑھتی ساتھ صحابہ
عید کی اور نماز پڑھتی قبل اسکے اور بعد اسکے اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمر سے کہ وہ نکلے دن عید تو نماز پڑھتی قبل اسکے
اور بعد اسکے اور ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا صحیح کیا اسکو ترمذی نے اور یحییٰ محمود نے اس بات پر کعبہ
میں جو عید کے اور کچھ نہ پڑھتے تھے اور روایت کیا ابن ماجہ کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے قبل عید کے کچھ
سجوا آتے اپنے گھر میں پڑھتے تھے دو کتیں صلی اور جو شرطین کہ جسے کہ واسطے ہیں وہی شرطین خید کی واسطے بھی ہیں
واجب ہونے اور ادا کرنے کے حق میں مگر خطبہ عیدین میں سنت ہی اور نماز عید کی واجب ہی اور یہی روایت ہے امام ابو حنیفہ سے
اور یہی صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ عید کی نماز سنت ہی ہے اسکا حکم ان کے نزدیک کہ ان کا امام محمد نے کہا ہے کہ جب عیدین کی ایک تین
جمعہ ہیں تو اول سنت ہی اور ثانی فرض ہی اور اسکا جواب دینا یہاں کہ سنت کے برابر ہے کہ حدیث وجوب اسکا ثابت ہوا ہے
اور وجہ وجوب کی یہ کہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اور وجہ سنت ہونے کی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حدیث اعرابی میں فرمایا جس وقت اوسنے پوچھا کہ کیا مجھے لازم ہے سو ان پانچ نمازوں کو فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ نفل پڑھے اور کہا
مصابہ پڑھنے کہ صحیح وجوب ہی اور یہی مذہب ہے اکثر مشائخ کا لیکن جیسا مواظبت نماز عید سے وجوب اسکا ثابت ہوا ہے
اسی طرح وجوب خطبہ عید کا ثابت ہوا ہے ضرورت قائل ہوا ساتھ وجوب نماز عید اور سنت خطبہ عید کے ترجیح بلامرجح
ص اور عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب ایک یا دو نیز کے برابر بلند ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جب تک کہ آفتاب
آفتاب کا ف کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب آفتاب بلند ہو جاتا تھا موافق ایک
یادونیز کے اور سنن البوداد اور ابن ماجہ میں ہے یزید بن جیس سے کہا کہ نکلے عبد اللہ بن بکر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ساتھ آدیں کو دن عید فطر یا عید نہی کے سو بڑا کہا انھوں نے امام کو کہ دیر کی اوسنے اور کہا کہ فارغ ہو جاتے تھے ہم اب تک نماز سے
ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بوداد و نسائی نے روایت کیا کہ آئے کچھ عواطف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گویا یہی ہے
کہ انھوں نے دیکھا جاند کو کل تو آپ حکم کیا لوگوں کو کہ افطار کریں اور جب صبح ہو جاوین طرف عید گاہ کے اور بیان کیا کیا روایت ابن
میں اور داقطنی میں کہ وہ سوار آئے تھے آخر دن میں اور صحیح کیا داقطنی نے اسناد اسکا اور صحیح کیا اسکو نووی خلا میں
اور روایت کیا طیحاوی سے ثنا عبد اللہ بن صالح ثنا هشیر بن بشیر عن ابی ہریرہ جعفر بن ابی اسحاق عن ابی ہریرہ
بنا انس بن مالک اخبرنی عن ابی ہریرہ عن ابی اسحاق عن ابی ہریرہ عن ابی اسحاق عن ابی ہریرہ عن ابی اسحاق عن ابی ہریرہ
نعمان بن قیس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اصبحی اصبیما فاقبلوا منی اذ ندب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بُكَرٌ ذُو الْإِلَهِ الْأَلِيَّةِ الْمَخْصِيَةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ
 بِالْفِطْرِ وَكَفَّرَ بِأُولَئِكَ السَّاعَةِ وَخَرَجَ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِحَدِّ صَلَوةِ الْحَيْدِ بَعَثَ قَوْمًا يَتَّبِعُونَ كَيْفَ يَذْهَبُونَ
 لوگوں کی خبر رات میں مناسک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو صبح کو انھوں نے روزہ رکھا اور آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 ابن ہشام کے لوگ کا انھوں نے دیکھا چاند کو شب گذشتہ میں پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی فطر کا اور کھانا انھوں نے
 روزہ ماوی وقت اس لئے آپ ساتھ ان کے دوسرے صبح کے وقت اور پھر بھی ساتھ ان کے عید کی نماز **خاص** اور امام معتزلیوں کے
 ساتھ دو رکعت پڑھا اس طرح سے کہ پہلے تکبیر تحریر کیے اور پھر پڑھا پڑھے بعد اس کے تین تکبیریں کی تب فاتحہ اور سورت پڑھے
 تب رکوع کر کے تکبیر کرتا ہوا اور دوسری رکعت میں پہلے قرآن پڑھنا شروع کرے اور بعد قرات کے تین تکبیریں کیے اور پھر ایک تکبیر
 اور کہنے رکوع میں جاؤ اور چھ تکبیریں جو زیادہ ہیں ان میں باتھ اور ٹھانے اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے ان میں احکام فقہ فطر کے
 بناوے **ف** جانا چاہیے کہ کبیرات ہمارے نزدیک عیدین میں چھ جوبین اور احادیث میں مختلف ہیں اور ہوائی ہیں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اور صحابہ سے لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے سو یہ کہ روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کرتے عیدین میں سات اول رکعت میں اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرات کے سوا کہ کبیر
 رکوع کے اور بھی مذہب ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کیا اوسکو مالک نے اور کہا کہ فقہ کیا ساتھ اوس کے ابن ابی شیبہ اور
 تحقیق کہ آتشہا کیا اوس سے مسلم نے اور کہا کلاس باب میں مروی ہے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور طریق اوس
 فاسد ہیں یعنی ضعیف ہیں اور سنن ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تکبیر عید فطر میں سات ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور قرات دونوں کستوں میں بعد ان کے ہر زیادہ کیا اور فطر
 اور پانچ دوسری رکعت میں ہوا تکبیر نماز کے کما نووی نے کہا ترمذی نے علی میں کہ پوچھا میں نے بحار میں اس حدیث کو سنا کہ وہ صحیح
 اور خارج کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے تکبیر میں عبداللہ کے انھوں نے اپنے باب عبداللہ کے انھوں نے اپنے دادا عون ترمذی سے کہ سوائے اہل
 علیہ وسلم تکبیر کبری عیدین میں سات اول رکعت میں سات قبل قرات کے اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرات کے کہا ترمذی کہ یہ حدیث حسن
 اور وہ اچھی ہے صحیحون میں جو مروی ہیں اس باب میں اور کہا ترمذی علی کہ یہی کہ پوچھا میں نے بحار میں اس حدیث کو سنا کہ کما کہ ترمذی
 اس باب میں کوئی حدیث اس حدیث سے اور اس سے انکار نہ ہونیں اور مروی ہوئیں چند حدیثیں ہوا لگے کہ ہوائی ہیں ان حدیثوں کی او
 سنن ابو داؤد میں ہے جو معارض اس کی ہے کہ پوچھا سعید بن العاص ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ضلیف بن ایمان کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تکبیر کرتے تھے فحی اور عید فطر میں سوا کہ ابو موسیٰ کہ تھے تکبیر کہتے چار مثل تکبیر چار کے سوا کہ خدیفہ نے سچ کہا پھر کہا
 ابو موسیٰ یہاں تکبیر کرتا تھا میں تکبیر میں آخر حدیث کہا اور سکوت کیا اوس سے ابو داؤد نے پھر ترمذی نے اپنی مختصر میں اور یہ روایت
 برابر وہ حدیثوں کے کہ یہ کہہ کر تصدیق کی اوسکی خدیفہ نے تو گویا انھوں نے بھی روایت کیا اوسکو اور سکوت ابو داؤد اور ترمذی کا مجموعہ
 واسطے اوس حدیث کے اور جو ضعیف کیا ابن جوزی نے اوسکو بسبب تضعیف عبدالرحمن بن قنابل کے اور نقل کیا اوسکو ابن حبان اور
 امام احمد معارض ہے تھقل صاحب تنبیج کے اپنی کتاب میں کہ توثیق کی اوسکی بہت لوگوں نے کہا ابن حبان نے نہیں جرح ہے ساتھ اوس کے
 لیکن ہند میں اوسکی ابواشیش ہے کہا ابن القطان نے نہیں جرح کیا ابن خزمہ نے موصول ہے کہ اگر مسلم تو توثیق ہے

ابن ہشام

عبدالرحمن بن قنابل ابو داؤد

ابن اسعد کی ضعیف ہے کیونکہ ظاہر سوا اہل طرابلس و صیث کا تو کہیں تو اس میں ہر عن ابن طہیة عن یزید بن حبیب عن الزہری او کہیں ہر عن عقیل عن الزہری اور بعض میں ہر عن ابن طہیة عن ابی الاسود عن عمر بن الخطاب عن ابی اسود عن ابن عمر عن ابی ہریرة کہ ما دار قطنی نے کہ اضطراب ہوا میں بوجہ ابن اسعد کے اور حوا و دو حدیثیں بیان کیں منع کیا ان کی تصحیح کو ابن القطان نے اپنی کتاب میں اور کہا اس نے کہ کثیر بیابا عبد اللہ کا نزدیک محدثین کے متروک ہے اور کہا احمد نے کہ کچھ نہیں اور نہیں روایت کی اس میں اپنی سند میں اور ایسا ہی کہا ابن عیینہ اور کہا نسائی اور دارقطنی نے متروک ہے اور کہا ابوزر ع نے وہابی ہر حدیث اس کی معنی ضعیف ہے اور کہا امام احمد نے نہیں ہے کثیر عیدین میں ہر عن ابی حلیہ سلم سے کوئی حدیث صحیح لیکن سند بکڑی گئی ہے اس میں ساتھ قول ابویہریرہ اور لیکن جو مروی ہے صحیح ہے سو کمال عبد الرزاق نے ثنائی الثوری عن ابی اسحق عن علقمہ و الاسود عن ابن مسعود کان یکتب فی العیدین تسعاً اربعاً قبل القداء ثم یکتب فی الفجر ثم یکتب فی الثانية یقر افاذ اخر کلنا اربعاً یعنی ابن مسعود کہتے عیدین میں تو کبیرین چار قبل قرات کے پھر کبیر کہتے تھے اور کوع کرتے تھے اور دوسری رکعت میں قرات کرتے تھے اور چار کوع کرتے قرات کے کبیر کہتے تھے چار بار اور اول رکعت میں تین کبیرین عید کی ہیں اور ایک کبیر تحریر اور دوسری میں تین عید کی اور ایک کوع کی اور روایت کیا اس نے اسنا صحیح اسی اسنا سے کہا کہ تھے ابن مسعود بیٹھے اور نزدیک ان کے ابوموسیٰ اشعری تھے اور حذیفہ سوچا اس نے عیدین العاص کے کبیر سے نماز عید میں کہا حذیفہ نے پوچھا ابوموسیٰ کہا ابوموسیٰ کہ پوچھا عبد اللہ بن مسعود کیونکہ وہ ہم میں قدیم ہیں اور سب زیادہ جانتے والے ہیں پھر بوجھا اس نے تو کہا ابن مسعود کبیر کے چار پھر قرات کرے اور کبیر کے اور کوع کرے پھر کھڑا ہو دوسری رکعت میں اور قرات کرے پھر کبیر کے چار بعد قرات کے اور ایک و سرطریقہ ہے کہ روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ اسنا صحیح مروی ہے کہ تھے کھاتے ہو عبد اللہ بن مسعود کبیر عیدین میں تین کبیرین پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں اور اس مروی ہے کہ ایک کبیر تحریر کی اور تین عیدین کی اور ایک کوع کی اور ایک کوع کی اور دوسری میں ایک کوع کی اور تین عیدین کی اور ایک و سرطریقہ ہے اس حدیث کا روایت کیا اس کو امام محمد نے ثنائی ابو حنیفہ عن حماد بن ابی اسحاق عن ابن اریطہ عن الثوری عن عبد اللہ بن مسعود و کان قاعداً فی مسجد الکوفہ و معہ حذیفہ بن الیمان و ابو موسیٰ الاشعری فخرم علیہم الولید بن عقیبة بن ابی معیط و هو امیر الکوفہ فی مسجد فقال ان عدایکم فکیف اصتم ففکاکا اخینہ یا ابا عبد الرحمن فامسک عبد اللہ بن مسعود ان یصل یغیر اذان ولا اقامة وان یکتب فی الاولی خمساً و فی الثانية اربعاً وان یوالی بین الفرائض وان یصل بعد الصلوة علی راحلتہ یعنی ایک و حضرت عبد اللہ بن مسعود بیٹھے تھے سجود کوہ میں اور تھے ان کے ساتھ حذیفہ بن الیمان اور ابوموسیٰ اشعری تو سب کے ان کے اوپر ولید بن عقیبة اور وہ امیر کوفہ کے تھے اس زمانے میں اور کہا کہ کل عید ہر تحریری تو کیا کروں میں یعنی کس طرح نماز پڑھاؤں میں کہا ابوموسیٰ اور حذیفہ نے کہ بتاؤ اس کو ابی اسعد تو حکم کیا انھوں نے اس کو کہ پڑھے بغیر اذان اور قاسم کے اور کبیر کے پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری میں چار اور بوالا کرے درمیان دونوں قراتوں کے اور خطبہ پڑھے بعد نماز کے اپنی سواری پر اور یہاں تر صحیح ہے اور بیٹھے ہوئے تھے ساتھ صحابہ ابن مسعود و

ابن اسعد کی ضعیف ہے

تھے ساتھ اس کے حلیہ اور ابو موسیٰ تو اگر کوئی کہے کہ مروی ہے ابو ہریرہ اور ابن عباس جو مخالف ہوا اس کے جواباً اس کا یہ کہ مروی ہے
 بنو نیکیا شرعاً عبد اللہ بن مسعود اور ترمذی جی ان شرعاً عبد اللہ کہ لکھو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نہیں ہیں بلکہ ابو عبد اللہ بن مسعود اور بنو
 نمین میں اختلاف ابن مسعود اور ابن عباس جو مروی ہے معتضبان ابی شیبہ کہ کہیں کہیں ابن عباس عیدین میں تیرہ تکبیریں سات
 پہلی رکعت میں اور چھ دوسری رکعت میں اور ایک وایت میں ہے کہ بارہ تکبیریں سات اول رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں
 معارض ہوا اس کے بعد روایت کیا اور سننے خود ابن عباس سے کہ نماز پڑھی انھوں نے دن عید کو اگر کہیں کہیں تیرہ تکبیریں پانچ اول
 رکعت میں اور چار دوسری میں اور موالات کی درمیان دونوں فراتوں کے اور روایت کیا اس کو عبد الرزاق نے اور زیادہ کیا
 او میں کہ کیا بغیر نے ہا نہ اس کے تو باقی سات انرا بن مسعود کا سالم سارٹھے سے اور اوسے حجت پکڑی ہمارا کل اولیٰ واللہ اعلم
 اور خطبہ بعد نماز عید کے پڑھے روایت کیا ابن ماجہ نے جابر بن عبد اللہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن عید کے یا انھوں کے
 صخطبہ پڑھا آپ نے لکھ کرے کہ پھر پڑھے آپ پھر پڑھے کہ ہو پڑھا اور کہا نووی خلافت میں اور جو مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ
 کہ سنت ہے یہ بات کہ خطبہ پڑھے دو عید میں اور فاعمل کرے ان میں ایک جلسے کو ضعیف ہے متسل نمین اور نمین ثابت ہوا اور خطبہ
 پڑھنے میں کچھ اور تھوڑا دسین قیاس ہے پڑھا اگر خطبہ پڑھا قبل نماز کے خلاف کیا سنت کا لیکن پھر احادیث کو کہ خطبہ کا
 اور اگر امام نے نماز عید پڑھی اور کسی شخص نے اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھنا کہ لکھو اور اگر عید کی نماز کسی شخص نے پہلے روز نہ پڑھی گئی
 دوسرے دن پڑھی جائے اور تیسرے دن پڑھی جائے اور دلیل اس کی اور پڑھی ہے اور عید انھوں کے احکام عید فطر کے موافق
 محمد بن یزید ان میں سے ہے کہ جب نماز نہ پڑھی جائے گا نماز کا اور نماز کے قبل کیا تاکہ وہ نمین اور اسی پر فتویٰ ہے
 روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباس نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کیا اس کو عبد اللہ بن بریدہ انھوں نے
 اپنے باب سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمین نکلے دن عید فطر کے یہاں تک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور نمین کھاتے تھے دن
 بغیر عید کے یہاں تک کہ کھاتے تھے زیادہ کیا دارقطنی اور احمد کہ کھاتے تھے قربانی سے اور صحیح کیا اس کو محمد بن القاسم ابنی
 کتاب میں اور دارقطنی کی زیادہ کو صحیح صحیح کیا صحیح اور عید انھوں میں تکبیر کا کہ راستہ میں ہے اور بیان اس کا اور
 اور خطبہ میں تکبیرات تشریف اور قربانی کے احکام بتلاک اور اگر کسی بندے سے یا بغیر عید کے نماز نہ پڑھی گئی تو نمین تک
 نماز درست ہوا وید اس کے نمین اور عرفے کے روز واقعون کی مشاہدے واسطے بنی داؤن لوگوں کی جو حج میں کھڑے ہوئے نمین
 اور قوف کرتے ہیں جمع ہونا کچھ معتبر چیز نمین ہے کہ اوس سے ثواب ہو اس واسطے کہ ایک مکان خاص جس کو عرفات کہتے ہیں
 اوس میں حاضر ہونا حج کے موسم میں فرض ہے اور وجوب ثواب ہے اور عرفات کے سوا دوسرے مکان میں نمین اور تکبیرات تشریف کی انھی اللہ اکبر
 اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر کے نمین کی فجر سے ہر شخص کے بعد جو مردوں کی جہاں کے ساتھ
 پڑھا جائے شکر تیسرے نمین ہے جانا یا یہ کہ اسمین خلاف ہے کہ تکبیرات تشریف کی واجب ہیں بہت بھنوں کہا کہ واجب ہیں
 اور بھنوں نے سنت اور اکثر مذہب یہ ہے کہ واجب ہیں روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ تکبیر کہتے تھے بعد فجر کے
 دن عرفے سے نماز عصر تک اخیر دن تک دونوں تشریف ہے اور روایت کیا محمد بن یزید نا ابو حنیفہ عن حماد بن ابی سلمہ ان
 عن ابی ہذیل الثقفی عن علی بن ابی طالب اس ہند سے مثل اس کے اور مذہب امام صاحب یہ ہے کہ فجر عرفے سے شروع کرے

اور دن قربانی تک یعنی عید کے روز عصر کی نماز تک پڑھے اور دلیل اولیٰ یہ ہے جو روایت کیا ابن ابی نعیم نے ثنا ابوالکھضر عن
 ابی اسحق عن ابی اسود قال کان عبد اللہ یکتب من صلوٰۃ النبی یم عرفۃ الی صلوٰۃ العصر من یوم النحر
 یقول اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر یعنی تھے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ
 تکبیر کہتے تھے نماز فجر سے دن عرفہ کے قربانی کے دن نماز عصر تک اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر آخر تک اور روایت کیا حاکم نے
 علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے کہ ادا و نون کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کرتے تھے حج فرائض کے لیس اللہ اکبر اللہ اکبر
 اور تھے قنوت پڑھتے نماز فجر میں اور تھے تکبیر کہتے دن عرفہ کے نماز صبح سے اور تم کرتے تھے اور نماز عصر تک اخیر ایام شریعہ میں
 اور حج کیا اور کوا حکم نماز کا نہایتی کہ یہ حدیث وہی ہو گویا موعود ہو کیونکہ عبد الرحمن بن ہنادین اور سکی حدیثیں اور سکی منکرین اور
 سعید اور سکی ہنادین اگر سعید گریزی ہو تو وہ ضعیف ہے اور اگر دوسری ہو تو مجہول ہے اور اخراج کیا اور سکا بیہقی نے اور ضعیف کیا اور
 ص اور اوس مرتبہ پر جس نے مرنے کے ساتھ اقامت کی اور اوس مسافر جو مقیم کا مقتدی ہے ایام شریعہ کے آخر روز کی عصر تک
 اور مقتدی تکبیر شریعت کی ترک کر کے اگرچہ امام کرے وہ کیونکہ متابعت امام کی مانند نماز واجب ہے اور باہر نماز کے واجب نہیں

باب خوف کی نماز کے بیان میں

جس وقت کہ دشمن کا خوف زیادہ ہو تو اوس وقت امام دو گروہ کرے ایک گروہ کو دشمن کی طرف کرے اور دوسرے گروہ کے ساتھ
 ایک کعبت پڑھے اگر مسافر ہو اور دو کعبتیں اگر مقیم ہو تب یہ گروہ دشمن کی طرف چلے جاویں اور دوسرے گروہ دشمن کی طرف تھا کہ
 اور پڑھے ایک کے ساتھ امام جو باقی ہے نماز میں اور سلام پھیر دیکر امام اکیلا اور چلے جاویں یہ طرف دشمن کے اور پہلا گروہ آئے اور
 تمام کرے نماز کو بغیر قرائت کے پھر دوسرا آئے اور وہ ساتھ قرائت کے نماز تمام کریں اور فجر کا حکم بھی ایسا ہی ہے
 اور دلیل ہماری حدیث ابن عسود کی ہے اخراج کیا اور سکا ابو داؤد اور اوامین بھی مذکور ہے اور ضعیف کیا اس حدیث کو لوگوں نے
 بسبب ابو عبیدہ کے کہ نہیں سنا انھوں نے اپنے باپ ابن مسعود اور ضعیف راوی قوی نہیں اور تفصیل سے بیان کیا اسکو شیخ ابوالہمام
 نے فتح القدیر میں ص اور غریب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو کعبتیں پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک کعبت اور
 اگر زیادہ ہو خوف کے گھوڑے سے اور نہ سکین تو اکیلے اکیلے سوار نماز پڑھیں اور رکوع اور سجدہ اٹھائے سے کریں اور اگر
 قبیل کی طرف موند نہ کر سکین تو جس طرف چاہیں موند کریں اور باطل کی تباہ نماز کو لڑائی کرنا اور چلنا اور سوار ہونا ص اور
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں چنگ خندق پر قضا ہوئیں تب میں اور اگر لڑائی میں نماز پڑھنا درست ہو تاکہ قیون کرے آپ

باب چمانے کے احکام کے بیان میں

جو شخص کہ قریب ہو اسکو واسطے ہے کہ موند نہ قبیل کی طرف کیا جائے وہ اپنی کروٹ سے اور کلمہ شہادت کا کھلایا جائے
 اور چپ لٹا ناختر ہے ص اور اول موافق سنت ہے اور چپ لیٹنے میں سانی ہے اور دلیل اولیٰ یہ ہے کہ روایت کیا حاکم نے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے مدینہ میں تو پوچھا حال براہین معرور کا سو کہا صحابہ وفات کی اور میں مصیبت
 ایک کہ میں جب قریب ہوں موت کے تو کرو دنیا موند میرا طرف قبیل کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پوچھا وہ صواب تھا خبر حدیث
 اولیٰ کہ یہ بات کہ وہ اپنی کروٹ پر لیٹے تو ممکن ہے استدلال اوس پر صحیحین میں ہے براہین عارضہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ابن کثیر نے بیان کیا ہے کہ اگر مرد کو غسل نہ ہو تو اسے میت کے طور پر غسل دینا چاہیے اور اگر مرد کو غسل ہو تو اسے میت کے طور پر غسل دینا چاہیے اور اگر مرد کو غسل نہ ہو تو اسے میت کے طور پر غسل دینا چاہیے اور اگر مرد کو غسل ہو تو اسے میت کے طور پر غسل دینا چاہیے

کہ فرمایا ہے جب آنسو خاگاہ اپنی کو تو وضو کرنا مثل دشمنان کے پھر سر پر ہاتھ کر دے اور کہ اللہ تعالیٰ اے اسلمت نفسی
 الیگٹ آخر تک یہاں تک کہ اگر مرد کو وضو نہ ہو تو اسے میت کے طور پر غسل دینا چاہیے اور اگر مرد کو غسل ہو تو اسے میت کے طور پر غسل دینا چاہیے اور اگر مرد کو غسل نہ ہو تو اسے میت کے طور پر غسل دینا چاہیے اور اگر مرد کو غسل ہو تو اسے میت کے طور پر غسل دینا چاہیے
 سو بعض لوگ حجت پر کرتے ہیں اور اس کے بعد روایت کیا اور اس کو امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حضرت فاطمہ نے وقت موت
 موت قبل کی طرف کیا تھا اور بہت طویل حدیث بیان کی ذکر کیا اور اس کو شیخ ابن الہمام نے لیکن یہ حجت ضعیف ہے اور اس میں اس کے نہیں کیا
 اور اس کو شیخ ابن قیم نے محقق کے باب میں کتاب الجنازہ سے سوا ایک شے کے ابراہیم نخعی سے کہ وہ نہ کرے میت طرف قبلہ کے اور رکعت بھی
 ایسا ہی لیکن یہ یاد کیا اور اسے کہ وہ پڑھائی کروٹ کے اور میں نہیں جانتا ہوں کیوں کہ ترک کیا ہوا اس کو مرد سے اور کلمہ شہادت کیا گیا
 اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھا تو مردوں کو شہادت اس بات کی کہ زمین پر کوئی جسد سوا اللہ کے روایت کیا اور اس کو
 جماعت نے سوا ہی رکھی اور ایسا ہی ہوسا ہے حدیث ابو ہریرہ اور روایت کیا مسلم نے مانند اس کے **ص** اور جب یہ جاوے تباہی کی
 وارضی بانه وادراوے کی تاکہ کو بند کرے اور خوشبو آگ پر رکھے اور اس کا تخت اور کفن پسے اور باندے کا شام طاق ہو دے
ف اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے ایسا ہے مرد یعنی طاق ہو اور دست رکھتا ہو طاق کو **ص** اور تخت پر رکھا جاوے
 اور نہ لگا لیا جاوے اور عورت اس کی چھپائی رہا و وضو کر لیا جاوے بغیر کٹی اور ناگ میں پانی ڈالنے کے اور اس مرد کے اوپر وہ
 پانی جاری کرے جس کو میر کی پتی یا شہان گمانس ڈال کے جو ش کیا ہو و در نہ خالص پانی کے ساتھ دھو و **ف**
 اور وار د ہوئی ہے اس میں حدیث روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرک میں اور ایک روایت میں ہے کہ اسے غسل دے و ماء و **ف**
 یعنی غسل دے اور اس کو ساتھ پانی اور برہ کی پتی کے **ص** اور اس کا سر اور دائیں گل خیر سے دھو و کبدا سے مرد کو بائیں
 کروٹ لٹکے غسل دیکو اس قدر کہ جو بدن تخت ملا ہو و اس کو پانی پونچھے پھر دہائی کروٹ لٹکا و اور اسی طرح غسل دیکو
ف اس واسطے کہ شروع کرنا دہائی سے مستحب ہے **ص** اور پہلے بائیں کروٹ لٹکانا اس واسطے کہ کما کہ حسین دہائی میں
 سے غسل شروع ہو و پھر اس کو ٹھیک کے بچھا اور اس کے پیٹ کو نرم نرم سے اور جو کچھ غلط اس کو دھو و اور اس کے ہاتھ کو
 تب بعد اس کے ایک کپڑے سے پانی پونچھے اور اس کے ناخن ترشے اور بال میں کنگھی نہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک کرے
ف کیونکہ کہا حضرت عائشہ نے جب یہ کچھ ایک عورت کو کہہنے جاتے ہیں بال اس کی پیشانی کے یعنی کنگھی کی جاتی ہو کہ یہاں
 کہہنے سے تو ہم پیشانی اس کی کو یعنی کنگھی کرنا تو واسطے زینت کے ہوا و مرد کو حاجت زینت کی نہیں اخراج کیا اس کا عبد الرزاق نے
 سفیان ثوری نے اس میں اس کا انھوں نے اس میں اس کا انھوں نے اس میں اس کا انھوں نے حضرت عائشہ سے اور روایت کیا اس کو امام ابو حنیفہ نے حاد سے انھوں نے
 ابراہیم سے اور روایت کیا ابراہیم غزنی نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں ثنا الحسن بن شاکل المصنف عن ابن عباس عن
 عائشۃ انھا سئلت عن المیت یسراہم کأسۃ فقال لہ یعنی پونچھی گئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مرد سے
 کہ کنگھی کیا جاوے کما انھوں نے وہ قول **ص** اور اس کی دائیں اور سر پر جو خوبوے اور سچہ کے اعضاء کا فور سے یعنی پیشانی
 اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدم پر **ف** اور کا فور لگانا مساجد پر حدیث سے ثابت ہے **ص**
 سنت کفن کی مرویہ اسطے ازار اور کرتہ اور لفافہ ہوا و لفافہ کہتے ہیں اس چادر کو جو سب کپڑوں کے اوپر لپیٹی جاتی ہو اور
 متاخرین نے عامر سے یہاں ہاتھ سنت رکھا ہے اور اس کے اسطے ازار اور لفافہ بھی کہاتے ہیں **ف** اور کفن سنت کی حجت

یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیے گئے تین کپڑوں میں سپید تھے تحول کے اور تحول نام ایک مقام کا ہے تاکہ میں کہ کپڑے
 اوس کپڑے کے بہت اچھے ہوتے ہیں اور روایت کیا اسکو اصحاب صحاح ستہ نے حضرت عائشہؓ سے لیکن اوس حدیث میں یہ بھی مذکور ہے
 کہ تھا اون کپڑوں میں کہ تھوڑا اور نہ عمار تو اگر یہ کہنا چاہو کہ اگر تہ اس سے خارج ہو اور وہ بھی کفن میں لازم ہے جیسا کہ کہا امام مالک نے تو چار
 کپڑوں میں کفن ہو گیا اور وہ غلط ہے کیونکہ بخاری میں ہے عن ابی بکر قال لعائشۃ فی کفن رسول اللہ ﷺ فقلت عائشۃ
 علیہ وسلم فقلت فی ثلثۃ اثقاب قمیص و قد اذک و لفاکۃ یعنی پوچھا حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عائشہؓ
 رضی اللہ عنہا کہ کتنے کپڑوں میں کفن دیے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کپڑوں میں کہ تہ اور ازار اور لفافہ اور
 ضعیف ہے بسبب ناصح بن عبد اللہ کوفی کے اور ضعیف کیا اسکو نسائی نے اور اگر ہو کہ اون لوگوں میں سے جسکی حدیث صحیح ہے
 تو بھی حدیث حضرت عائشہؓ کی معارض نہ ہوگی اور جو روایت کیا امام محمد نے امام شہارک ابو ضیفہ سے عن حماد بن ابی سلمہ ان
 عن ابن اہبہم التیمی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی حلۃ تسکینۃ و قمیص یعنی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کفن دیے گئے ایک جوڑے یعنی تین اور کہ تہ میں رل ہو اور رل اگرچہ ہمار نزدیک حجت ہے لیکن تقدیم اوسکی حدیث حضرت عائشہؓ
 پر کس طرح سے ہوگی ہاں اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قمیص کی مروی ہے چند طریقوں سے تو معارض ہوگی حدیث حضرت عائشہؓ کے اور ان
 طریقوں میں دو طریقے بیان کیے اور تیسرے طریقہ وہ ہے جو روایت کیا عبد الرزاق نے حسن بصری مرسل اور جو تھا طریقہ وہ ہے جو روایت
 کیا ابو داؤد ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ کفن دیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں اوس کرتے میں جس میں انتقال کیا
 اور ایک جوڑے بخرانی میں اور بخرن ایک شہر کا نام ہے اور یہ ضعیف ہے بسبب یزید بن ابی رباح راوی کے لیکن ترجیح شاید طلحہ
 ہو کہ کفن کو مرد و عورت سے زیادہ چاہیں ورنہ اس مقام میں شک ہو کہ مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیے گئے اوس
 قمیص میں جس میں انتقال کیا پھر اوس پر کس طرح سے کفن پہنا یا جاوے گا واللہ اعلم اور تھک یعنی جوڑے عرب کے عرف میں دو کپڑوں کا نام
 ازار اور چادر اور ہمار نزدیک عامہ نہیں لیکن اچھا بابا نا اسکو بعض لوگوں نے کیونکہ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ وہ عمار باندھتے تھے
 مرد کے اور ستھ کفن میں یہ ہو کہ سفید ہو کہ مرد کیواسطے اور عورت کے لیے اور جائز ہے عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ وغیرہ جیسا کہ
 حالت حیات میں اوسکو درست تھا اور جوڑے کا قریب بلوغ کے ہو کہ اور اسی طرح لڑکی بھی حکم بالغہ اور بالغہ میں ہے اور دو کپڑے
 کفایت ہیں کیونکہ کہا حضرت ابو بکرؓ نے کانظر کر دیکھو کپڑوں میں سودھو او کو اور کفن دو جھکوا و سمین کیونکہ زندہ کو زیادہ احتیاج
 نئے کپڑے کے لڑکھن سے یعنی کچھ حاجت نئے کپڑے کی نہیں سمین کفایت ہے کیونکہ زینت لباس اور جمیع امور دنیاوی کی
 تاجیات ہے اور جب حیات نے قصد الفنا کیا تو اوسوقت زینت وغیرہ بیفائدہ ہے اور روایت کیا عبد الرزاق نے حضرت عائشہؓ رضی اللہ
 عنہا سے کہ کہا ابو بکرؓ نے اپنے دونوں کپڑوں میں جن میں تار رہے تھے کہ دھواؤ کو اور کفن دو جھکوا و سمین کہ حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا نے کیا
 نہ خرید کرین تم تمھارے واسطے نیا کپڑا فرمایا کہ نہیں زندہ زیادہ محتاج ہر طرف سے کپڑے کے مرد سے اور صحیح بخاری میں مروی ہے
 ابو بکرؓ سے خلاف اوسکے معارض ہے اوسکے جوڑے کیا ہم نے مصنف عبد الرزاق سے اور سند عبد الرزاق کی کچھ کم نہیں سند بخاری سے
 بلکہ اوس بھی زیادہ صحیح ہے اور سند او کی یہ ہرانا معمر عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت الخصال اور
 عورت کپڑے واسطے ہر ازمنہ اور ازار اور دھانی اور لفافہ اور سینہ بند جس سے اوسکے پستان باندھے جاویں سنت ہے اور اوسکے واسطے

بعض صحاح میں

بعض صحاح میں

یہ معلوم ہوا اور دلالت کرتا ہے اور سچو روایت کیا ابن جبرین صحیح میں عمران بن حصین کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تھا
نہ جاشی انتقال کیا اپنے سوکھنے ہوا اور نماز پڑھو اور ستر پہن کر بیٹھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت باندہ صحابی نے پیچھے
آپ کے اور کبیر کبیر بن اور وغیرہ جانتے تھے کہ جنازہ افکے سامنے ہوا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گمان اور کاسی طرف تھا کہ جنازہ
بغیر ستر پہن کر کے نماز کس طرح ہوگی تو شاید کہ کشف ہوا ہو آپ پر یا خصوصیات نجاشی میں ہو کہ واللہ اعلم تو اگر کوئی اعتراض
کرے کہ سوا نجاشی کے آپ نے منویہ بن خویمری پر نماز پڑھی اور وہ حاضر تھے جیسا کہ اترے حضرت جبریل علیہ السلام تو کہ اور کہا
ای رسول اللہ صلوٰۃ وفات کی عین میں تو اگر چاہو تم لیٹ دو من میں تمھارے واسطے زمین کو یعنی اوس میں کہ جہاں دفن ہوئے
حاضر کروں اور تم نماز پڑھو اور ستر پہن کر اچھا تو مار اپنا بازو زمین پر حضرت جبریل نے تو اوٹھا آپ کے واسطے تحت و کا اور نماز پڑھی
آپ نے اوپر اور پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صفیں تھیں فرشتوں کی ہر صف میں ستر تزار فرشتے تھے پھر چوچا حضرت سلی
علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے کہ کس سبب یہ درجہ پایا اوسنے کہا کہ ابھی لگتی تھی افکو سورت قل ہو اللہ احد کی اور پوچھتے
اوسکو آئے جافے اور چلتے اور کھڑے اور بیٹھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث ابی ہامسہ اور ابن سعد طبقات میں حدیث انس سے اور
نماز پڑھی آپ نے زمین حارثہ اور جعفر طیار پر جیسا کہ روایت کیا وادعی منافی میں **حدیثی** محمد بن صالح بن
عاصم بن عمر بن قتادہ وحدثني عبد الجبار بن عمار عن عبد الله بن أبي بکر قال قال لنا النعمان
التاسي يومه جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم على السجدة وكشف له ما بين يديه وبين السجدة
فجاء ينظرون الى معمرهم فقال عليه السلام اخذ النايكة زيد بن حارثة قمضي حتى استشهدوا
عليه ودعاه وقال استغفر الله دخل الجنة وهو كيعلى ثم اخذ النايكة جمعق بن ابي طالب
قمضي حتى استشهدا فصل عليه ودعاه وقال استغفر الله دخل الجنة وهو يطعن فيها
ربحنا حين حيث شاء يعني بيٹھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر اور ظاہر ہوا اوسکو شام تک اور دیکھتے تھے اوکے لڑائی
کی جگہ کہ پھر فرمایا آپ نے کیا نشان کو زمین حارثہ اور گزیرے اور شہید ہو اور نماز پڑھی اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دعا
اوکے واسطے اور کہ انکے نشان ناگو اللہ سے اوسکے لیے داخل ہو جنت میں اور وہ دروازہ جنت میں پھر کیا نشان کو جعفر بن ابی طالب نے اور گزیرے اور شہید ہو
پھر نماز پڑھی اوپر اور دعا کی اوکے واسطے اور کہ انکے نشان ناگو اللہ سے اوسکے لیے داخل ہو اور وہ دروازہ جنت کو اور اوپر نماز پڑھتے میں ساتھ
دو دفن بازو کے جہاں چاہتا ہے تو جواب دے سکا یہ ہے کہ خصوصیت نجاشی کا ہے جسے دعوی اوس تقدیر پر کیا ہے کہ جب تحت مرد کا نہ ظاہر ہو
آپ کی واسطے اور نہ دیکھیں آپ اوسکو اور جو نہ کو مہوا اوسکے خلاف ہی باوجود ضعف روایات کے سو جو مناسبتی مروی ہے ستر پہن کر دو دفن
طریقوں سے اور جو ابن سعد ہی طبقات میں ضعیف ہے ساتھ ظاہر کے اور وہ بیٹا زید کا ہے اور کہا ہے کہ بیٹا زید کا اتفاق کیا محمد بن اوس کے
ضعف پر اور طبرانی کی روایت میں بقیہ بیٹا ولید کا ہے اور وہ بھی ضعیف ہے اور اگر اوسکو تسلیم کریں تو لازم آتا ہے کہ جتنے لوگ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لکوں میں ستر پہن کر نماز پڑھی ہو آپ نے اوس سب پر اور ستر پہن کر ثابت نہیں ہوا **اصل** اور نماز جنازہ کی
یہ کہ پہلے کبیر کے دو دفن ہاتھوں کو اوٹھا کے پھر بعد اوسکے ہاتھ نہ اوٹھا اور شام کی نزدیکی میں کبیر میں اوٹھا اور نماز پڑھے پھر کبیر
کے اور رو رو پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر تیسری کبیر کے اور یہ دعا پڑھے اگر مردہ بالغ ہوا اللھم اغفر لیحیئنا وھمیتنا

مسندین ابن عمر سے مثل روایت ابن عباس کے اور زیادہ کیا کہ اور کمالا حارمی نے کتاب النسخ والنسخ من انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبیر کہتے تھے اہل بدر پر سات کبیرین اور بنی ماسم پر بھی سات اور اخیر نماز کے پڑھنی تھی اور کوا اپنے کبیرین کبیر تھیں اور سین چار بیان تک کہ سنے دنیا سے اور حیف کی لگنی یہ حدیث بالجملة ثابت ہو کہ صحیح چار کبیرین ہیں اور ایسا ہی بیان کیا اور کوا شام عظام نے واللہ سبحانہ اعلم وعلیہ السلام اور شروع کرنا ساتھ درود اور ثناء کے سنت دعا کی یہ روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات میں فضالہ بن عبیدہ کہنا کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہہ دیا کہ تیری اور زمین درود بھیجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ثناء کی اللہ تعالیٰ پر سو کہنا کہ جلدی کی اس شخص نے تو لایا اور کوا کہ جب نماز کے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور ثناء کے پھر درود بھیجے ہی صلی اللہ علیہ وسلم پھر نماز کے بعد اس کے جو چاہے صحیح کیا اور کوا ترمذی نے اور دعائیں بھی حدیث میں وارد ہیں میں اور جو شخص کہ نماز پڑھے وہ مرد کے سینے کے برابر کھڑا ہو **ف** اس واسطے کہ یہ مقام قلب کا ہی اور او زمین نور ایمان ہی تو کھڑا ہونا سینے کے پاس شمار ہر طرف شفاعت کے واسطے ایمان اس کے کہ اور ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کھڑا ہوتا اس کے سر کے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت انس سے کہ اور کوا کہ یہی سنت ہے لیکن اس کی اسناد میں کلام ہے **ف** اور ترمذی نے اس کے واسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محلک پھر ولی میت کا عصبنا کی ترتیب اور ولی سے مرد کے اجازت لیکے غیر کوا کرتا دیت ہے اور اگر ولی کے سوا دوسروں نے نماز پڑھی دلی کو اختیار ہے کہ نماز کو وہ پڑھو اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ نہ دو ہر اور پڑھ مرد بغیر نماز پڑھے ہوئے دفن کی گیا تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک شہرہ پڑے گا نہ ہو یعنی تین روز تک **ف** اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھی ایک عورت پر انصاف سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اس کی قبر پر روایت کیا اور کوا کہ جہاں او کا کہنے اور سکوت کیا اس سے اور اخراج کیا ملاک نے نوطا میں بھی مضمون **ف** اور سواری پر جنازہ درست نہیں **ف** اور کوا اس کو مقتضی ہے کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقہ نماز نہیں بوجہ ہونے ارکان نماز کے اور استحسان نہیں جائز ہے کیونکہ او میں کبیر تحریر موجود ہے **ف** اور جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو اس کے اندر مرد کو رکھ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر مردہ اس کے باہر ہو تو او میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے **ف** روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مرد پر مسجد میں تو زمین اجر ہو اسے اور ایک روایت میں فلاشی کہ ہے اور صالح مولیٰ تو اس کا اس کی اسناد میں فقہ ہے لیکن اختلاف ہو گیا تھا اور کوا آخر عمر میں نقل کیا نسائی نے ابن مسعود سے کہ وہ فقہ ہے اور جسے قبل اختلاف کے اس سے سنا تو وہ روایت اس کی صحیح ہے اور ابن ابی ذئب نے سنا اس سے قبل اختلاف کے اور تفصیل کی اس کی شیخ ابن العاصم نے اور وہ جو مسلم میں ہے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد جناد کی ایک آفتاب کے اوپر سے عموماً ثابت نہیں ہوتا اور جائز ہے کہ بغیر مردہ اور وہ جو بعضی نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز مسجد میں اس کی اسناد میں اسماعیل عنوی متروک ہے واللہ اعلم **ف** اور جو لوگ پیدا ہوا اور مر گیا تو اگر رویا ہو تو نام رکھا جائے اور غسل فرمایا جاوے اور نماز پڑھی جاوے **ف** روایت کیا نسائی نے جابر سے کہ جب مرد کو نماز پڑھی جاوے اور پھر وارث ہو گا کہ انسانی نے اور واسطے منیرہ بن مسلم کے حدیث منکر ہے اور روایت کیا اور کوا کہ نے سفیان سے ابو یوسف سے

صحیح مولیٰ الترمذی

اصح حدیث

مستخرج

اونی دوزخون نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ جو جاوے ساتھ جنازہ کے تو پکڑے چاروں کو نے تخت کی گردن کی یہ سنت ہے اور وہ
 کیا امام محمد نے اونی سے کہا انھوں نے سنت کی یہ بات کہ اوٹھا کرے جنازہ کو چاروں کو نوٹے تخت کی اور اخرج کیا اسکا
 ابن ماجہ اور لفظ اسکا یہ ہے کہ جو اوٹھا چلا کر کو تو پکڑے چاروں کو نے تخت کی اور امام شافعی کے نزدیک اس کے کا شخص گردن
 کی چڑھ کرے اور پیچھے کا شخص سینے سے اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاذ کے جنازہ اوٹھنے کو ابن سعد طبقات میں
 اور امام شافعی نے ساتھ سند ضعیف ہے اور مروی ہے یہ بھی بہت صحابہ لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ اس وقت ہجوم تھا مالانہ کا اس وقت
 جنازہ اس طرح پراوٹھا گیا اور مروی ہے حدیث میں کہ ستر ستر فرشتے جنازہ میں حاضر ہوئے تھے یا کوئی اور سب ہوگا اور جلد ہی
 حدیث میں وارد ہے روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی عبداللہ بن مسعود کہ کہا کہ پوچھا عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ سطح
 ساتھ جنازہ کے فرمایا کہ جب سے اور جب تک ایک قسم ہو دوڑ کی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور بخالاصحاح مسند والون نے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازہ کے تو اگر مرد نیک ہو تو تم جلدی لیے جاتے ہو اسکو طرف نیک کے اور اگر نیک
 تو جلدی رکھتے ہو تم اسکو کن جوان سے اپنے **ف** قبل جنازہ رکھے جانے کے بیٹھنا مکروہ ہے **ف** کیونکہ بیٹھ جانے سے معلوم ہوتا
 کہ اسے اعراض اور تنافل ہو اور جو شخص بیٹھا ہو اور جنازہ اس کے سامنے سے گزرے تو کھڑا ہو کر اور بعضوں نے کہا کہ اگر
 ہو کر اور صحیح اول ہے کیونکہ روایت کیا حضرت علی نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ہو کہ کھڑے ہونے کا ساتھ جنازہ کے
 پھر بیٹھنے کے بعد اس کے اور حکم کیا ہو کہ بیٹھنے سے کہ اور روایت کیا اسکو امام احمد وغیرہ نے **ف** اور جنازہ کے پیچھے چلنا
 مستحب ہے **ف** اور اس باب میں دونوں طرح کے آثار وارد ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ پیچھے جنازہ کے
 چلتے تھے اور حضرت عمر ابو بکر وغیرہم سے کہ چلنا ثابت ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح چاہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سوار چلے پیچھے جنازہ کے اور پیدل جس طرف چاہے اور رکنا نماز پڑھی جاوے اور سپر روایت کیا اسکو اصحاب سنن اور ترمذی
 نے صحیح کیا اسکو اور ایک روایت میں ہے کہ چلو آگے اس کے اور پیچھے اس کے اور دامن اس کے اور بائیں اس کے اور روایت کیا
 ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہم نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر آگے جنازہ کے **ف** اور کھڑے
 اور کھڑے بناؤ **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ واسطے ہی اور شق واسطے غیر بہار کے ہے روایت کیا
 اسکو ترمذی ابن عباس اور اسناد میں اسکی عبداللہ بن عامر کہ کہا اس نے کہ اس میں گسٹگو ہے اور ابن ماجہ میں ہے اس
 بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے مدینہ میں دو شخص ایک صحابہ بنا تھا اور ایک انہیں بنانا
 تو کہا عنہ کہ جو پہلے آوے گا اس سے قبر بنو انہیں کو پہلے آیا بنانے والا صحابہ کا اور صحابی لگتی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اور کھدکی وصیت کی اس کے واسطے اپنے مرض موت میں **ف** اور مرد کو کھد میں جو قبر سے قبل کی طرف قرب کر کے
ف اور ایسا ہی روایت کیا ابن ابی شیبہ ابراہیم بن خنی سے اور ابو داؤد و ترمذی میں کہ رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قبر میں قبل کی طرف سے اور زمین کھینچے گئے کھینچنے کے یعنی سفل نہیں کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک سفل چاہیے اور وہ یہ ہے
 کہ رکھا جاوے تخت پیچھے قبر کے کہ ہو سہرہ کا مقابل میں دونوں قدموں کے قبر سے پھر داخل کیا جاوے سر کے کا قبر میں اور اندر کیا جاوے
 اور جو دین پر اس کے مقام اس کے سر کے پھر داخل کیے جاوے سر کے اور اندر کیے جاوے اسی طرح اور یہی مروی ہے جو صحابہ

زخمی پایا جاوے تو جیسے غسل واجب ہو جیسے جنب اور راض اور نفسا یا لڑکا ہو تو وہ شہید نہیں اور جو کہ تیر خیز سے قتل نہیں کیا بلکہ
 بجاری خیز سے تو وہ بھی شہید نہیں مگر اگر باغیوں نے مارا ہو یا مشرکین یا لوٹے والوں نے کہ ان کا مقتول جس چیز سے جان
 مارین شہید ہو **ف** اور جنب اگر شہید ہو تو امام صاحب کے نزدیک غسل اوسکو کر دیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک نہیں لیکن امام صاحب
 کی یہ روایت کیا ابن جہان اور حاکم نے عبد اللہ بن بکر سے کہا کہ سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اور
 تحقیق کہ قتل کیا گیا خطلہ بن عامر ثقفی صاحب تمھارے غسل دیتے ہیں اوسکو مگر تو چچا صحابیوں نے اونکی بیوی کی کہا کہ نکلتے تھے
 وہ اور جنب تھے اخیر حدیث کا اور فرمایا آپ نے کہ ایسا غسل دیتے ہیں اوسکو مگر اور کہا حاکم نے صحیح ہو اور بشرط مسلم
 اور جو بی کا ذکر نہیں کیا اور نام اونکی بیوی کا جمید بنت ابی سلول ہو ہیں تھیں عبد اللہ بن سلول منافق کی اور باغیوں کے
 یا مشرکوں کے ہاتھ سے جو مارا جاوے تو وہ شہید ہو اور دلیل اسکی صاحب روایت یہ بیان کی ہے کہ شہدا ائمہ کے سب ہتھیار سے
 نہیں مارے گئے تھے اور کچھ سیکو غسل نہیں دیا گیا **ح** اور جو غلام سے مارا جاوے بلکہ حد یا قصاص سے مرے تو بھی شہید نہیں اور
 جسکے مرنے سے دیت واجب ہو وہ بھی شہید نہیں مگر آپ اگر اپنے بیٹے کو مار ڈالے تو وہ شہید ہو اور اگر کسی شخص کو میدان میں زخمی
 نپایا بلکہ اوسکی ناک چوٹی ہوئی پائی تو وہ شہید نہیں مگر اگر کسی مسلمان کو ایک مسلمان نے کہ وہ باغی اور ڈکیت نہیں مار ڈالا تو اگر لوہے
 مارا ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہید ہو اور جو لوہے سے نہیں مارا تو شہید نہیں اور صاحبین کے نزدیک کچھ لوہے کی شرط نہیں اور
 جو چیزیں مرو سے خاص ہیں جیسے پوستیں اور قبا اور ٹوپی اور ہتھیار اور روزہ وہ شہید سے اوتا رہا وینگی اور اگر کفن میں سے
 کوئی چیز کم ہو تو زیادہ کریں اور جو زیادہ ہو تو کم کریں اور اوسکو غسل ندیوں اور ناز پڑھیں اور خون بھریا ہو فحش دیا جاوے
ف کیونکہ روایت کیا امام احمد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے احد کے شہید دن پر سو فرمایا کہ میں گواہ ہوں
 ان لوگوں پر دفن کرو و انکو ساتھ زخموں اونکے کے اور خون کے اور سیتلزم ہے عدم غسل کو کیونکہ جب غسل ہوگا تو خون کہاں باقی رہے گا
 اور غسل کہ ترک میں چند حدیثیں آئیں ہیں اخراج کیا بخاری اور اصحاب نے لیث بن سعد انھوں نے زہری انھوں نے عبد الرحمن
 بن حبیب انھوں نے جابر بن عبد اللہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے دو شخصوں کو شہید دن احد اور فرماتے تھے کہ کون سا
 زیادہ ہے حافظ قرآن کا تو جب بتلاگوئی کسیکو اوسکو آگے کرتے حدیث میں گواہ ہوں ان پر دن قیامت کے سو حکم کیا آپ نے
 اونکے دفن کا خونوں میں اور نہیں غسل دیا و انکو زیادہ کیا بخاری اور ترمذی اور نہیں نماز پڑھی اوں پر کہا انسائی نے نہیں جانتا ہوں
 کہ متابعت کی ہولیت کی کہینے اصحاب زہری سے اس سناد پر اور بخاری نے نہیں اختیار کیا اوسکو اور روایت کیا ابو داؤد نے جابر سے
 کہ لگا ایک شخص تیر سینے میں باطلق میں موہ گیا اور رکھا گیا اسی طرح اپنے کپڑوں میں اور ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور سناوے کی صحیح ہو اور روایت کیا انسائی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹ دو و انکو اونکے خونوں میں کیونکہ نہیں ہو کوئی
 زخم کہ لگا ہو اوسکی راہ میں مگر اوں کا دن قیامت کے کہ رنگ اوسکا رنگ خون کا ہو گا اور جب جیسے مشک کی اور امام شافعی کے نزدیک بے
 نماز بھی نہ پڑھی جاوے اور کہتے ہیں کہ تلوار چوکر نہ والی ہو اسلئے کہ ہونے کے اور بعض فقہاء نے اوسکو کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
 اور ایسا ہی صحیح ابن جہان میں اور صحیح بخاری میں ہے جابر سے کہ نہیں پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوں پر یوں احد
 اور جابر بخاری طرف سے یہ کہ روایت کیا ابو داؤد و ترمذی میں عطاء بن ابی رباح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اوں پر

شہداء کے قواب عارضہ کی حدیث جاری کی ہے کہ نزدیک لگائیں اگر کوئی کھڑے ہو کر قریب ہو گیا ہو یا کسی نے جو ابترین
 سے ہیں اور رسالت ان کے مانند مرفوع کے ہیں اور اگر مسلم ہو تو جب فوت ہو گیا ہو تو دوسری حدیث مرفوعہ تو قوت میں ہوگی اور
 وہ یہ ہے جو روایت کیا جا رہی ہے کہ اگر کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور رضی اللہ عنہ کو لینی یا کوئی انش نہیں مٹی تھی
 بسبب کثرت شہداء کے پھر کھڑے ہو لوگ قتال سے سو کہا ایک شخص نے کہ دیکھا میں نے کہ کوئی فلا نے درخت کے نیچے تباہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے کے پاس اور دیکھا ان کو اور اون کا حال اور روئے پکار کے سو کھڑا ہوا ایک شخص انصار میں سے اور ملا
 اوپر ایک کپڑا پھر لائے گئے حضور علیہ السلام اور نماز پڑھی آپ نے اوپر پھر باقی شہید پڑھتے جاتے تھے اوپر نماز پہلو میں نہت ہو کر
 اور اٹھتے جاتے تھے اور حضور رضی اللہ عنہ وہیں رکھے گئے یہاں تک کہ پڑھی نماز سب شہیدوں پر اور فرمایا آپ نے کہ حضور خدا
 شہیدوں کے ہیں اللہ کے نزدیک ان قیاس کے اور کہا کہ صحیح ہے اسناد اور سکا اور زمین نکالا اور سکو شہیدین نے لیکن یہاں میں اس کی
 مفصل بن سہ قہ ہے اور اس کو اگرچہ ضعیف کیا بھی اور نسائی نے لیکن کہا ابوازی نے کہ تھے عطاء بن مسلم تو شوق کرتے تھے ان کی
 اور ابو بن شیبہ نے تھامی اوپر پوری ثنا اور کہا ابن عدسی نے نہیں بکھینتا ہوں میں ساتھ اس کے کہ حرج تو نہ کہ ہوگی حدیث و روایت
 اور وہ جہت ہوا در شک نہیں اس میں کہ قوت کر گی حدیث ابو داؤد کو اور کہا احمد نے ثنا عطاء بن مسلم ثنا احمد بن سلمہ
 ثنا عطاء بن الشائب عن الشعبي عن ابن مسعود قال قال كان النساء يوم اُخذ خلفاء المسلمين ايماناً
 کہما فوضع حذوة النبي صلى الله عليه وسلم ووضعت يده على صدره الى جنبه فصل عليه فرفع
 الاضراس في دبره وحذوة النبي صلى الله عليه وسلم ووضعت يده على صدره الى جنبه فصل عليه ثم رفعه وحذوة النبي صلى الله عليه وسلم
 يومئذ سبعين صلوة يعني خمسين جرت من ان اللہ کے نیچے مسلمانوں کے یہاں تک کہ کہا پس رکھے گئے حضور واسطے نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لائے گئے دوسرے شخص انصار میں سے اور رکھا ان کے پہلو میں ہونا نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اوپر اور چڑھ کر لائے گئے حضور رضی اللہ عنہ اور اٹھا لیا وہ شخص پھر لائے گئے دوسرے شخص اور رکھا پہلو میں حضور کے اور نماز پڑھی آپ نے
 اوپر اور اٹھا لیا اور رکھے ہے حضور رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ پڑھی اوپر نماز مشربا اور یہ بھی درج حسن ہے کہ شہیدوں عطاء بن شیبہ
 اگرچہ آخر عمر میں غنڈا و کھا بگڑ گیا تھا لیکن جن لوگوں نے ان سے اول عمر میں روایت کیا تو وہ صحیح ہے اور میں جانتا ہوں کہ عطاء
 بن سلمہ نے ان سے قبل تنبیہ کے سنا کیونکہ عطاء بن زید نے قنابت ہوا کہ قبل تنبیہ کے سنا اور وفات اولی عطاء کے بعد چاس برس کے ہوئی
 اور عطاء بن سلمہ نے انتقال کیا قبل عطاء بن زید کے بارہ برس پہلے تو روایت اولی صحیح ہوگی اور بشرط عدم تسلیم کے حسن کی کم ہوگی
 اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس سے کہ جب پھر سے شرک لوگ شہیدوں احمد سے یہاں تک کہ کہا پھر گئے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حضور کو اور کبھی کوئی اوپر دس بار ذکر کیا مانند اور روایتوں کے اور یہ بھی درج حسن ہے کہ نہیں قی در صورتیکہ سب ضعیف ہوں تب بھی
 حامل ان حدیثوں کا حسن ہو جاتا نہ کہ ہر حدیث حسن ہو جو علاوہ اس کے کہا قادی نے سخاوی میں حدیثی عبد بن عمر بن عبد اللہ
 عن عطاء عن ابن عباس اور ذکر کیا اس حدیث کو تو رفع ہو گیا اور سکا اور روایت کیا مولی بن ربيعة بن قیس شمر سے
 کہ اگر تھامین اور لشکر میں کہ یہ بھی تھا اور سکا ابو بکر صدیق نے ساتھ عمرو بن العاص کے ایک اور فلسطین کی طرف لے کر کہا حدیث
 اور کہا کہ قتل کیے گئے ان میں مسلمانوں میں ایک سوتیس آدمی اور نماز پڑھی اوپر عمرو بن العاص اور یوں لوگوں نے لے کر ان کے ساتھ

عطاء بن سلمہ

عطاء بن سلمہ

اور تھوڑے وقت کے بعد نماز پڑھنے کے لئے نماز کے واسطے نماز کرنے کے لئے گرامت کے ہوا اور وہ شہید میں ہو رہا ہے
اور لڑکے اور عاتق اور جناب اور لڑکے کو غسل دیا جاوے اور دہلی اسکی گندری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
غسل دیتے ہیں جنہ کو ملا لگا اور لڑکے کو اس واسطے غسل دیا جاوے کہ سبب کافی ہوئی شہداء احد کے حق میں غسل کے بدلے کیونکہ وہ
معموم تھے بخلاف لڑکے کے کہ اسکا گناہ نہیں ہو تو اسکی حکم میں نہ ہوگا اور اگر ایک شخص کو شہر میں مقتول پایا اور قاتل
اسکا معلوم نہیں برابر ہو کہ قتل اسکا وہ ہے یا بڑی لاشی یا چھوٹی لاشی سے ہوا ہو غسل اسکو دیوینگے اگر ایسے موضع میں
جہاں دیت اور قسامت لازم آتی ہو جیسے محلہ اور گھر وغیرہ میں پڑا ہو تو اگر شرک یا سبب جاسع میں پڑا ہو تو اگر معلوم
کہ وہ ہے سے قتل ہوا ہو غسل نہ دیا جاوے گا کیونکہ وہ شہید ہوا اور اگر وہ ہے سے نہیں قتل کیا گیا ہو بلکہ بڑی لاشی سے امام صاحب
نزدیک غسل دیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک نہیں دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی لاشی سے قتل ہوا ہو سبب کے نزدیک غسل دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی
لاش سے قتل ہوا ہو تو غسل دیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص مسجد میں خبی ہو بعد اسکے سو یا یا کچھ کھانا یا پیایا اسکا علاج کیا یا خیمہ بنایا گیا
یا ایک فوج نماز نماز غافل یا کچھ صیبت کی غسل دیا جاوے گا اور نماز پڑھی جاوے گی ان صیبتوں میں اور امام کے نزدیک فقط صیبت سے غسل دینگے اور اگر با
یا ڈالنے والا مار گیا اسکو غسل دینگے اور نماز پڑھینگے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی یا غیون پر ایسا ہی ہوا ہے

باب کعبہ میں نماز پڑھنے کے بیان میں

کعبہ میں فرض اور نفل پڑھنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک ہر ایسے میں کہا ہو کہ درست نہیں اور انکی کتابوں میں لکھا ہے
کہ درست ہے جب تو جو ہر طرف دیوار کعبہ کے یہاں تک کہ اگر سونہ کی طرف دروازے کے اور وہ کھلا ہو اور چوکت بھی برابر اوست کی
بالان کی لڑکی نہیں تو نہیں جائز ہوگا اور یہی ہوا انکی کتابوں میں کہ اگر عاذا اللہ مثلاً کعبہ گریا جاوے تو نماز اس کے باہر اوست کی
موند کر کے درست ہے اور اس کے اندر جائز نہیں مگر جب اس کے سامنے سترہ ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور اعتراض کیا اور صاحب حج و قبا
اور ہمارے نزدیک اس واسطے درست ہے کہ روایت ہے صحیحین میں ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبہ میں
اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن ملجم اور بندہ کر لیا اسکو پھر رہے تھوڑی دیر اوسمیں کہا ابن عمر نے کہ پوچھا میں نے بلال سے جرق
نکلے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیے دوستوں بائیں طرف اور ایک انہی طرف اور تین پیچھے اپنے پھر نماز پڑھی
تو تھا خانہ کعبہ کا اوس دن چہ ستون پر انتہی اور یہ دن فتح مکہ کا تھا جیسا کہ تصریح کی انھوں نے ساتھ اس کے نافع سے انھوں نے
ابن عمر سے تو یہ حدیث اور سوا اس کے معارض ہوا اسکے جو نکالا اون دنوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
داخل ہوئے کعبہ میں اور اوسمیں چہ ستون سے سو کھڑے ہوئے نزدیک اپنے رب کے اور دعا کی اور نماز پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر
کیونکہ اثبات مقدم ہونی پر اور بعضوں نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ صلوٰۃ سے اوس جگہ مراد دعا ہو غلط ہے کیونکہ خود بخاری میں ہے کہ
ابن عمر سے کہ پوچھا میں نے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں کہا کہ ہاں دو رکعتیں آخر تک لیکن
معارض ہوا اسکے جو صحیحین میں ہے قول ابن عمر سے کہ جب لگیا میں پوچھنا اونسے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تجھ تو اس صورت میں
جمع اس طہ پر ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبہ میں دن فجر کے سونہیں نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر
دوسرے روز سونہ نماز پڑھی اور یہ حج و عمرہ میں تھا اور یہی حضرت ابن عمر سے اسناد حسن کے اخراج کیا اسکا واقعہ غلطی سے تو یہ محمول ہے

مال میں زکوۃ یہاں تک کہ گزر جائے ایک سال اور عارث اگر چہ ضعیف ہو لیکن عاصم فقہی اور روایت کیا مالک نے کہ گھاس میں
 نہیں لیتے تھے حضرت ابو بکر کسی مال سے زکوۃ یہاں تک کہ گزرے اوسپر ایک سال **ص** اور جو مال نصاب یا زائد حاجت ہا
 سے ہو وہ جیسے غلام واسطے خدمت کے اور غنہ واسطے کھانے کے اور کپڑے پہننے کے اور اسباب خانگی اور جانوروں کی
 اور اختیار کاؤ کو استعمال کرنا ہی اور ضروری کے ہتھیار اور کتابیں پڑھنے کی تو زکوۃ واجب نہیں **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی
 علیہ وسلم نے کہ نہیں ہر مسلمان بصدقہ اوسکے غلام میں اور اوسکے گھوڑے میں اور ایک روایت میں ہر کہ نہیں ہر اوسکے غلام
 صدقہ گو صدقہ فطر روایت کیا اسکو بخاری سلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور نیت تجارت کی بھی ضروری مثلاً غلام اور کما
 حاجت فاضل یا گھر بھی رہنے کے واسطے منوں تو اگر نیت تجارت کی نہوگی زکوۃ واجب نہوگی اور کتاب پر زکوۃ واجب نہیں
ف اور کتابت اوس غلام کو کہتے ہیں کہا اوس مالک کہے کہ اگر اتنے روپیہ تو مجھے دے دو تو تو آزاد ہو اور زکوۃ اوس واسطے
 اوسپر واجب ہیں کہ حریت صرف اوس میں نہیں بلکہ ایک طرح کی عبدیت یعنی غلام ہونا متحقق ہو جب تک اپنی قیمت ادا کر کے
ص اور جو شخص کہ قرضدار ہو بقدر قرض اوسکے کے زکوۃ اوسپر واجب نہوگی یہ جب ہو کہ قرض کسی شخص کا تھا ہو اور
 اگر قرض خدا کا ہو جیسے نذر یا کفارہ تو زکوۃ واجب ہوگی اور مال خمار یعنی اوس مال میں کہ مالک سے غائب ہو اور اسکا
 ملنے کی نہیں ہو جیسے مال گیا ہو یا دریا میں ڈوبا ہو یا غصب کیا ہو اور اوسپر کوئی گواہ نہیں یا چنگل میں شکا کاڑا اور بھگت
 اوسکی بھول گیا یا قرض کہ لینے والے نے اوسکا انکار کیا برسوں پہلے تو اگر کیا لوگوں کے سامنے بعد برسوں کا جو غلام نے مال
 لے لیا اور پھر بعد برسوں مل گیا تو ان سب صورتوں میں زکوۃ اون برسوں کی لازم نہ آوے گی اور امام شافعی کے نزدیک لازماً ہوگی
 اور جو قرض کہ منسل یا غنی پر ہو اور وہ اقرار کرے یا ہو یا قرضدار انکار کرے یا ہو لیکن گواہ اوسکے لینے پر موجود ہوں یا قاضی اس سے
 واقف ہو تو یہ مال اگر اوسکو ملے یا دیکھے زکوۃ اون گزرے وفون کی واجب ہوگی اور اگر کسی چیز کو تجارت کی نیت سے خریدا بعد اوس
 نیت خدمت کی کی زکوۃ اوس میں واجب نہوگی اگر چہ پھر نیت تجارت کی کرے جب تک اوسے پہنچ نہ آئے
 اور جو شخص کسی مال کا سوا چاندی اور سونے اور سوائم کے ہبہ یا وصیت یا نکاح یا طے یا وصیت سے مالک
 ہو جائے اور وقت مالک کے نیت تجارت کی ہو دوسرے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واسطے تجارت کے ہوگا
 اور زکوۃ واجب ہوگی اور نزدیک امام محمد کے واجب نہوگی اور بعضوں نے کہا ہو کہ ابو یوسف کے نزدیک واجب نہوگی اور محمد کے نزدیک
 واجب ہوگی اور اگر مالک کے وقت نیت تجارت کی نہو اگر چہ پھر نیت تجارت کی ہو جاوے زکوۃ واجب نہوگی جب تک اوسکو پہنچ نہ آئے
 یہ جب ہو کہ نیت مال کا اختیار ہی ہو اور اگر اختیاری نہو جیسے ورنہ وغیرہ زکوۃ واجب نہوگی اور زکوۃ میں دینے کے وقت
 نیت زکوۃ کی چاہیے یا مال زکوۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزار دن کا مال یا شتا یا زکوۃ کو تباہ یا جدا کرے تو وہ مال
 زکوۃ سے محسوب نہوگا اور اگر سال کوئی شخص امیر کے راہ میں دیکھو تو زکوۃ ساقط ہوگی اور اگر تھوڑا مال دیکھو تو جتنے کا مال
 دیا ہو اوسکی زکوۃ امام محمد کے نزدیک ساقط ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک نہیں ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس دوسری دھرم تھے اوسے
 سوا میں سے صدقہ امام محمد کے نزدیک زکوۃ اون سو کی ادا ہو جاوے گی اور ابو یوسف کے نزدیک ادا نہوگی

باب مالوں کی زکوۃ کے بیان میں

اور جو شخص کسی مال کا سوا چاندی اور سونے اور سوائم کے ہبہ یا وصیت یا نکاح یا طے یا وصیت سے مالک ہو جائے اور وقت مالک کے نیت تجارت کی ہو دوسرے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واسطے تجارت کے ہوگا اور زکوۃ واجب ہوگی اور نزدیک امام محمد کے واجب نہوگی اور بعضوں نے کہا ہو کہ ابو یوسف کے نزدیک واجب نہوگی اور محمد کے نزدیک واجب ہوگی اور اگر مالک کے وقت نیت تجارت کی نہو اگر چہ پھر نیت تجارت کی ہو جاوے زکوۃ واجب نہوگی جب تک اوسکو پہنچ نہ آئے یہ جب ہو کہ نیت مال کا اختیار ہی ہو اور اگر اختیاری نہو جیسے ورنہ وغیرہ زکوۃ واجب نہوگی اور زکوۃ میں دینے کے وقت نیت زکوۃ کی چاہیے یا مال زکوۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزار دن کا مال یا شتا یا زکوۃ کو تباہ یا جدا کرے تو وہ مال زکوۃ سے محسوب نہوگا اور اگر سال کوئی شخص امیر کے راہ میں دیکھو تو زکوۃ ساقط ہوگی اور اگر تھوڑا مال دیکھو تو جتنے کا مال دیا ہو اوسکی زکوۃ امام محمد کے نزدیک ساقط ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک نہیں ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس دوسری دھرم تھے اوسے سوا میں سے صدقہ امام محمد کے نزدیک زکوۃ اون سو کی ادا ہو جاوے گی اور ابو یوسف کے نزدیک ادا نہوگی

لصاب اونٹ کی پانچ ہین اور گاسے کی تیس اور بکری کی پچیس تو جب اونٹ پانچ سے یا گاسے تیس سے یا بکریاں چار سے
 کم ہوں تو زکوۃ واجب ہوگی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے اور جسکے منوں کو چار اونٹ تو نہیں ہوں وہیں صدقہ لگے کہ چار سے
 مالک اور سکا یعنی قرمز ہوں تو زکوۃ او میں اور جب چار دین پانچ تو او میں ایک بکری ہو اور فرمایا کہ جب ہوں کہ چالیس بکریوں سے
 اسی کے پاس تو میں ہوں وہیں صدقہ لگے کہ چار سے مالک اور سکا اور فرمایا **و** فی البقرۃ فی کل ثلاثین شیعہ یعنی گارے میں
 ہر تیس ہین ایک گاسے ہی ایک برس کی اور دس برس میں لگی ہو **ص** ہر سچے مین اونٹ کے بجائی ہوں یا عربی یا عجمی
 اونٹ او سکو کہتے ہیں کہ عربی اونٹ اور عجمی سے مل کے پیدا ہوا ہو اور عربی جسکے ماپا پے دونوں عربی ہوں **ض** ایک بکری
 واجب ہو تو دس ہین دو بکریاں اور پندرہ ہین تین اور بیس ہین چار واجب ہونگی اور جب پچیس اونٹ ہو جاوے یا ایک بنت مین
 یعنی ایک برس کی اونٹنی کہ دس برس میں لگی ہو چھتیس تک اور جب چار دین تو ایک بنت لبون یعنی دو برس کی اونٹنی کہ تیس برس
 لگی ہو اور جب چھالیس ہین تو ایک بنت یعنی تین برس کی کہ چوتھے ہین لگی ہو اور جب اٹھ ہین تو ایک بنت کہ چار برس کی یا پانچ
 ہین ہو اور جب چھتر ہوں تو دو بنت لبون اور جب اٹھارہ ہوں تو ایک سو بیس تک دو حقہ بھڑی طرح ہر سچے مین ایک بکری
 بھڑا کہ سو بیسالیس ہین ایک بنت مخاض اور دو حقہ اور ڈیڑھ سو ہین تین حقے واجب ہونگے بھڑی طرح ہر سچے مین ایک بکری بھڑی
 پچیس ہین ایک بنت مخاض اور چھتیس ہین ایک بنت لبون بھڑا کہ سو چھانو مین دو حقہ چار حقے واجب ہونگے بھڑی
 دو سو کے پنجے سے شروع کیا جاوے گا جیسا کہ بعد ڈیڑھ سو کے شروع کیا گیا تھا **ف** اور ایسا ہی وارد ہوا حدیث میں
 اس میں خلاف امام شافعی کا ہے **و** اللہ اعلم **ص** اور جب تیس گاسے ہوں یا بیس تو ایک قید یعنی ایک سال دیکھو اور جب
 چالیس ہوں تو ایک سہ سہ یعنی دو برس کا بڑا یا بڑا اور پھر ساٹھ تک حساب لگا کرے تو جب ساٹھ ہوں تو صدقہ دے اور پھر تک پھر چھتر
 ایک سہ ادا ایک صدقہ دے پھر چھتر ہوں تو دو سو سے اور جب نوے ہوں تو تین صدقے اور جب سو ہوں تو دو صدقے اور ایک سہ ادا
 ایک سو دس ہین تو ایک صدقہ اور دو سو سے پھر جب سو اور بیس ہین چار صدقے یا تیس سے دیکھو اسی طور سے ہر ایک تیس ہین صدقہ اور ہر
 چالیس ہین صدقہ دیکھو اور چالیس کران یا پچھتر ہوں تو ایک بکری ہی بھڑا کہ سو اکیس ہین دو بکریاں پھر جب دس اور ایک بکری
 تین بکریاں دے پھر چار سو ہوں تو چار بکریاں دے پھر اسی طرح ہر سیکڑے مین ایک بکری دیا کرے **ف** اور ایسا ہی حد
 میں آیا ہے روایت کیا او سکا ابو داؤد حضرت علی سے اور اسناد او سکا ضعیف ہے اور مروی ہے کہ حضرت ابو بکر میں آنحضرت صلی
 علیہ وسلم سے ایسا ہی ذکر کیا او سکو تجارتی **ص** اور جو چھرا لگے ہے تجارت کے نہیں ہین اور غیر زکوۃ واجب نہیں مگر یہ کہ تجارت
 کے لیے ہوں **ف** اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نازل ہوا جیسا او میں کہ جب تجارت کے لیے
 ہوں تو زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ حال اونکا مثل حال اور مال کے ہو **ص** اور اونٹ گاسے بکری اگر گھڑی سے اونکو کھلا لیا یا بڑا
 اور چارہ دیا جا تا ہو تو او میں زکوۃ واجب نہیں اور یہ جو گائیں گدہ ہین جب ہین کہ وہ جانور سوانم یعنی جنگل سے چلے آئے یا برون
 اکثریت مین مال کی اور جو جانور کہ کام کے لیے ہیں جیسے بیل بل جو تنے کے یا بوجھ لانے کے لیے تو او میں بھی زکوۃ واجب نہیں
 بکری کے اور اونٹ کے اور گاسے کے بچوں مین جتنے چاہے ہوں کوہ نہیں مگر گڑے کی تعیت میں مثلاً چالیس ہین
 بکریوں اور پانچ ہین اونٹوں کے اور تیس مین گائیوں کے اگر ایک بھی بڑا ہو گا تو زکوۃ واجب لگی اور زبے اگر زکوۃ سے ہوں

بکریوں میں سے جس بکری ان ہاک ہو جاوے یا چھ اونٹ سے ایک اونٹ بعد سال کے تو بانیس کریں پر اور بائیس اونٹ پر
 ایک بکری یا تین بکریوں کی ادسی طرح اگر بانیس اونٹ سے چند ہاک میں جاوے یا چھ اونٹ میں سے تین بکریاں اگر بانیس میں سے ایک اونٹ
 متصل ہو تو بانیس اونٹ رہا ویسے اور اونٹ میں ایک بنت نماض لازم آوے گی اور اگر بانیس اونٹ سے جس ہاک ہو تو بانیس میں
 صرف کیے جاویں گے اور گیارہ اونٹ بانیس میں جو منہ کے قریب ہو اور بائیس اونٹ بانیس میں جو منہ کے قریب ہو یہاں تک
 بانیس میں جاوے گا کہ باقی رہا ویسے اور جو بانیس ہاک ہوں چند رہا ویسے کی تو تین بکریاں لازم آوے گی اور جو بانیس ہاک ہوں
 دس رہا ویسے تو دو بکریاں لازم آوے گی اور جو بانیس ہاک ہوں یا چھ رہا ویسے کی تو ایک بکری لازم آوے گی ہاں تک بانیس
 نہ رہے گا **ص** اور جانا پنا ہے کہ لینا خراج کا امام کو پہنچنا ہے اور اسی طرح وسوان حصہ خراج کا اور زکوٰۃ سوائم اور زکوٰۃ بالون
 تجارت کی سب امام لیا گیا تو اگر بانیس نے خراج لے لیا تو بالکون سے دوسری بار نہ لیا جاوے گا کیونکہ خراج حق ڈرنے والوں کا ہے
 اور وہ کا فروغ سے ڈرتے ہیں اور اگر زکوٰۃ مال تجارت کی لے لی اور زکوٰۃ کے مصارف میں صرف کیا تو بھی بالکون سے دوبارہ نہ لیا جاوے گا اور
 اگر بانیس کے مصروفوں میں صرف نہیں کیا تو اول لوگوں کو چاہیے کہ چھپکے سے دوبارہ زکوٰۃ دیوں اور اسی پر فتویٰ ہے اور بانیس
 کے نزدیک اگر کوئی چھوڑنا لازم نہیں اور بانیس کے نزدیک اگر کوئی دینے کے وقت نیت تصدق کی کرے گی تو زکوٰۃ اون سے ساقط ہے بلکہ
 اوشیح ابو منصور نے یہی اسکو قبول نہیں کیا **ف** اور باقی تفصیل اسکی اہل میں لکھی ہے مناس گاہ بنظر اس بات کے کہ
 عوام فہم تھاکر کیا **ص** اور جو روکا تعلیمی ہو تو اس کے مال سے جزیرہ نہ لیا جاوے گا اور عورت تعلیمی کے مال سے شل ایک مرد کو
 لیا جاوے گا جانا پنا ہے کہ تعلیمی ہر طرف بنو تعلیم کے کہ ایک قدم بھی شریک سے حضرت عمرؓ سے جزیرہ طلب کیا اونھوں نے
 انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ و نادر دینے کو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہی خبر ہے جو تم چاہو اپنے بھائی کو
 اسکا توبہ اون سے زکوٰۃ کے دو ذرے صلح ہو گئی اون کے لڑکوں سے نہیں لیا جاوے گا اور عورتوں سے لیا جاوے گا اور جو صاحب اختیار
 اسکو ایک سال کے پہلے یا زیادہ زکوٰۃ کا دیدینا اور بھی اسکو کئی نصابوں کی زکوٰۃ کا دیدینا درست ہے اسکا او سکے بائیس صدقہ
 اور اون سے کئی نصابوں کی زکوٰۃ او میں سے ادائی اور بعد اس کے وہ نصاب اسکو ملی پہلی زکوٰۃ اس سے بھی کافی ہوگی اور جو بوی
 ایک نصاب کا مالک نہیں اور وہ بیشتر نصابوں کی زکوٰۃ دے تو درست نہیں **ف** پہلے سال سے زکوٰۃ دیدینا اس واسطے
 درست ہے کہ روایت کیا ابو اود اور ترمذی نے عبدالمہدی بن عمرو بن العاصؓ کے پوچھا عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ
 جلدی دینے میں قبل گزرنے سال کے واسطے مساجد کے طرف نیکی کے تو لڑن دیا آپ نے اونکو **ص** نصاب ہونے کا
 مشغال ہو اور چاندی کا دوسری درم کہ ہر دس درم سات مشغال کہ ہوں اور اس میں کو وزن سے بعد کہتے ہیں تو ایک ماہ آدا
 پانچواں حصہ مشغال کا ہو چکا تو دس درم سات مشغال کے ہوں اور مشغال میں قیر کا ہوتا ہے اور درم چھ قیر کا ہوتا ہے اور قیر کا
 بائیس جو کا ہوتا ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے نہیں کہ بائیس اوقیہ سے چاندی میں نہ کو تار کر لیا اور پہنے اس میں شکر اور
 لوقیہ بانیس درم کا ہوتا ہے تو بائیس اوقیہ کے دوسری درم ہو اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے اور ابوہریرہؓ
 کہ نکاح و صدقہ چاندی کا ہر چوبیس درم میں ایک درم اور تین درم کے ہوتے ہیں کہ چوبیس درم میں ایک درم چوبیس درم میں ایک درم
 اور روایت کیا دارقطنی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا معاذ بن جبلؓ کو جب بھائی کو کوئین کی طرف یہ کہ لیوے

ہر چالیس دینار میں سے ایک دینار اور ہر دوسرے درہم سے پانچ درہم اخیر تک اور وہ ضعیف ہی ساتھ عبداللہ بن مسعود کے اور روایت کیا داؤد قطنی نے حضرت عائشہ اور ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے ہر مہینے دینار سے آدھا دینار اور چار دینار سے ایک دینار اور ضعیف ہی ساتھ ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع کے اور دینار ایک مثقال کا ہوتا ہی اور روایت کیا ابو احمد بن ربیع نے کتاب الاموال میں عمرو بن شعیب سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہی دوسو درہم کم میں کچھ اور نہ میں مثقال سے کم سونے میں کچھ اور دوسری میں پانچ درہم میں اور میں مثقال میں آدھا مثقال ہی اور اسناد او کا ضعیف ہی اور روایت کیا ابو داؤد و ترمذی میں اور نسائی نے دیات میں عمرو بن خرم سے اور اسمین ہی کہ فرمایا اپنے ہر چار مہینے میں ایک دینار ہی اور یہ حدیث ثابتہ ہی اور کہا ابن الہمام نے وھو حدیث کاشک فی ثبوتہ علی ما قد مناکہ یعنی یہ وہ حدیث ہی کہ نہیں شک ہی اس میں جبینا اور پہنچے اس کو بنایا کہ **ص** سونا یا چاندی میں سے دار اور معمول ہو یا لاہو جالیسوان حصہ زکوٰۃ میں واجب ہوتا ہی **ف** اتوار گز یور چاندی یا سونے کا ہوا زکوٰۃ واجب ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک نہیں واجب ہی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی حدیث روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے کہ ایک عورت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی اور اس کے ہاتھ میں دو گنگن تھے موٹے سونے کے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیٹی سے کیا ادا کرتی ہی زکوٰۃ اس کی کہ انہیں کہا کہ آسان ہی ہو چکو کہ پچاس کے اسکو دو گنگن دن قیامت کے آگ کے کہا راوی کہ اتارا اس کو اس نے اور چھینک نہ یا حضرت کے سامنے اور کہا کہ یہ دونوں واسطے اللہ اور رسول کے ہیں کہا ابو الحسن قطنی نے اسناد او صحیح ہی اور کہا منذری نے مختصر میں کہ نہیں ہی گفتگو اس کی اسناد میں اور سنن ترمذی میں ہی ابن ابیہ کہ کہا کہ آئین و عورتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ذکر کیا اس حدیث کو اور اسمین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کر زکوٰۃ اس کی اور وہ ضعیف کیا اس کو ترمذی نے اور کہا کہ نہیں ہی صحیح ہی اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ملد یہ ہی کہ اس طریقہ سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہی ورنہ خطا ہی کہ منذری کہ شاید قصد کیا اس نے اور دو طریقوں کو جو ذکر کیا او کو اور طریقہ ابو داؤد کا نہیں ہی اسمین اور کہا ابن القطنی نے تصحیح کے حدیث ابی داؤد کو کہ ضعیف کیا ترمذی نے اس حدیث کو اس واسطے کہ نزدیک اس کے اسمین دو ضعیف ہیں ابن ابیہ اور ثنی بن الصباح اور روایت کیا ابو داؤد نے عبداللہ بن شداد سے کہا کہ داخل ہو ہم حضرت عائشہؓ کے کہما کہ داخل ہو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھیں پیر ہاتھ میں بڑی بڑی انگوٹھیاں چاندی کی سو فرمایا کیا ہی یا عائشہؓ سو کہا میں نے بنایا سینے او کو کہ زینت کروں میں واسطے تمہارے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ ادا کرتی ہی زکوٰۃ او کی کہنا نہیں فرمایا کہ وہ کافی ہی ہو چکو آگ کے لیے اور روایت کیا اس کو حاکم نے اور صحیح کیا اس کو اور ضعیف کیا اس کو داؤد قطنی نے اس طرح کہ محمد بن عطاء مجہول ہی اور صحیح کیا او کا بھیقی اور ابن القطنی نے کہ محمد بن عمرو بن عطاء اللہ کو گون جین سے ہیں اور لیکن وہ او کی اسناد ہی اپنے دادا کی طرف منسوب ہی اس واسطے داؤد قطنی نے اس کو مجہول جانا اور متابعت کی اس کی عبدالحق نے اور بیان کیا وہ سنن ابو داؤد نے اس مسئلہ سے کہا کہ میں پہنچے تھی اوضاح سونے سے اور اوضاح ایک قسم زیور کی ہی سو کہا میں نے کہ ای رسول اللہؐ کیا کثر ہی یہ فرمایا کہ جو پونچھ بیان تک کہ ادا کی جاوے زکوٰۃ اس کی اور زکوٰۃ اس کی ہی جاوے تو وہ کثر نہیں ہی اور کثر سے

باصلاحون کی زکوٰۃ کے بیان

ابن ابیہ

محمد بن عطاء

مراد یہ ہے کہ روکنا چاہی اور یہی ہے کہ او زکوٰۃ نہ دینا اور اس کی گناہ ہو اور اخراج کیا اور اس کا حکم نے مستدرک میں ہے
 انھوں نے بتایا ہے اسی اسناد سے اور کہ اس کا صحیح ہے اور بشرطہ بخاری اور لفظ اس کا یہ ہے کہ جس آدمی کا ہوا کہ زکوٰۃ اس کی تو وہ
 کثر نہیں ہو سکتی کہ یہ جیسی ہے نہ متفرق ہو اساتذہ اس کے ثابت میں بیان اور اس کا صاحب نے یہ کچھ نہیں کہ اگر کسی نے زکوٰۃ
 روایت کیا اس سے بخاری اور ترمذی کی روایت کی اور وہ جو کہ عابد الحق نے کہ نہیں حجت پڑی جاوے گی ساتھ اس کے
 قول میں ضعیف نہیں کہا کہ سنیہ اور انکار کیا اور پھر شیخ ترمذی ابن ابی الدین ابن دقیق احمد اور وہ جو کہ ابن ابی حاتم نے کہ محمد بن جابر
 اسناد میں کہا ابن عباس کہ بنی ہاشم اور نہایت کثر ای اور اس کی طرف اتفاق کے کہا صاحب تصحیح نے یہ وہم ابن ابی حاتم
 تصحیح کے واسطے کہ محمد بن جابر کذاب وہ اور یہی اور یہ جو روایت کرتا ہے ثابت میں بیان فقہی ہاشمی ہے روایت کیا اس سے
 مسلم نے اور ترمذی کی اس کی احمد اور ابن حین اور ابو زرہ اور وہ جو کہ ابن ابی حاتم نے اور عتاب بن بشر روایت ابو داؤد
 میں ترمذی کی اس کی ابن حین نے اور روایت کیا اس سے بخاری نے ساتھ متابعت کے اور وہ جو مروی ہے جابر انھوں نے نبی صلی
 علیہ وسلم سے کہ نہیں ہے زکوٰۃ کہ یہ جیسی ہے باطل نہیں ہے اصل اس کی اور ذکر کیا اس کو شوکانی نے مونسوایت
 اور یہ مروی ہے جابر کا قول اور جابر کہ مروی ہے ابن عمر اور حضرت عائشہ اور اس سے مسعود بن عوف بن ابی سعید بن ابی
 اور ان روایت ہے حضرت عمر سے کہ انھوں نے لکھا ابو موسیٰ اشعری کہ زکوٰۃ دیوین عورتین اپنے زیورون کی روایت کیا اس کو
 ابن ابی شیبہ نے اور ابن مسعود سے کہ زیورین زکوٰۃ ہے روایت کیا اس کو عبد الرزاق نے اور لکھا عبد اللہ بن عمر نے طرف
 نبی صلی وسلم کے کہ لکھا زکوٰۃ اپنی بیویوں کے زیورون کی روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے عطار
 اور ابراہیم اور حید بن جبیر اور طاؤس اور عبد اللہ بن شداد کہ انھوں نے وفی الشکلی زکوٰۃ یعنی زیورین زکوٰۃ ہے روایت
 بھی روایت کیا عطار اور ابراہیم شعی سے کہ انھوں نے جاری ہوئی سنت کہ زیورین زکوٰۃ ہے اور بہت سے آؤ اس باب میں
 اور وہ جو روایت کیا مالک نے ابن عمر اور حضرت عائشہ سے کہ انھوں نے زیورین زکوٰۃ معارض ہے اس کے جواب پر گذرنا تو صحیح
 مذہب امام صاحب کا ہے واللہ اعلم کو حلال آتے ہیں اور ایسا ہی اسباب تجارت میں بھی چالیسواں حصہ دیا جاوے گا
 اور چالیسواں حصہ درہم سے کرینگے اگر او سمن قسرون کو نفع ہو کہ یاد دینا سے کرینگے اگر او سمن زیادہ نفع ہو اور چالیسواں
 پانچواں حصہ بڑھا دیا تو او سمن بھی حساب زکوٰۃ واجب کی جیسے دوسری درہم میں چالیس بڑھا دیا تو ایک درہم اور زکوٰۃ
 میں دینا بڑھایا اور جو آشی برعمین دو بڑھا دینا اگر پانچویں حصہ سے حساب کم برعمین تو کچھ لازم نہیں آتا و
 صاحبین کے نزدیک جو دوسو بڑھا دیا ہو تو زکوٰۃ اس کی اس کے حساب واجب کی جیسے پانچواں حصہ یعنی چالیس درہم پورے
 یا نہون اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو زائد ہو دوسو بڑھا دیا تو اس کی
 اس کے حساب ہے اور دلیل امام ابو حنیفہ کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ساقی بآل التبی صلی اللہ
 علیہ وسلم امرہ ان لا یاخذ فی الکسب شیئا یعنی حکم کیا ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دلیوے کسور کے
 کچھ یعنی چالیس تک جو حج میں کسرت واقع ہیں ان میں زکوٰۃ دی جاوے گی مثلاً دوسو بڑھا دیا تو پانچ درہم اور آٹھ درہم
 اور دس درہم تو پانچ درہم اور تیس درہم تو تین حصے درہم کا اور روایت کیا ابن حاتم کو دارقطنی نے معاذ سے اور

باصحابوں کی زکوٰۃ کے بیان

مسئلہ

ضعیف ہے ساتھ سنہال بن خرم کے اور کہا عبدالحق نے احکام میں کہ روایت کیا ابو ایس نے عبد اللہ اور محمد انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے انھوں نے بنی صلی علیہ وسلم سے لکھی آپ نے کتاب اسطے عمرو بن خرم کے کہ زمین ہر چاندی صدقہ یہاں تک کہ پونچھ دوسری درہم کو تو اس میں پانچ ہین اور ہر چالیس میں ایک ہے اور زمین ہر چالیس میں کم میں صدقہ اور روایت کتاب بن خرم میں روایت سنائی اور ابن جہان اور حاکم کے کہ ہر پانچ اوقیہ میں چاندی پانچ درہم میں اور جو زیادہ ہو تو ہر چالیس ایک درہم ہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حَسَنِ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَمَاذَا دَعَاكَ الْإِسْلَامُ فَقَالَ لَقِيَْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْتُهُ فَكَلَّمْتُهُ فَكَلَّمْتُهُ** یعنی لکھا حضرت عمرؓ نے طرف ابی موسیٰ اشعری کے اور کہیں جو زیادہ ہو دو سو ہر چالیس درہم میں ایک درہم ہے اور ایک روایت میں ہے کہ لاؤ جو چھ حصہ سوین حصہ کا یعنی چالیسواں حصہ ہر چالیس درہم سے ایک **حصہ** اور اگر درہم میں کچھ خلل ہو تو اگر چاندی زیادہ ہو اسی کا اعتبار ہوگا اور اگر خش یعنی تانبہ وغیرہ زیادہ ہو تو انکی قیمت لگائی جاوے گی اور اگر نصاب کا بیچ سال میں نقصان ہو جائے اور پھر آخر سال میں پورا ہو جاوے زکوٰۃ واجب ہوگی مثلاً اگر اس کے پاس اوس سال میں نصاب یعنی میں دینار موجود پھر سال کے درمیان میں کم ہو گیا اور پھر اخیر سال میں میں دینار ہو گئے زکوٰۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور سونا چاندی کی طرف ملایا جاوے گا اور اسباب دونوں کی طرف ملا یا جاوے گا مثلاً اگر اس کے پاس دس دینار اور نو سے درہم تھے قیمت اس کی دس دینار میں زکوٰۃ امام صاحب کے نزدیک واجب ہوگی اور صاحبین کے نزدیک نہیں واجب ہوگی اور جب اس کے پاس دس دینار اور سو درہم تھے تو ایک کو زکوٰۃ واجب ہوگی

باب عاشر کے بیان میں

عاشر اوس شخص کو کہتے ہیں جسکو بادشاہ نے راہ گزیر تاجروں کے صدقہ لینے کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر کسی تاجر نے عاشر سے کہا کہ تمام سال میرے اوپر زمین گزاری ہو یا قرض میں فارغ نہیں ہوں یا سو اسوائم کے اور مال میں کہا کہ شہر میں فقیر کو دیکھا ہو تو عاشر اس کے قول کو بغیر قسم کے قبول کرے اور اگر کہے سو اٹھ میں کہ فقیر کو دے چکا ہوں تو اس کا قبول سچ بن جائے کیونکہ سو اٹھ فقیر کو دنیا درست نہیں بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیے کہ وہ اس کو مصرف میں اس کے مصرف کرے اور اگر دعویٰ کیا کہ زکوٰۃ اس سال کی میں دوسرے عاشر کو دے چکا ہوں اگر وہ عاشر اوس سال کا عاشر تھا تو قول اس کا ساتھ قسم کے مان لینے اور اوس عاشر سے نہ پوچھا جائے اور حسین قبل سلمان کا اعتبار کیا جاتا ہے وہ بھی صاحبی اعتبار کیا جاوے گا نہ حربی کا اگر حربی اگر اپنی لونڈی میں کہے کہ یہ میری ام ولد ہو تو سچ جانا جاوے گا اور اس سے کچھ نہ لیا جاوے گا اور مسلمان سے عاشر چالیسواں حصہ لیوے اور ذمی سے بیسواں اور حربی سے چھواں اگر مال اس کا نصاب کو پہنچ جاوے **ف** اور ایسا ہی کیا تھا حضرت عمرؓ نے روایت کیا امام محمد نے حضرت عمرؓ سے کہ چھواں او انھوں نے ایک شخص کو اور حکم کیا کہ اسے مسلمانوں کے مال سے جب تجارت کے لیے ہوں چوتھا حصہ دس حصوں میں سے اور ذریعہ مال سے آدھا حصہ دس حصوں میں سے اور حربی کے مال سے دسواں حصہ اور ایسا ہی روایت کیا اس کو عبد الرزاق نے اور اور نوکوں نے واللہ اعلم **ص** اور جتنا کہ کافر ہمارے تاجروں سے لیتے ہیں معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہو جاوے تو اتنا ہی ہم بھی اون سے لیوینگے اگر کل مال وہ نہ لیتے ہوں تو اگر اہل حرب ہمارا کل مال لیوین تو ہمارا عاشر حربی سے کل مال لیوے گا اور اگر نصاب کم ہو تو اون سے نہ لیا جاوے گا اگرچہ اون سے تو لیا گیا باقی نصاب کا گھر میں ہے اور اگر اہل حرب ہم کو گھونٹے کچھ نہیں لیتے تو ہم بھی اون سے کچھ نہیں لیتے

مسئلہ
ذمی اوس کا زکوٰۃ
کہتے ہیں جس سے
اسلام میں مال
ذمی گئی ہو اور
اوس کا زکوٰۃ
اور حربی سے
مال ذمی کی طرف
منہ غرض کہ
مسئلہ
وہ ذمی کا زکوٰۃ
مالک کا زکوٰۃ
منہ غرض کہ

کہا ابن عباس کہ نہیں ہر عسبر بن باخوان حصہ اور کہا حد ثنا من وان من معاویۃ عن ابن ابراہیم المکلائی
 عن ابی الزبیر عن جابر بن سحیح اور جابر بن سحیح بھی ایسی ہی وی ہر حصہ جو نہ کہ سک اور اسکا اسلام کا ہی اگر پائے تو اسکو لوگو
 سے بچو پائے جیسے نقطہ یعنی بڑی چیز کا حکم ہی اور اگر سک کا ہو تو باخوان حصہ لازم آوے گا اور باقی پائے والے کا اگر وہ زمین
 اور سکی ملک نہیں اور زمین جو مالک الی اسلام کی فتح کا ہی اسکو لیا گیا اور اگر تاجر ہمارا امن لیکے دار الحرب میں گیا اور وہ ان کا رہائی ہو سکی
 اور اگر کسی حربی کے گھر میں باقی تو گھر کے مالک کی ہی اور اگر زمین میں دار الحرب کے کچھ کسی ملک نہیں ہی باقی باخوان حصہ ہو گا نہیں باقی رہے گا

باب زکوۃ خارج کے بیان میں

زمین عسری کے شہد میں اور پہاڑ کے شہد میں اور زمین میں نختے والی چیزوں میں برابر ہی اسکو پانی جاری
 یا میٹھہ فیہین یا ہوا اگر چہ پانچ وسق نہوں یا برس بھرتی نہ رہتا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک سوال حصہ لازم آوے گا اور زمین
 اور امام شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم میں کچھ لازم نہ آوے گا اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع آٹھ رطل یعنی
 چار سیر کا ہوتا ہے **ف** لیکن شہد سوال حصہ اگر چہ پانچ وسق کے برابر نہ ہو سو اس سے کہ روایت کیا بخاری نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جسکو ترکے آسمان یا چشمہ اور زمین عسری ہو تو اس میں سوال حصہ ہی اور جو دول و غیرہ
 پانی دیا جاوے تو اس میں سوال حصہ ہی اور حدیث میں مطلق ہی اور ذکر پانچ وسق کا نہیں ہے تو جو محمول ہوگی اطلاق پر اور اس
 باب میں بہت آثار ہیں نکالا عبدالرزاق نے عمر بن عبدالعزیز سے کہہا کہ جو لوگ کم بہت اس میں سوال حصہ ہی اور نکالا
 مانند اسکے مجاہد اور ابیہم نخعی سے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے عمر بن عبدالعزیز اور مجاہد اور نخعی سے اور زیادہ
 حدیث نخعی میں یہاں تک کہ ہر چیز میں سوال حصہ ہی اور امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے لیسۃ فینما و ذوقۃ
 او شوق صدقۃ نہیں ہر پانچ وسق سے کم میں صدقہ اور اوپر یہ حدیث گذر چکی روایت کیا عبدالرزاق نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کہ انھوں نے لکھا طرف میں کہ یہ کیا جاوے شہد والوں سے سوال حصہ اور روایت کی عبداللہ بن عمرو بن العاص نے
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا شہد سے سوال حصہ نقل کیا یا بن جابر نے اور روایت کیا شافعی نے سعد بن ابی ذباب کو
 کہ آیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا میں نے امی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے قوم میری کے وہ چیز کہ اسلام لائے
 او سپر سکایا اور عامل کیا مجھ کو ابو بکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوجہ لے دیا اپنی قوم پر کہا ان قوم ادا کر زکوۃ شہد کی کہ
 نہیں بہتری ہی اس مال میں کہ ندی جیاوے زکوۃ اسکی کہا انھوں نے کیا جانتے ہو تم نے نبی کتنی زکوۃ دیوں کہ کہا کہ سوال حصہ
 دیا میں نے اس سے سوال حصہ اور لایا میں ابو بکر حضرت عمر کے پاس سوچ ڈالا انھوں نے اسکو اور کر دیا اسکو مسلمانوں کے
 صدقوں میں اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے صفوان بن عیینی سے کہا انھوں نے حدیث کی جس سے اسکی حارث نے
 اور روایت کیا اسکو صلیت بن محمد نے انس بن عیاض نے انھوں نے حارث بن ابی ذباب سے انھوں نے سعید بن عبداللہ انھوں نے
 اپنے باپ سے انھوں نے سعد اور نہیں پہچانا ابن المدینی نے والد سعید کو اور پوچھا اس نے ابو حاتم نے کیا صحیح ہے حدیث اسکی فرمایا
 کہ مان اور نکالا ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں عمر بن شعیبہ نے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے کہ لیتے تھے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے میں شہد سوال حصہ ہر دس مشکوں کے ایک مشک اور اسناد میں اسکی ابن ابی نعیم نے

فقہاء نے کہا کہ باخوان حصہ لازم آوے گا اگر پائے تو اسکو لوگو سے بچو پائے جیسے نقطہ یعنی بڑی چیز کا حکم ہی اور اگر سک کا ہو تو باخوان حصہ لازم آوے گا اور باقی پائے والے کا اگر وہ زمین اور سکی ملک نہیں اور زمین جو مالک الی اسلام کی فتح کا ہی اسکو لیا گیا اور اگر تاجر ہمارا امن لیکے دار الحرب میں گیا اور وہ ان کا رہائی ہو سکی اور اگر کسی حربی کے گھر میں باقی تو گھر کے مالک کی ہی اور اگر زمین میں دار الحرب کے کچھ کسی ملک نہیں ہی باقی باخوان حصہ ہو گا نہیں باقی رہے گا

باب زکوۃ

باب زکوۃ

اور ایسا ہی روایت کیا ترمذی نے اور ضعیف کیا او سکوا اور روایت کیا ابن ماجہ نے اس حدیث کو بہت صحیح کہا اور اس نے
 حَلَّ ثَمَانًا مِّنْ مِّمْنِي ثَمَانًا لِّعَدَمِ مِّنْ حَمَلٍ ثَمَانًا اِنَّ الْمَبْرُورَ ثَمَانًا اسامہ بن زید بن عکرمہ بن شعیب
 عن ابيه عن جده عبد الله بن عمر وعيا الشَّيْخِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعَشَرَ
 یعنی یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھمد سے دھوان حصا اور یہ حدیث صحیح ہے اس باب میں اور اسی لازم ہے جس کا
 اور اسناد او کا صحیح ہے اور روایت کیا ابن ماجہ ابو سیر ہستی سے کہ کہا میں نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اس شہد
 فرمایا کہ اگر کوئی عسکر یعنی دسویں حصے کو سوکھا پسینے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے تو اس کی تم سیر داسے سو کی آپ نے اور ایسا ہی ہا ایت
 او سکوا امام احمد اور ابو داؤد و طحاہی نے اور ابو یعلیٰ موصلی نے اپنے مسندوں میں کہا یہ بقی نے کہ یہ صحیح ہے جو روایت کیا گیا
 واجب ہے عسکرین اور وہ منقطع ہے کہ ترمذی نے پوچھا میں نے محمد بن اسحاق سے اس حدیث کو سوکا کہ منقطع ہے سلیمان بن یوحنا نے
 نہیں باپ اس کو صحاب سے اور زمین میں صحیح شہد کی زکوٰۃ میں کچھ اور روایت کیا مثل اسکے طبرانی نے معجم میں موصول
 اس کی شیخ ابن الاثیرم وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْقَوَائِبِ لیکن حق یہ ہے کہ ان سب احوال میں زکوٰۃ شہد کی ثابت ہوگئی اگرچہ ایک ایک
 حدیث سے ثابت نہ ہو اور دوسرے حدیث غرض شیب کی جس کو روایت کیا ابن ماجہ صحیح ہے اسناد او کا اور زمین باپ گیا اس میں
 کوئی قبح نہ ہو اور نیز وانی غیر زمین یا جو چیزیں کہ برس بہ زمین میں زمین صاحبین اور سافعی کے نزدیک صدقہ نہیں اور امام صاحب
 زکوٰۃ واجب ہے کہ مالک بنزول غیر کو صدقہ دے نہ کہ بادشاہ او سکوا لیوے ایسا ہی لکھا ہے اسرار میں قاضی امام ابو یوسف
 اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو او پر گزری کہ جو او گا وے آسمان اپنے شہد اور زمین شہری ہو تو او سمین جو ان حصہ ہوا
 الحلاق حدیث کا اس کے نزدیک حجت ہے اور صاحبین کی دلیل یہ ہے جو صحاب مع ترمذی میں حدیث معاف ہے کہ نہیں ہے نیز زمین
 صدقہ اور کہا کہ نہیں ہے اسناد او کا صحیح ہے اور زمین میں صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اس باب میں اور روایت کیا امام
 نے یہ زمین اور صحیح کیا او سکوا ورنطی کی اس نے اسناد میں اس کی حق بن کی مشترک ہے کہ او سکوا احمد اور سنانی وغیرہ نے
 اور اچھی اس باب میں ایک حدیث ہے روایت کیا جس کو ورنطی نے موسیٰ بن طلحہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ
 لیا جاوہ زمین صدقہ اور مرسل ہوا کہ نزدیک حجت ہے اور لکری وغیرہ جیسے نکل یا گائیس میں صدقہ واجب نہیں اور
 جو کہ زمین سے نکلے اور ڈول یا دو لایے پانی دیا جاوہ تو او سمین بیسوان حصہ یا جاوہ گا تو پہلے صدقہ دے لین اور بعد اسکے کلشنے
 وغیرہ کی ضرورت نہیں کالین **ف** اور دلیل اس کی او پر گزری **ص** اور جو زمین عشری قنطنی کی ہے او سمین جو نکلے تو پانچواں
 حصہ لازم آوے گا اور مرد اور عورت سب ایک کے برابر ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہو یا او سکوا مسلمان یا ذمی خریدیو کہ او سکوا
 حصہ لازم آتا ہے ہر کوئی کوئی پر تو اس کے کوئی پر او سکوا دو یا لازم آوے گا اگرچہ مسلمان ہو جاوہ زمین طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے
 نزدیک اگر مسلمان ہو جاوہ تو دھوان حصہ لازم آوے گا اور عشری زمین کو ذمی نے خرید او وہ خراجی ہو جاوہ گی اور اگر چہ او سکوا
 نے لیا تو پھر عشری ہو جاوہ گی **ف** زمین عرب کی اور جو زمین کہ اہل اس کے اسلام لاوہ زمین کہ او سکوا زمین فتح کے
 ساتھ غلبہ کے اس کے زمین کہ یا عشری ہے اور وہ زمین کہ او سکوا غلبہ کے ان میں کفار پہنچنے دیا اور وہ زمین کہ اس کے سکوا
 صلح ہو خراجی ہے **ص** اگر ایسی زمین کو ذمی نے باغ بنایا خراجی ہو جاوہ گی اور اگر او سکوا مسلمان نے بنایا تو اگر او سکوا خراج کے

نہیں

و

پانی سے سینچتا ہے تو خراجی ہے اور اگر عشر کے پانی سے تو عشری ہے اور پانی آسمان کا اور کوئٹہ کا اور چشے کا عشری ہے اور پانی اون نہروں کا جو نبیوں نے کھودا ہے جیسے نہر دجڑ کی خراجی ہے اور سیحون اور جیون اور دجلہ اور فرات امام ابو یوسف کے نزدیک ان نہروں کا پانی عشری ہے اور امام محمد کے نزدیک خراجی ہے اور قیر اور نفل کے چشے میں اگر زمین عشری میں تو کچھ نہیں اور اگر زمین خراجی میں تو اگر گرد چشے کے گھیتی ہو سکتی تو خراج اور زمین لازم ہوگا اور جو زمین ہو سکتی تو لازم نہیں

باب مصارف زکوۃ کے بیان میں

ف جانا چاہیے کہ اصل اس باب میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے اِنَّ اللّٰهَ الصَّدَقَاتُ لِلْفَقْرِ اَمَّا الْاَيَةُ اخير آیت تاکہ ساقط نہ ہو کہ وہ کافر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ ضعف اسلام کے واسطے مالین قلوب کے دیا کرتے تھے کیونکہ اب سلام قوی ہو گیا اب کچھ حاجت کافروں کے الفت دلانے کی نہیں اور اون لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے وَالْمَوْلُفَّةَ قُلُوبُهُمْ یعنی الفت کرانے کے دل لانے فرمایا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ کہا حضرت عمر بن خطاب نے جب آیا اؤنگے پاس غینہ ابن حصین کہ یہ دین سچ ہے اللہ کی طرف سے تو حبس کا جی چاہے ایمان لائو اور حبس کا جی چاہے کافر ہے روایت کیا اسکو طبری نے تفسیر میں یعنی اب ہم کچھ کافروں کو واسطے ملانے کے مال نہ دیں گے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شخصی سے کہ تھے مؤلفہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور جب خلیفہ ہوئے حضرت ابو بکر قطع کیا اسکو اور اسی پر اجماع منعقد ہے اور ایک روایت میں حضرت عمر سے ہے کہ کہا انھوں نے یہ وہ چیز ہے کہ دیتے تھے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ ملاوین دل تمھارا اور اسلام کے اور اب عزت دی اللہ اسلام کو تو اگر تم کو پر اسلام پر تو اچھا ورنہ ہمارے تمھارے درمیان میں تلوار ہے اور کیا حضرت ابو بکر نے ایسا ہی اور نہ کیا انکار اسکا کسیدہ صحابہ میں سے تو ثابت ہوا اتفاق مصارف زکوۃ کے سات ہیں ایک فقیر یعنی جو شخص کہ مالک نصاب کا نہ ہو دوسرے مسکین جسکے پاس کچھ نہیں تیسرے عامل صدقہ کا اور سیکھ اپنے عمل کے موافق دیا جاوے گا جو تھے کتابت و اوسکی آزادگی میں مال زکوۃ سے دیکھی جاوے گی پانچویں قرضدار جو شخص کہ فاضل اپنے قرض سے نصاب مالک نہیں جیسے فی سبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جہاں سے بسبب نہونے خرچ کے کر گیا ہو امام ابی یوسف کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رک جاوے امام محمد کے نزدیک **ف** اسواسطے کہ کیا تھا ابو قحفل نے ایک اونٹ کو اپنے لہسکی راہ میں سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بٹھا دے اور سپر ایک حج کرنے والی کو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ذکر کی ایک حدیث طویل اور وہ حج کرنے والی ام قحفل تھی **ص** ساتویں مسافر کہ اس کے پاس مال ہو لیکن نابل سفر میں اس کے پاس موجود نہیں اور مالک نصاب کو درست ہے کہ زکوۃ اپنے مال کی ان سب مصارف کو دیکو یا بعض کو اور انا شافعی کے نزدیک اب یہ کہ سب مصارف میں صرف کرے اور ہر مصرف میں میں شخصوں کو دیکو **ف** اور دلیل یہ ہے کہ موافق ہمارے مذہب کے روایت کیا یحییٰ نے ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ سے اور روایت کیا طبری اس آیت کے تحت میں اِنَّ اللّٰهَ الصَّدَقَاتُ الْاٰخِرِ اَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ تَالِي اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفَقْرِ وَالْمَسْكِيْنِ الْاَيَةُ قَالَ فِيْ اَيِّ صَنْفٍ وَضَعْتَهُ اَجَنَّا اَيْ لَيْسَ كَمَا ضَرَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ كَمَا جَسَّ مِمَّنْ اَنْبَسَ زَكَاةً كَوْنُهَا كَافِيٌ هُوَ جَوَابٌ كَيْسَ اَوْ سَنَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ اَبِيْ ثَيْبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَرِيْرٍ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفَقْرِ وَالْمَسْكِيْنِ الْاَيَةُ قَالَ اَيْمَا صَنْفٍ اَعْطِيَتْ مِنْ هَذَا اَجَنَّا عَنْكَ تَعْنِيْ اَنْ تَخْصُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ اَكَّةَ كَات

مختصر دینی
مختصر دینی
مختصر دینی
مختصر دینی
مختصر دینی
مختصر دینی
مختصر دینی
مختصر دینی
مختصر دینی
مختصر دینی

زکوۃ فطر کی ہر چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع اقوٹ سے یا ایک صاع جو یا کھجور سے یا انکو خشک سے تو ہم ایسا ہی نکالتے رہے یہاں تک کہ کئے معاویہ حج کرنے کو یا عمرہ تو بیان کیا لوگوں میں سبہ حرقہ کو یا کلام کہ جانتا ہوں کہ دو مذکیبون شام سے برابر ہوں ایک صاع کھجور کے تو لیا اور مسکو لوگوں نے اور میں ایسا ہی نکالتا تھا جیساکہ نکالتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور دلیل ہماری بہت حدیثیں ہیں اور میں ایک حدیث نقل کی جو اوپر گزری اور روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے حسن نے انھوں نے ابن عباس سے کہ خطبہ پڑھا انھوں نے اخیر رمضان میں بصرہ میں یہ کہہ کر کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صاع ایک صاع کھجور یا جو سے یا آدھا صاع گیہوں سے آخر حدیث تک اور زاوی اس حدیث کے کہ بھی فقہ میں مگر حسن نے نہیں بیان ابن عباس سے تو وہ مرسل ہی اور یہاں نزدیک مرسل جہت ہی اور روایت کیا ابو داؤد و ترمذی میں سعید بن اسیب سے کہ فرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کی دو مذکیبون اور روایت کیا اسکو طحاوی نے کہا تفسیر میں اسناد او کا صحیح ہو ماندافتاب کے اور ہونا اسکا مرسل نہیں ضرر کرتا ہی اور مراسیل سعید کے جہت میں اور نہایت طول کیا اس مقام میں شیخ ابن الہمام نے اور ضعیف کیا امام شافعی کی سبب لیلوں کو اس باب میں جسکا جی چاہے دیکھ لیتے اور چہنہ بوجہ خوف تطویل کے ترک کیا

ص اور مراد صاع سے صاع عراقی ہی اور صاع عراقی چار من کا ہوتا ہی اور من پچیس ستار کا ہوتا ہی اور استار ساڑھے چار شقال تو اس سے من ایک سو اسی شقال کا ٹھہرا اور امام شافعی کے نزدیک مراد صاع حجازی ہی ہے اور دلیل اوکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے صاع ہمارا صبا عوں سے چھوٹا ہی اور اس حدیث کے ثبوت میں کلام ہی مان فایت کیا ابن جبران اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہ سے کہ کہا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ای رسول اللہ صاع ہمارا چھوٹا ہی صبا عوں سے اور نہ ہارا بڑا ہی اور مدون سے سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای اللہ بکرت کے ہمارے صاع میں اور بکرت کے ہمارے قلیل میں اور کہہ میں اور کہہ کو ساتھ ایک بکرت کے دو بکرتیں اور ابو یوسف کا قول اور شافعی کا یہی ہی کہ صاع پانچ طل اور ترمائی طل ہی اور دلیل اوکی یہ ہے کہ وہ آئے مدینہ میں اور دیکھا قریب پچاس آدمیوں کے انصار اور مدینہ میں کی اولاد میں کہ صاع اونکا پانچ طل کا تھا اور کچھ زیادہ اور کہا انھوں نے کہ یہی صاع ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا انھوں نے ترک کیا میں نے قول ابو حنیفہ روایت کیا اسکو یوسفی نے اور مروی ہو کہ مناظرہ کیا اوسے امام مالک نے اور جہت پکڑی اوں صاعوں کے کہ لائے تھے اسکو وہ لوگ سورج عکس کیا اور اوسے طرف اٹکے قول کے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ مروی ہو کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ساتھ کے برابر دو رطلوں کے غسل کرتے تھے صاع سے برابر آٹھ رطلوں کے اور ایسا ہی تفسیر واقع ہوا روایت انس اور حضرت عائشہ میں میں طریقوں میں روایت کیا اسکو دا قطنی نے اور ضعیف کیا اسکو آد جاہر سے بھی روایت کیا اوسے ابن عدی نے اور ضعیف کیا اسکو ساتھ عمر بن یوسف کی اور پیش صحیحین میں ہی اور وزن اوسین صاع اور مذکور زمین اور اسی حدیث سے دلیل لائے صاحب ہدایا اور کہا کہ ایسا ہی تھا صاع عمرہ کا اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن آدم سے کہ اسکا معنی حسن بن صالح سے بقول اصنام عمرہ مکینہ اڑ کا ل یعنی کہتے تھے کہ صاع عمرہ کا آٹھ رطل کا ہوتا ہی اور کہ شریک نے کہا کہ تھا ساس سے اور کہ تھے آٹھ رطل سے اور روایت کیا ماندا اسکے موسیٰ بن طلحہ نے عمر بن خطاب سے اور روایت کیا اسکو طحاوی نے بھی بہر حال یہ روایت صحیح ہے **ص** اور اگر صدقہ فطر میں جو گیہوں کے یا غیر اسکے گیہوں کو گیل سے ناپے درست ہی اور امام محمد کے نزدیک غیر گیل کے درست نہیں اور گیہوں سے ناسخ ہے

صدقہ مذکورے اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے بھی جو مالک بھاری کا بیٹی غنی ہو بلکہ اوس کے مال سے دیکو اور تھپ
کی طرف سے اور اوس غلام کی طرف سے جو تجارت واسطے ہو اور اوس غلام کی طرف سے جو بھانگنے والا ہو نہ دیکو مگر جب بعد بھانگنے
کے پھر آیا ہو تو اوس کی طرف سے دیکو اور جو ایک غلام یا دو غلام دو شرکاء کے بیچ میں ہو وہیں تو اوس غلاموں کی طرف سے کسی شرکاء
صدقہ واجب ہوگا نزدیک امام صاحب کے اور نزدیک صاحبین کے دونوں پر واجب ہو اور اگر ایک کے اختیار سے بیچا گیا تو جب کا ہوا
عید الفطر کی صبح میں اوس صدقہ لازم آویگا **ف** یہ اختلاف اوس رات میں ہو کہ کئی غلام ہوں اور اگر ایک غلام ہو تو کسی
نزدیک کسی پر صدقہ واجب ہوگا **ص** اور صدقہ واجب ہوتا ہی عید الفطر کی صبح ہونے سے تو پھر جو شخص مسلمان ہو یا پیدا ہوا
عید الفطر کی صبح ہونے کے پہلے تو اوس کے لیے واجب ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب کے ڈوبنے سے واجب ہوتا ہو تو جو
اسلام لاویگا یا پیدا ہوگا رات کو عید کی اوس پر واجب ہوگا نزدیک احناف کے اور جو شخص کہ عید کی رات میں میرا ہوا یا میرا صدقہ
اوس کی طرف سے واجب نہیں اور شافعی کے نزدیک واجب ہو اور اگر اسلام لایا یا پیدا ہوا بعد طلوع فجر کے تو صدقہ کسی کے نزدیک واجب ہوگا
اور اگر صدقہ پہلے سے دیکو تو درست ہو **ف** اور اس باب میں حدیث بخاری کی یہ ہیں عن عائشہ کہ عرض کیا رسول اللہ صلی
علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا یہ مان تک کہ ماور تھے وہ دینے قبل فطر کے ایک دن یا دو دن **ص** اور جب ہی صدقہ فطر کا صبح ہونے
کے بعد جلدی دینا **ف** اور دلیل اس کی یہ کہ روایت کیا خاکم نے کتاب علوم الحدیث میں اوس باب میں جب کی زیادت
ساتھ ایک اسی منفر ہوا ثنا أبو العباس محمد بن یعقوب ثنا محمد بن الجهمی الشعمی ثنا نضر
بن حجاج ثنا أبو معشر عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان شحج صدقة الفطر
عن كل صنفين فليكن حرا وعتيد صاعا من تمر او صاعا من زبيب او صاعا من شعيرة او صاعا من قمح
وكان يأمرنا ان نحض بها قبل الصلوة وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعيدها قبل
ان يتصرف الى الصلاة يقول اعنوا هم عن الطوائف في هذا اليوم يعني حكم کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
صدقہ فطر کا چھوٹے سے آرا سے یا غلام ایک صاع کھجور سے یا خشک لکڑی سے یا جو یا گھوٹوں اور حکم کرتے تھے کہ لکڑی کا لین صدقہ کو قبل
نہا کہ اور تھے بول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرتے تھے صدقہ کو قبل عید کے طرین عید گاہ کے اور کہتے تھے کہ بے پرواہ کرو اور ان کو چھوٹے سے دیکو
غنی کو بحال کرنے سے **ص** اور اگر تاخیر کے دینے میں تو اوس کے فقے سے نہیں ہونے ساقہ ہوگا **ف** اوس سے کہ صدقہ فطر واجب ہو مگر ساتھ ان میں ہونا سکتا

کتاب الصوم

لما ہینا جماع ترک کرنا فجر سے آفتاب ڈوبنے تک ساتھ نہایت اسی کو روزہ کہتے ہیں اور روزہ رمضان کا فرض ہے ہر مسلمان مائل
بالغ ہوا وادارہ صحتی اوس کا فرض ہے اور اگر کسی عذر سے ترک ہو جائے تو قضا بھی فرض ہے اور روزہ نذر اور کفار کے کا واجب ہے
اور اس کے سوا باقی سب نفل ہیں **ف** لیکن صحیح یہ کہ روزہ نذر اور کفار کے کا بھی فرض ہے اور واجب ہوا اور اس کا فرض
اور نہایت کیا اوس کو صدقہ الشریعت نے **ص** اور ہر مومن لکھا ہے کہ روزہ رمضان کا فرض ہے کہ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تبت
علیکم الیقین ام یعنی فرض کیا گیا تم پر روزہ اور اس کے فرض ہونے پر اجماع ہے تو اسی واسطے انکار کرنے والا اس کا کافر ہے اور
نذر کا بھی روزہ ایسا ہی واجب ہے کہ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تبت علیکم یعنی پوری کریں نذرین اپنی اور باقی تفصیل

مجلس اول
در بیان احوال و حال
و در بیان احوال و حال

اوسکو ارفضی نے اور مروی ہے سنن البیہقی ابن عباس سے کہ آیا ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ کیا
 جائز کہ اس حسن یعنی چاند رمضان کا سو پوچھا اوس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گواہی دینا ہی تو اس بات کی کہ نہیں کہ
 کوئی مہر سوا اللہ کے کہ مان پھر پوچھا کہ گواہی دینا ہی اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کے ہن کہ مان فرمایا یا بل پکارو گوگو گج
 کہ روزہ کھین تو یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ وہ اعرابی رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کیا یا تھا اور تفسیر کرتی ہی اس کی
 حدیث ارفضی کی جو بیان کی ابھی ہے اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہے معنی اوس کے یہ ہیں کہ نہیں کمال ہی روزہ کا
 بدون نیت کے جیسے لا صلوة الا بفاحشة الکتاب اور لا ایمان لیس الا امانة لہ اور لا صلوة الا للعبید
 الا بوجہ اور لا صلوة الا فی الارض المصنوعة اور لا یمن لیس الا عهد لہ اور اوس کے **واللہ اعلم** **ص** اور اگر
 نیت فقط روزہ کی کرے کہ میں روزہ اس کا کل سکھو گا اور معین ہو کرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کا درست ہو جاوے گا اور
 اگر رمضان کے مہینے میں دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اوس نیت سے بھی ادا ہو جاوے گا اور اگر رمضان یا سب رمضان
 دوسرے واجب کی نیت کرے گا تو وہ ہی روزہ ادا ہو گا اور اگر ایک شخص نے ایک روزہ رکھنے کی نذر کی یعنی کہ میں فلا روزہ روزہ رکھو گا
 اور اوس روزہ دوسرے واجب کی نیت کی تو وہ ہی واجب ادا ہو گا جس کی نیت کی خواہ سافر ہو خواہ مقیم تندرست ہو یا مرضی ہو
 نفل کا روزہ ادا ہوتا ہی نفل کی نیت سے اور صرف نیت سے اور نیت قبل دوسرے کرے اور دوسرے بغیر **ف** اور امام مالک
 کے نزدیک رات سے نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روزہ ہی اوس کا جسے نہیں نیت کی اوس کی رات سے
 اور یہ حدیث مطلق ہے شامل ہی فرض و نفل روزہ کو اور بھاری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روزہ دہرائیں
 اور پھر پوچھتے تھے گھر میں آنکے کچھ کھا نیکو ہو گا کہ بجا آئے نہیں کہتے تھے میں روزہ دار ہوں اور اگر کھا جاتا تھا کہ کھالیتے
 اور نیت کر چکے تھے روزہ کی روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ حضرت عائشہ سے **ص** اور قضا اور کفارہ اور نذر وغیرہ میں کیوں
 شرط ہی رات سے نیت کرنا اگر رات شک کی ابرو جیسے تیسویں رات میں شعبان کی اوس کے بعد دن کو روزہ نہ رکھیں **ف**
 کیونکہ مروی ہے صحیحین میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھو اور افطار کرو چاند دیکھو تو اگر ابرو تمھارا
 اور تو پوری کر لو گنتی شعبان کی تیس دن **ص** مگر نفل **ف** کیونکہ حدیث میں ہے کہ نہیں روزہ جو دن شک رمضان
 مگر نفل ایسا ہی ہے دیکھ میں اور یہ حدیث مجھ کو نہیں ملی اور بعضوں کے نزدیک جائز نہیں اور دلیل الہی میں بات حدیث کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے روزہ رکھا دن شک کے سو مخالفت کی اوسنے ابو القاسم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی و فرمایا
 اوسکو ابن طاہر نے تذکرے میں موضوعات میں اور ایسا ہی کہا صاحب طالعہ نے لیکن یہ زیادتی ہے کیونکہ اس حدیث کو ذکر کیا جائے
 تعلیق اور روایت کیا اوسکو صاحب سنن اربعہ اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کیا اوسکو
 خطیب نے تاریخ بغداد میں اس لفظ سے **ص** امام الیوم الذی یبشک فیہ فقد عصى الله ورسوله یعنی جسے روزہ
 رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اوسنے اللہ کی اور رسول کی **واللہ اعلم** اور تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے **ص** اور اگر دوسرے
 واجب کا روزہ اوس دن کھا تو کہ وہ ہی اور ادا ہو جاوے گا واجب صحیح مذہب میں اگر معلوم نہ ہو کہ یہ رمضان کا دن تھا اور اگر معلوم
 کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاوے گا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہے سبب نزدیک اگر وہ دن اوس کے

روزہ رکھنے کا ہوا و زمین پر خاص لوگ جیسے قاضی اور مفتی روزہ رکھیں اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کریں اور اگر کوئی
 شک کی نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہی ورنہ روزہ نہیں رکھتا ہوں میں روزہ اور اس کا درست
 اور کرہ ہی کے نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہی اور نہیں تو دوسرا واجب کا ہی یا تہنیں تو دوسرے
 نفل کا ہو لیکن اگر کل کا دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جائیگا اور باقی دو صورتوں میں نفل ہو جائیگا اور جس شخص نے
 رمضان کا یا بعد کا یا نہ کیلئے آپ ہی دیکھا تو روزہ کے وہ دنوں صورتوں میں اگر بے ادس کا قول قبول ہو گیا اور اگر افطار کرے تو رمضان
 روزہ رکھے اور کفار اور سپر نہیں اور امام شافعی کے نزدیک کفار بھی لازم ہوگا **ف** لیکن روزہ رکھنا تو اسوئے کے فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **مَنْ صَامَ مَالًا غِيَّةً وَاقْطَعَ مَالًا غِيَّةً يَسْنِي رُزْؤَهُ يَكُونُ جَانِذًا وَيَكُونُ** اور افطار کر دیا جائے دیکھے
 یعنی روزہ موقوف کر دیا جائے دیکھو شوال کا اور شروع کر دیا جائے رمضان کا اور اس شخص نے چاند دیکھ لیا اگر
 قاضی کے نزدیک مقبول ہوگا اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصدا چاند دیکھنے اسے افطار کیا اور ہمارے
 نزدیک اس واسطے واجب ہوگا کہ جب قاضی نے اس کی شہادت قبول کی ساتھ دلیل شرعی کے قوائیک طرح کا شہرہ پڑ گیا اور حدیث
 اور کفارہ دفع ہوتا ہے شک و شبہ سے کذا فی اللہ ایاہ اور اقبل اسکے کہ قاضی اس کی شہادت رد کرے افطار کیا تو اس میں
 اختلاف ہر شائع کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن پورا کر لیے تو روزہ موقوف کرے جب تک کہ امام موقوف
 کرے اس واسطے کہ جو بے واسطہ احتیاط کے ہو اور احتیاط بعد اسکے تاخیر افطار میں ہی اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے
 افطار کیا تو اس پر کفارہ نہیں **ص** اگر آسمان میں بلی یا خیار ہو تو رمضان کے مہینے میں ایک شخص عادل کی خبر کفایت ہے
 اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت یا بھارتی یا تھکے کی ہو اور اسکے بدلے میں وہ دو مارا گیا ہو اور پھر اسے توبہ کی ہوتی
 اور امام شافعی کے نزدیک وادی لازم میں اور دلیل اوپر ہے کہ روایت کیا اس کو اصحاب سنن اربعہ میں عباسی کہ آیا ایک امر علی بن
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ دیکھا مہینے چاند کو سو فرمایا آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں تو اس بات کی کہ نہیں ہر کوئی مسجد و مساجد
 کہا اس نے ان پھر پوچھا آپ نے کہ گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ کے ہیں کہا اس نے کہ ان فرمایا کہ ای بلال پکارو لوگوں کو کہ
 روزہ رکھیں اور بیان کیا اور ہر شائع میں شک **ص** اور شوال اور ذی الحجہ میں مرد یا ایک مرد و دو عورتیں میں مہینے چاند دیکھا
 یعنی گواہی دین **ف** اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک شخص کی گواہی اس میں بھی مقبول ہوگی اور ایسا ہی ہر شخص میں اور
 اس میں کہ یہی صحیح ہے انتہی اور کہتا ہوں میں کہ اس کو موافقت کرتی ہیں احادیث **وَاللَّهُ أَكْبَرُ** اور صاحب ہدایہ نے اس کو اختیار
 حنین کیا **ص** اور جب کوئی آسمان میں علت ہو تو اس کو اور مطلع صاف ہو تو شرط ہے کہ تینوں مہینوں کے واسطے ہوتا
 آدمی ہوں تو اس کا قول قبول کیا جائے یعنی اس کا گواہی ہو کہ اس نے سچے سچے ہونے پر عمل کیا گواہی دے گا اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے
 چاند کی گواہی دی اور آسمان میں کچھ علت تھی تو سب آدمیوں میں تیس دن روزہ رکھے اور تیسویں روزہ پھر اس کا ایک شخص کی گواہی
 افطار نہ کرے جب تک کہ وہ شخص عادل نہ ہو اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی سے بھی افطار درست ہو جائیگا
 اور قاضی بھی اس کے ساتھ کہ وہ مہینہ موقوف ہو کہ تیس دن زیادہ نہیں ہو گا اور اس ایک شخص کی گواہی سے روزہ رکھنے میں اس کی تھی اور
 حساب تیس دن ہو گا چاند نہ نماز ہو تو گواہی ایک آدمی کی یا ایک شخص کی بلکہ دو گواہی ہو تو لازم ہوگا **وَاللَّهُ أَكْبَرُ** **وَاللَّهُ أَكْبَرُ**

باب وزے کے فاسد ہونے کے بیان میں اور اس کی قضاء اور کفارت کے احوال میں

جو شخص کہ قصد جماع کرے یا جماع کیجاوے قبل یا بعد میں یا کچھ کھائے یا کچھ پئے خدا کی واسطے سو یادوار کے لیے یا بچہ ناک کے اور معلوم ہو اس کو کہ میرا روزہ افطار ہو گیا اور پھر قصد کھا لیوے تو ان صورتوں میں قضاء روکڑی کرے اور کفارہ دیوے جیسے نماز کا کفارہ ہوتا ہے اور کفارہ فقط رمضان کے روزہ قصد کرتے ہیں یا اور دوسرے روزے کی واسطے نہیں **ف** نماز سے کہتے ہیں کہ اپنی سوچ کسی عضو کو جو عورت میں کہ اوپر حرام میں ان کے عضو سے تشبیہ دیوے اور اسے ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہ ہو سکے تو دو مہینے پورے روکڑے اور اگر نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے لیکن قصد کھانا یا پینے سے اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے افطار کیا رمضان میں سو اوپر جو کھانا کرنے والے پر تو کر گیا اس کو صاحب دایر نے اور یہ حدیث نہیں ملی لیکن صحیحین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہؓ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا اس نے رمضان میں یکم آزاد کرے ایک غلام بارو کرے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے اور جماع بھی روکڑو افطار کرنا ہو وہ بھی اسی میں داخل ہو اور روایت کیا اس کو دارقطنی نے بھی اور مروی ہے صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کہ ایک ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہاں ہوا میں کہا کہ کیا ہوا تب کہہ اس نے کہ جماع کیا سینہ اپنی عورت سے روزہ رمضان میں سو فرمایا آپ نے کیا یا ہاں تو غلام کو آزاد کرے اس کو کہنا نہیں فرمایا کہ قاتل رکھنا ہے کہ تو دو مہینے روکڑے کہنا نہیں فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلاوے کہنا نہیں فرمایا بیٹھ کر تو لا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹوکرا لیا وہ میں کھجور تھی سو فرمایا کہ تصدق کرو اس کو فقیروں پر کہہ اس نے رسول اللہ نہیں یاد وہ جس نے فقیر کوئی تو خدا کی نہیں ہر شہر کے کناروں تک اور اس کے بیچ میں کوئی گھر کہ فقیر زیادہ ہو میرے گھر سے سو نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک کہ آگے کے دانت آپ کے ظاہر ہوئے پھر فرمایا کہ لیجا اس کو اور کھلا اپنے گھر کو کھانا ہر شے کہ یہ اس کے واسطے خاص نصبت تھی اور اگر کوئی شخص اب ایسا کرے تو نہیں چارہ ہی اس کو کفارہ سے اور واقع ہوا روایت ہا یہ میں مَحَلَّ أَنْتَ وَعِيَا لَكَ يَحْيَىٰ مَكَاتٍ وَلَا يَحْيَىٰ أَحَدًا أَبَدًا یعنی تو کھالے اور تیرے عیال کافی ہو جاوے گا تجھے اور نہ کافی ہو گا سو اتیرے کیسے بعد تیرے لیکن کہا ابن العمام کہ یہ قول کسی طریقہ میں اس حدیث کے نہیں ہوا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ خصوصیت ہے کہ نوکدار قطنی کی روایت میں ہے فَقَدْ كَفَّرَ اللَّهُ عَنْكَ یعنی کفارہ قبول کیا اللہ نے تجھے وَاللَّهُ أَعْلَمُ **ف** اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو تو اس کو روزہ یاد تھا اور رکھنے کی نیت کی یا صبح تک نیت نہ کی ہو تو تھا اور پھر کھانا یا تو ان سب صورتوں میں قضاء کا روزہ رکھنا **ف** روایت کیا ابو یعلیٰ موصلی نے سند میں حدیث حضرت عائشہؓ سے اور اس میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار اس چہرے سے کہ داخل ہوئے اور نہیں ہی اس سے جو شکہ کہ ابن العمام نے لاشک فی شئوہم تَوَفَّاءَ عَلَىٰ جَمَاعَةٍ

یعنی نہیں شک ہوا کہ ثبوت میں ہونے کا ایک باعث ہے تو صحیح بخاری میں ہے تفسیراً کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ
جو داخل ہوا اور نہیں ہوا اس سے جو خارج ہوا اور کیا ابن ابی شیبہ نے حل شکا و کیم عن عائشہ عن ابی ظبیر کان
عن ابن عباس قال الوصل مستأجل ولا یسجد حتی یخرج اور عبد الرزاق نے ابن سنی سے کہا کہ انھوں نے کہا کہ
جو داخل ہوا اور نہیں ہوا اس سے جو داخل ہوا اور نہیں ہوا اس سے جو داخل ہوا اور نہیں ہوا اس سے جو داخل ہوا اور نہیں ہوا
بھی یہی قول مروی ہے کہ اس کو کہتے ہیں **ص** اور اگر گھایا یا پیلا یا جامع کیا اور اس کو روزہ یاد نہ تھا یا سو یا اور اس کو احتلام ہوا
یا کسی طرح نمل کر کے پھر نزال ہوا یا تیل ملا یا سرنگایا یا کسی غیبت کی یا اوپر قری غالب ہوئی یا اور اس نے قری یا جنب تھا
اور صبح ہو گئی یا اپنے ذکر کے سوا خ میں تیل ملا یا غبار یا دھواں یا کھنکھانے کے حلق میں داخل ہوئی تو ان سب صورتوں میں روزہ
شک گیا **ف** روایت ہے صحیحین میں غیر ہر ماہ میں حضرت ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے
اور روزہ سے ہو سکھا یا یا پیا تو نہ کرے اپنے روزہ کو کیونکہ گھلایا یا سو گھلایا یا سو گھلایا یا سو گھلایا یا سو گھلایا یا سو گھلایا
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی شخص کے کہ گھلایا تھا اس نے پیا تھا پھر اگر روزہ اپنا کیونکہ گھلایا یا سو گھلایا
اللہ تعالیٰ نے اور یہ حدیث مروی ہے صحیحین میں ابن عباس اور ارقطی میں کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی
میرے روزہ دار تھا سو کھایا اور پیامینے جو کھائے سو کھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام روزہ اپنا کیونکہ گھلایا یا سو گھلایا یا سو گھلایا
اللہ تعالیٰ نے اور ایک لفظ میں ہے کہ قضاء حکایت اور روایت کیا اس کو بزار نے ساتھ لفظ جاعت کے اور زیادہ کب اور میں
قالا تقطعوا ان افطار کرو اور روایت کیا ابن عباس اور ہریرہ سے انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال من افطس فی
رمضان ناسیاً فاداً قضاء حکایت وہ کفادۃ یعنی جس نے افطار کیا رمضان میں جو کھائے تو نہیں قضا ہے اور ہریرہ
ذکھانہ اور روایت کیا اس کو ماہم نے اور صحیح کیا اس کو اور کہا بیہوشی نے معرفت میں تقطع ذیہ الا قضاء ہی عن محمد بن
بن عمار و کھم تقعات یعنی منفرد ہوا ساتھ اس کے انصاری محمد بن عمار و سب نقہ میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تین چیزیں ہیں کہ نہیں افطار کرتی ہیں روزہ دار کو جانتا ہے اور قی اور احتلام اور اسناد میں اس کی عبدالرحمن بن یونس اسلم روایت کرتے
اپنے اپنے کہ وہ ضعیف ہے اور ذکر کیا اس کو بزار نے بخاری عبدالرحمن سے اور نام اور انکا اسامہ ہے اور ضعیف کیا اس کو احمد بن حنبل
نے ساتھ بخاری خدا اسکے کہ اور اگر یہ ہو صالح تھے اور کہا نسائی نے نہیں ہے قوی اور روایت کیا اس کو دارقطنی نے اور بزار
سے اور احمد بن حنبل بن سعید بن زید بن اسلم سے روایت کی اور ہشام بن ضعیف کیا اس کو نسائی یا احمد بن حنبل نے
اور ضعیف کیا اس کو ابن ہدی اور کہا کہ لکھی جاوے گی حدیث اس کی اور نہیں حجت ہوگی ساتھ اس کے لیکن حجت پکری اس کے
اسلم نے اور شہاد کیا اس سے بخاری اور روایت کیا اس کو بزار نے حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے لا یقطعون
الصائم الا فی وجع و الحکامۃ و الاحتلام قال و هذا من احسن ما استأدوا و احسن ما استأدوا و احسن ما استأدوا
صائم کو قی اور حجت اور احتلام اور کہا کہ یہ حسن ہے اور حدیثوں سے اس باب میں اسناد کی روایت اور صحیح ہوا نہیں انتہی اور
اسناد میں اس کی سلیمان بن جابر نے کہا ابن سعید نے سچا ہے اور نہیں ہے حجت ساتھ اس کے اور روایت کیا اس کو طبرانی نے سند
نوابان اور کہا کہ نہیں روایت کی جاتی یہ حدیث مگر اسنی اسناد سے اور منفرد ہوا ساتھ اس کے ابن ہب تو ظاہر ہوئی یہ بات کہ حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما

احمد

بزار

حسن ہر اور حسن حجت پر مثل صحیح کے اور پچھنے لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور دلیل اس کی یہی حدیث ہے اور امام احمد زکیا
 حیات نبوی پچھنے لگانا روزہ کو توڑتا ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطر الحاکم و الحاکم یعنی افطار کیا
 پچھنے لگانے والے نے اور جسکے پچھنے لگے روایت کیا اسکو ترمذی اور ہارثی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تین خبریں ہیں کہ نہیں توڑتی ہیں روزہ حیات اور فی اور حاکم اور دوسری کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 پچھنے لگانے اور آپ احرام سے تھے اور پچھنے لگانے اور وہ روزہ دار ہوئے تھے روایت کیا اسکو بخاری وغیرہ نے اور کہا گیا واسطے
 انس کے کیا تم کو وہ رکھتے تھے حیات کو واسطے صائم کے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو کہا انھوں نے کہ نہیں اگر نسبت
 روایت کیا اسکو بخاری اور کہا انس نے اَوَّلُ مَا كُرِهَتْ الْحَجَامَةُ لِلصَّائِمِ أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ احْتَجَمَ
 وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْطِرْ هَذَا ثُمَّ رَحَّصَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ فِي الْحَجَامَةِ بَعْدَ الصَّائِمِ وَكَانَ انس يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ الدَّارِ قُطَيْبِيُّ وَقَالَ فِي
 رِوَايَةٍ كَلَّهْمُ ثِقَاتٌ وَلَا أَعْلَمُ لَهُ عِلَّةٌ يَنْبَغِي أَوَّلُ جَوَازِهِ رَكْعَاتِ حَيَاتٍ كَوَاسِطِ صَائِمٍ كَمَا تَوَاسَّعَ
 كَعَفْرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حَيَاتٍ كِي وَرَوَاهُ دَارِ قُطَيْبِيُّ وَرَوَاهُ دَارِ قُطَيْبِيُّ وَرَوَاهُ دَارِ قُطَيْبِيُّ وَرَوَاهُ دَارِ قُطَيْبِيُّ
 پھر حضرت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات میں واسطے روزہ دار کے اور تھے انس حیات کرتے اور وہ روزہ دار
 ہوتے تھے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سب فقہین اور نہیں جانتا ہوں میں اس میں کسی طرح کی علت اور فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِنْهُ مَا خَرَجَ بِغَيْرِ فِطْرٍ اَوْسَ ہر جو داخل ہوگا اور نہیں کہ
 اوس سے جو خارج ہو اور فی اگر آپ آجائے تو روزہ نہیں جاتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو غلبہ کرے فی اور روزہ
 روزہ دار ہوگا تو نہیں ہر اور پھر قضا اور جوفی کرے قصد اتو قضا کرے روزہ کی کہ ترمذی فی حدیث حسن غریب ہر نہیں بجا نہیں
 اسکو حدیث ہشام بن حسان انھوں نے ابن سیرین انھوں نے ابو ہریرہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حدیث عیسیٰ بن یونس
 سے کہا بخاری نہیں دیکھتا ہوں میں اسکو محفوظہ سبب اسکے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور پر شریف بخاری اور ابن حبان نے اور
 روایت کیا اسکو دارقطنی اور کہا کہ روایت سب فقہ لوگوں کی ہے اور کہتا ہوں میں کہ متابعت کی عیسیٰ بن یونس کی ہشام
 بن حسان سے حصص بن غیاث نے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور سکوت کیا اسکو اور روایت کیا
 اسکو مالک نے سوطین موقوف اور ابن عمر نے اور روایت کیا اسکو نسائی نے حدیث اوزاعی موقوف اور ابو ہریرہ کے موقوف
 اسکو عبد الزاق نے ابو ہریرہ سے اور وہ جو حسن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کہ تھے آپ روزہ رکھتے
 اوس دن اور نگاہ کیا ایک بن اور پانی پیاسو کہا صحابہ نے اور رسول اللہ آج کے دن آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ ان لیکن فی کی
 میں نے محمول ہے اور قبل شروع کرنے روزہ کے ابو ہریرہ کے واللہ اعلم اور سر لگانے سے بھی روزہ نہیں جاتا اس واسطے
 کہ روایت کیا ترمذی نے ابو حاکم سے انھوں نے انس سے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیاسی بیان کی انہی
 انھوں نے کیا سر لگانے میں اور میں روزہ دار ہوں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان کہ ترمذی نے نہیں اسناد اسکا
 قوی اور نہیں صحیح ہے اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابوعاکبہ اصحاب سے روایت کیا ابن ماجہ نے

بقیہ سے حل شدہ اگر بی بی عتیقہ کے ساتھ رہے تو عتیقہ کے لئے نہایت دینی اللہ تعالیٰ کا کیا العمل
 الشیء صلے اللہ علیہ وسلم وہو صاغر کثیر السن سرسگایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ روزہ دار ہوتے تھے
 اور گمان کیا بعض علمائے کہ زبیدی سند ابن ماجہ میں وہ محمد بن یحییٰ بن زبیدی سے روایت ہے اور وہ یزید بن سعید
 بن ابی سعید زبیدی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی سند میں اور لیکن جیسا کہ اس مقام پر اسکو راوی کہا متعین
 کہ وہ جہول نہیں ہے مگر کہ اسکو ابن عدی اور یحییٰ نے بلکہ وہ سعید بن عبد الجبار کا ہے کہ ابن عدی اور یحییٰ بلکہ
 سعید بن عبد الجبار سے روایت ہے اور وہ مشہور ہے لیکن اتفاق ہے اس کے ضعف میں اور ابن عدی اپنی کتاب میں فرق کیا در بیان سعید
 بن ابی سعید اور سعید بن عبد الجبار کے کہ وہ دونوں ہیں اور صحیح ہے کہ وہ ایک ہی شخص ہے اس کے باپ کی کنیت ابو سعید ہے اور
 نام عبد الجبار ہے اور اخراج کیا اسکو یحییٰ نے محمد بن سعید ابن ابی رافع سے کہا یحییٰ نے کہ وہ قوی زمین سے اپنے باپ سے
 اپنے اپنے داد کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرسگایا تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے کہ صاحب تصبیح نے اسناد اسکو تحریر ہے
 طرحت کے کہا ابو حاتم نے متنبہ بن حذیفہ بنی البوماذ بصری صالح الحدیث ہے تو چنانچہ ہے ہر ایک طریقہ سے ثابت
 ہوگی تو سب طریقوں سے ملا کے محبت ہوگی اور وہ سمن ابو داؤد میں ہے عبد الرحمن بن عثمان بن سعید بن ابی ہریرہ انھوں نے
 اپنے اپنے انھوں نے اپنے داد اس انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حکم کیا آپ نے ساتھ لگانے اثر خود شہود اور وقت
 سونے کے اور کما کر مکرر کرے اس سے روزہ دار تو خود اس حدیث میں ابو داؤد کو کہا قال لی یحییٰ بن معین حق مسکوک
 یعنی حدیث الحکل اپنی کہا اس سے سیر یحییٰ بن معین کہ یہ حدیث مسکوک یعنی حدیث سرسگایا نے کہ اسکا صاحب تصبیح
 نے کہ سعید اور یثنا اسکا عثمان دونوں جہول ہیں اور اس کے سوا اور کوئی حدیث انکی نہیں پہنچتی مانی ابو عبد الرحمن بن ہریرہ
 کہا ابن معین نے ضعیف ہے اور کہا ابو حاتم نے سچا ہے اور ان کے کلام میں منافا نہ نہیں کہو کہ صدق جمیع وجوہات کافی نہیں ہے
 اور روایت کیا ابو داؤد بن مسعود صحیح عیش سے کہ کہ نہین کیا میں نے کسی کو اپنے صاحب میں کہ کو روکتا ہو سکر کو واسطے سالم
 اور صحابہ ہم خستہ تھے سر کی واسطے صائم کے واللہ اعلم اور اگر میں نہ ہوتا ہی بارف ہڈی ہے اور اس کے
 مؤذہ میں ہما کو تو اسکو روزہ فاسد ہوگا صحیح مذہب میں اور اگر طبی کی رو کیا پار پائے سے یا فرج کے سوا اور تماموں میں
 جس طرح ران ہے یا بوسلیا یا ساس کیا اذان سب صورتوں میں اگر انزال ہو تو قضا کرے اور اگر انزال ہو تو قضا کرے
ف اور بوسلینام کو واسطے جب انزال سے امن ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور بشارت بھی مثل سے کہ جائز ہے روایت ہے زمین
 میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسلیتہ تھے اور بشارت کہتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور وہ سلم شہ سے مروی ہے کہ بوس
 لیتے تھے انکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اسکو بخاری سلم نے ابو جابر کے کہ اگرچہ ان ہو تو ان میں
 احترا ایسے امر سے اجاہی اور بیٹھے وغیرہ کو مضائقہ نہیں اور تفصیل حدیث میں وارد ہے روایت کیا ابو داؤد بن مسعود ساتھ ہنا
 صحیح کے ابو ہریرہ سے کہ ایک شخص نے بوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارت سے واسطے روزہ دار کے تو خستہ کی
 آپ نے اسکو دیا یاد و سر انھیں اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پھر معلوم ہوا کہ جسکو خستہ دی تھی وہ بڑھاتا تھا
 اور جسکو منع کیا وہ جوان تھا واللہ اعلم **ص** ایک شخص نے گوشت کھایا اور اس کے دانت میں چنے کے برابر ہاتو

محدث زبیدی

محدث زبیدی

محدث زبیدی

فما کرے فقط اور اگر چہ سے کم ہی تو قضاء لازم نہیں ہے مگر جو وقت کہ اس کو نشت کو موافق سے کھائے اور یا تمہ میں ایسے اور بچہ کھائے تو اگر چہ سے کم ہو فمما کرے اور اگر کسینے ایک تل نکلا تو اس کا روزہ فاسد ہوا اگر اس کو جب چاہا تو روزہ نہیں چاہا اور بچہ نہ تو اس کے پھر بیٹ میں چلی جاسا یا وہ خود اپنے بیٹ میں ننگے روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قدر سے دونوں حالت میں فاسد ہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر کو آپ سے پھیرے اگرچہ تھوڑی سی ہو تو فاسد ہوگا اور خود پھر جائے میں اگر چہ بہت سی ہو روزہ فاسد نہیں ہوتا تو بہت سی تھی کے آپ پھیرے میں سب کے نزدیک روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی تھی پھر جائے میں سب کے نزدیک فاسد ہوگا اور تھوڑی سی تھی کے پھیرے میں ابویوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہوگا اور بہت سی تھی اگر کوٹ جائے تو ابویوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اور امام محمد کے نزدیک نہیں فاسد ہوگا

باب روکے کے مکروہات کے بیان میں

مکروہ ہر روزہ دار کو چھنا کسی چیز کا اور چہا نا کر لٹکے کے واسطے وقت ضرورت اور مکروہ ہر یوسف لینا اگر اس میں جامع ہو سکے سرنگا نا اور بوجہ میں تل لگانا اور سواک کرنا اگر چیز وال کے بعد ہو مکروہ نہیں اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہر دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ روایت کیا طبرانی اور دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب روزہ رکھو تو سواک کر دو صبح کے وقت اور نہ سواک کر دو قریب شام کے کیونکہ روزہ دار جب خشک ہو جائے تو ہین دونوں ہوشہاؤسکے تو ہوگا واسطے کہ نوران قیامت کے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے موقوف حضرت علیؓ پر اور دونوں طریقوں میں کیسیان ابو عمر و قصاب ضعیف اور سکوا بن یحییٰ اور کہا عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہ پوچھا ہم نے اپنے باپ سے کیسیان ابو عمر سے کہ ہوا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے ذکر کیا اسکو نیز ان میں اور ایک دلیل دیکھی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مؤخرہ روزہ دار کا اند کے نزدیک پاک زیادہ ہو خشک سے تو سواک سے وہ پوزائل ہو جائیگا اور دلیل لائے میں صاحب ہدایہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ بہتر ظلال روزہ دار کا سواک ہی روایت کیا اسکو ابن ماجہ حدیث حضرت عائشہؓ سے اور دارقطنی نے اپنا اسناد میں اسکی مجالہ ضعیف کیا اسکو بہت لوگوں نے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہو تائی امت پر البتہ حکم کر امین اسکو سواک کا نزدیک ہر نماز کے اور یہ عام ہر روزہ دار وغیرہ کو اور سند احمد میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز سواک سے بہتر ہے شتر نماز سواک سے اور یہ بھی عام ہے اور روایت کیا طبرانی نے ثنا ابن ابیہیم بن ہاشم البغوی حدثنا ہرون بن معروف ثنا محمد بن سلمۃ الحجی اثنی ثنا بکر بن حنیش عن ابی عبد الرحمن بن عبادۃ بن نسی عن عبد الرحمن بن غنیم قال سالت معاذ بن جبل ان سواک وانا صائم قال نعم قلت ائی اللہ اکبر قال ائی اللہ اکبر شیئت عذوۃ ووعشیۃ الحدیث یعنی کہا عبد الرحمن بن غنیم نے کہ پوچھا میں نے معاذ سے کہ سواک کروں میں اور میں روزہ دار ہوں کیا انھوں نے مان کہا میں نے سواک دن کے گزرتوں کہا جس وقت چاہے صبح اور شام سے آخر حدیث تک ذکر کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا یہ تھی نے اسحاق سے کہ پوچھا میں نے عاصم احوال سے کیا سواک کرے روزہ دار ساتھ سواک کرے کہا کہ ان کیا دیکھتا ہے تو روزہ زیادہ اسکو بانی سے کہا میں نے اول روزہ میں اور آخر دن میں کہا کہ مان کہا میں نے کہس سے پوچھا یہ مجھ کو رحم کرے تمہارا کہنا کہ انس رضی اللہ عنہ انھوں نے ہی اللہ علیہ وسلم

کسیان ابو عمر و قصاب

مجالہ

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

اور کہا یہی ہے فقہ کیا ساتھ اس کے ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی نے اور تحقیق کہ حدیث میں بیان میں کہ میں نے سہ سے
 مسکروہین کہ میں نے یہی ساتھ لیا اور روایت کیا ابن عباس نے کتاب المغنا میں ابن عمر سے قال کان النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم یستأذنی الخواص وھو صاغر یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے
 آخر روز میں اور آپ زہ دار ہوتے تھے اور ضعیف کیا او کو بسبب ابوہریرہ کہ انہیں ہر جہت ساتھ اس کے اور رفع کرنا
 اس کا باطل ہے اور صحیح ابن عمر کا فعل ہے اور روایت ہے حضرت انس سے کہ پچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مسواک
 کرتے سائیم اور وہ روزہ دار ہو فرمایا کہ مان کہا میں نے ساتھ نہ مسواک کے اور خشک کے فرمایا مان کہا میں نے اول روز میں اور
 آخر روز میں فرمایا مان تو کہا گیا واسطے ان کے کہ کس سے سنا تھے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا او کو
 تمام نے انس سے فرمایا کہ ابن عباس نے لے اصل لے نہیں ہے اصل اس کی اور اسناد میں اس کی ابراہیم بن ہلیار خوارزمی
 روایت کرتا ہے حاصر احوال سے منکر کہ کو کہا صاحب لاکے نے اخراج کیا او کو نسائی نے کہا میں نے او کو یقینی نے سن میں او کو کہ
 منفرد ہوا ساتھ اس کے ابراہیم اور وہ منکر ہے حدیث اس کی او کہ شیعہ ابن جبر نے کہ واسطے اس کے ایک شاہد ہے حدیث معاویہ
 جواد پر گذری **ص** پوچھا ضعیف لے روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روز کے بدلے ہر سکین کو کھانا دے
 جتنا کہ صدقہ فطر دیا جاتا ہے اور جب بڑھے کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس کی قضا کرے **ف** و علی الذی یطیقونہ
 فذایہ طعام و شلیلین قول اللہ تعالیٰ کا اس باب میں جہت ہے **ص** عورت حاملہ اور عورت دودھ پلانے والی جہت
 کہ اپنی جان پانچے کی جان کا خوف کرے یا مرض ہو کہ اور زیادتی مرض کا او کو کو خوف ہو کہ یا مسافر ہو تو یہ سب افطار کریں
 اور پھر جب عفا کا جائے تو قضا ادا کریں بغیر حد کے **ف** اس واسطے کہ روایت ہے حضرت انس سے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے وضع کیا مسافر سے روزہ اور آدمی نماز کو اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ کہ
 روایت کیا اس کو ابو داؤد وغیرہ نے اور در بعض بھی اس واسطے نہ کہ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ومن کان مریضا أو علی سفر
 فیدل فلیمن یا کما أحسن یعنی جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو لے ہی شمار کرے اور دنوں سے یعنی اتنے ہی روزہ جتنے
 قضا ہو اور دنوں میں رکھے اور اسی طرح بڑھا بھی روزہ نہ رکھے اور دلیل اس کی روایت جو گلدی لیکن وہ منسوخ ہے جس
 اس کے کہ لا یطیقونہ کے نہونگے دوسری تائید ہے اور کہا ابن عباس نے کہ وہ منسوخ نہیں ہے اور وہ بدھ ہے مرد اور عورت کو اس
 جو طاقت روزہ کی نہیں کہتے تو کھلاؤں بدھ روزہ کے ایک سکین کو روایت کیا او کو بجا رنجی اور ایسا ہی مردی چہر علی
 اور ابن عباس اور ابن عمر اس واسطے صحابہ اور کسی سے خلاف اس کا مردی نہیں تو اجماع ہو جاوے گا اور پھر **ص** اور
 مسافر کو کچھ روزہ سے نقصان نہ ہوتا ہو تو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مستحب ہے تو اگر وہ سفر میں یا مرض میں ہو کر یا تو اس کے
 روزہ کے بدلے میں صدقہ دیا جاوے گا اور اگر بیمار تھا اور بجا ہوا تب مر یا مسافر تھا اور مقیم ہوا تب مر تو اس کے روزہ کے بدلے
 میں اس کا ولی صدقہ دے جو اس طرح ہو کہ اگر وہ شخص محتاج اور قاصد کے بعد اس کے جتنے روزہ فوت ہوئے تھے اتنے روزہ جی
 مزہ ہو تو اس کے سب روزوں کے بدلے صدقہ دے اور اگر اگر دستہ روزہ نہیں جاتا تو جتنے روزہ تندرست اور مقیم رہا اتنے دنوں کا
 صدقہ دے جو مثلاً اس کے دس دن فوت ہوئے تھے سو دس روزہ دے جہاں کے پانچ دن تک مقیم یا تندرست رہا تب مر تو پانچ دن کا بکا

دلی ہمدردی اور مسرت دینے کی واسطے یہ بھی شرط ہو کہ مرتے وقت وہ شخص وصیت کر گیا ہو یعنی کہہ گیا ہو کہ میرے سر پر روزے کی طرقت مسند دینا تو اسے جتنا مال چھوڑا ہو اس کے تیس حصے میں ادا کیا جاوے گا **ف** اور امام شافعی کے نزدیک سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے اور دلیل لائق ہیں اوستے جو مری ہو چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر میں تو ایک جگہ دیکھا کہ بہت لوگ جمع ہیں اور ایک شخص پر سایہ کر رہے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا یہ ہے کہ انھوں نے کہہ روزہ دار ہو کر آیا ہے لیس مریعہ الدین بالصلیام فی السفر یعنی نہیں ہو چکے تھے سہ روزہ رکھنا سفر میں اور دلیل لائق ہیں اوستے جو روایت کیا مسلم نے جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئے سال فتح کے طرف مکہ کے مضافات میں یہاں تک کہ پونچھ کسی نہر کی کو تو روزہ رکھا لوگوں نے پھر نکال دیا آپ نے ایک قدح پانی کا اور پیا اوسکو سوگیا آپ کے کہ بعض لوگوں نے روزہ رکھا سو فرمایا آپ نے اُولَئِكَ الْعَصَاؤُہُ لَوْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ اور جواب یہ ہے کہ اول حدیث میں تو آپ نے صورت ضرر و نقصان میں منع کیا تھا اور یہ پہلے نزدیک بھی ہے کہ جب خون ضرر کا ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اسی طرح روایت مسلم میں بھی کہ ایک لفظ اوسکا یہ ہے کہ آدمی کو اور شاق ہو تو روزہ اور روایت کیا اوسکو و اجدی نے مخازی میں اور اوس میں یہ ہے کہ حکم کیا تھا اذکو افطار کا اور انھوں نے قبول کیا جب یہ حکم آپ نے ارشاد فرمایا اور اس تو حیرت میں ہوا ہوگی درمیان احادیث کی کہ روایت صحیح مسلم میں جمرۃ اسی سے کہ انھوں نے کہا ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ہونے فوت روزہ بر سفر میں تو کیا مجھ گناہ ہو روزہ رکھنے میں تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ نصیحت ہے لیس کی طرقت سے سو قبول کرے اوسکو تو اچھا ہے اور جو دوست کے روزہ کو تو نہیں ہو چکا گناہ اوپر اور حجت میں ہو کہ تھے ہم سفر کرتے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم میں روزہ رکھتے تھے اور بعض نہیں کوئی عیب نہیں کرتا تھا دوسرے پر مری ہو سنن ابوداؤد وغیرہ میں ابوالدرداء کہ کئے ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض جہادوں میں نہایت گرمی میں ان کو رکھتے تھے ہم میں لوگ ہاتھ اپنے سر پر سب گرمی کے اور نہیں تھا ہم میں کوئی روزہ دار اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد بن جراح تو یہ حدیث نہ لالت کرتی ہیں اور پر سراج ہو روزہ کے سفر میں اور یہی حجت ہماری اور خلاف پر بھی اسکے حدیث میں سنن عبد الرزاق میں ہے کہ بن عباس شہر سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے لیس میں امیثا امیثا کو فی امسفر یعنی نہیں ہو چکی سے روزہ رکھنا سفر میں اور ایک روایت میں ہے کہ روزہ رکھنے والا سفر میں ہانڈا افطار کرنے والے سے ناقص است میں روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ہارنے اور دفع تعارض کی وہی توجیہ ہے جو اوپر بیان کی ہے فقط اور دلی اوس کے روزوں کے لئے اگر مر گیا ہو تو صدقہ دیکو اور اوس کے لئے روزہ نہ اور بعضوں کے نزدیک کہے دلیل ان لوگوں کی یہ ہے کہ کیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ما میری گئی اور اوپر ایک مہینے کے روزے تھے کیا تھا کروں میں اوس کے لئے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تیری باپ کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتا یا نہیں کہا اوسنے کہ ہاں اور اگر تیرا باپ کچھ قرض اسکا ہو روایت کیا بخاری مسلم نے اسکو حدیث ابن عباس سے اور ایک روایت میں ہے کہ آنی ایک عورت اور کہا اؤ کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مری ہو اور اوپر ایک روزہ نہ رکھا ہے کیا روزہ رکھ تو اوس کے لئے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص جہاد اور اوس کے اوپر روزہ نہیں روزہ رکھے اوستے دلی اوسکا روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابوداؤد وغیرہ حضرت عائشہ سے

اس مقام میں شیخ ابن الہمام **ص** لکھتے ہیں کہ روزہ رکھنا منہ پر اور نہیں اگر شروع کر گیا تو تمام کرنا اور سکا لانا
 نہ آویگا اور وہ پانچ دن میں ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقرہ کا دن اور تیس دن اس کے بعد یعنی گیارہویں اور بارہویں
 اور تیرہویں تک کی اور نفل کا روزہ بے عذر نہ توڑے ایک روایت میں اور ایک روایت میں جائز ہے کیونکہ قضا اس کے قائم مقام
 اور ضیافت کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا درست ہے اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونوں کے واسطے ہوگا
 اگر رمضان میں دن کو ایک ایک کا بالغ ہو یا ایک کا فرسلمان ہو تو اوس روز باقی روز میں کچھ نہ کھائے اور نہ پوچھ رمضان کی
 بزرگی کے سبب اور اوس روز کی قضا ادا کرے اگرچہ نیت روز کی ان دونوں کے کی اور پھر کھا لیا تب بھی قضا نہیں کرے
 اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونوں باقی روز کچھ کھا دین اور نہ پیوین اور اوس روز روز کی
 قضا ادا کرے اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اوس کے اپنے گھر آیا تب نفل روز کی نیت کی اور نیت کرے کا وقت تھا
 یعنی دوپہر کے پہلے تو وہ روزہ درست ہوا اور اگر وہ رمضان کا مہینہ تھا تو اوس پر اوس روز کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا تقیم
 اوس دن سفر کیا تو اوس کا بھی یہی حکم ہے اور اونی دونوں اگر افطار کیا تو کفارہ نہیں ہے جن دنوں میں بیہوش ہوا تو نفل قضا ادا کرے
 مگر جس دن بیہوشی شروع ہوئی ہے اور وہ نیت روز کی کر چکا ہے یا اوس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو افطار کی قضا کرے غرض
 یہ ہے کہ اگر نیت کر چکا ہے تو روزہ صحیح ہو جاویگا اور جو نہیں نیت کی تو پھر اگر صحیح ہوگا اور اگر سارے رمضان بھر مجنون ہے یا قضا کرے
 اور اگر بعض دن رمضان میں یوانہ رہا تو جتنے روز گذرے ہیں ان کی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً بالغ یا عاقل تھا اور حالت جنون میں
 بالغ عاقل ہوا تو بھی یہی حکم ہے ظاہر روایت میں اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون میں بالغ ہوا تو روزے اوس پر واجب
 نہ ہونگے باوجود اسکے کہ سارے رمضان یوانہ رہا اور دلیل اس کی شرح عربی میں مذکور ہے اور اگر ان پانچ دن میں جن میں روزہ رکھنا
 حرام ہے روز کی نذر کیا یا پورے سال بھر روزے کی نیت کی تو ان دنوں کی قضا ادا کرے اور اگر روزہ رکھ لیا تو پھر قضا نہیں کرے لنگہ
 ہوگا تو اگرچہ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور یہ نیت کی کہ قسم نہیں ہے تو ان دنوں میں نذر ہوگی اور
 اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہیں ہے تو قسم ہوگی اور اگر افطار کر گیا کفارہ قسم کا لازم آویگا اور اگر دونوں کی نیت کی
 یا قسم کی اور یہ ذکر نہ کیا کہ نذر نہیں ہے یا یہ تو ان دنوں میں نذر اور قسم دونوں ہوگی اور اگر افطار کر دیا تو قضا نذر کی
 اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونوں کی نیت میں نذر ہوگی اور فقط قسم کی نیت میں قسم ہوگی اور
 باقی تفصیل اس کی شرح عربی میں مذکور ہے شمس عید یعنی چہرہ روزہ جو شوال میں رکھتے ہیں تو ان کو جدا جدا رکھنا مستحب ہے لگاتار
 نہ کرے تو کمزور ہوگا اور مشابہت نصاریٰ کے لازم آویگی **ف** والا استحباب ان چہرہ روزوں کا احادیث سے بیان کرنا
 لازم ہے سو وہ یہ ہے جو روایت کیا مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہم نے ابوالیوب کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص
 روزے رکھے رمضان کے اور پیچھے رکھے اوس کے سات روز شوال میں تو ہوگا ایسا جیسے کسینے سات روزے رکھے اور بارہویں
 نصاریٰ کے بیان کرنا واجب ہے وہ یہ کہ اہل کتاب نے اس کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چہرہ روزہ بعد فطر کے مستقل رکھے گیا تو ایک طرح
 کی تشبیہ نصاریٰ کے ساتھ متحقق ہوئی اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے کہ روزہ رکھتے ہیں کہ جب عید فطر کے روز روزہ نہ رکھا تو تشبیہ
 واللہ اعلم اور جیسے شعبان کے روزے رکھے اور ملا دیا اوس کو ساتھ رمضان کے تو اچھا کیا اوسنے اور مستحب ہیں روز ابام یحییٰ یعنی

تیرہویں چوتھویں پندرہویں اور سب کو ہر عین سے روایت کیا انسانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے منکر کر کے
یہ سوال اہل اسلام نے کیا ہے میں نے سفر میں اور ناقصت میں فقط اور حکم کیا حضرت نے صحابہ کو ان نون میں نہ کھانے
روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور عید فطر اور ایام تشریق یعنی تین تبرعہ کے بعد اور دن تبرعہ کے ان نون میں نہ کھانا
حرام ہے روایت کیا بخاری مسلم ابو داؤد اور ترمذی نسائی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا
روزہ دو دنوں میں ایک دن فطر کے اور دن قربانی کے اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دن عرفہ کا اور دن قربانی کے اور ایام تشریق کے یہ دن عید اہل اسلام کے ہیں اور وہ دن کھانے اور پینے کے ہیں اور اگر
کے دن سے پہلے عرفہ کے دن حج میں مقام عرفہ پر روزہ رکھنا کر وہ ہی اور تشریح اسکی دوسری حدیث میں آئی ہے روایت کیا ابو داؤد
کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ سے دن عرفہ کے حج عرفہ کے اور اگر مقام عرفہ میں نہ ہو تو عرفہ کے دن روزہ رکھنا
مستحب ہے اور روایت ہے کہ نبی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق کے دن کھانے اور پینے کے ہیں
اور اللہ کے اور ایام تشریق کو کو حلال کہتے ہیں کہ عرب لوگ گوشتوں کو قربانی کے ان نون میں آفتاب کے نیچے خشک
کرتے تھے اور روایت کیا بلال بن ابی اسحاق سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایام تشریق میں آفتاب کے نیچے خشک
نہیں کرنا کہ لا تَصُومُوا هَذِهِ الْأَيَّامَ وَلَا تَأْكُلُوا وَلَا تَشْرَبُوا یعنی بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نون منی کے یعنی ایام تشریق کے ایک پکارنے والے کو پکارے نہ روزہ رکھو ان نون میں کو نہ کھانے اور پینے اور چائے
کے ہیں اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے حدیث ابو ہریرہ سے اور اسناد میں اسکی سعید بن سلام کا ذب کہا اسکو احمد اور
روایت کی دارقطنی نے عبد اللہ بن حنفیہ سے کہ بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سواری پر دن منی پکارنے
میں ای کو گوہ دن کھانے اور پینے اور جماع کرنے کے ہیں اور ضعیف کیا اسکو بسبب تقدمی اور توشیح کی اسکی بعض لوگوں نے
اور ذکر کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے باب المیاء میں کتاب الطہارۃ اور روایت کیا ابن ابی شیبہ اور اسحق بن ہاشم نے مسند میں
فَالْأَحَدُ مَنَاوَكَيْفَ عَنْ قُتَيْبَةَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ مُسْلِمٍ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُلْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا نَادِيًا أَيَّامَ مَنَى أَيَّامَ أَكْلٍ وَشَرَبٍ وَقِيَالٍ یعنی بھیجا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو پکارے دن منی کے دن کھانے اور پینے اور جماع کے ہیں اور سحری کھانا سنت ہے نہ روایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سحری کھاؤ کیونکہ اوس میں برکت ہے روایت کیا اسکو بخاری مسلم ترمذی اور نسائی وغیرہم نے اور فرمایا کہ
فرق در میان ہمارے روزہ اور در میان اہل کتاب کے روزہ کے کھانا سحری کا ہے روایت کیا اسکو مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد نے
اور درست ہے سحری کھانا یہاں تک کہ صبح صادق پہنچے اور روزہ رکھنا جلدی فضل ہے تاخیر فطر کی بعد وقت آجانے کے مکروہ
فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر شے کہ لوگ ساتھ بھری کے جب تک جلدی کرے فطر کو روایت کیا اسکو
بخاری مسلم امام مالک نے اور ترمذی بھی سہل بن سعد اور حقیقت افطار کرے کہ لا تَأْكُلُوا حَتَّى تَصُومُوا وَعَلَى رِزْقِكُمْ أَطْعَمُ
یعنی ایسا سحری واسطے مینے روزہ رکھا تھا اور تیرے رزق پر افطار کرتا ہوں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کہ
ایسا ہی کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مستحب ہے کہ کھجور سے روزہ افطار کرے اور یہ وارد ہے واحد حدیث میں نہ پائی

عبد اللہ بن سلام
واقعی

اور عورت کو چاہیے کہ نفل روزہ بدون اذن خاوند کے نہ رکھے روایت کیا اوسکو بخاری سلم وغیرہ نے اور جو شخص کسی قوم پر جا کے اوترے تو بغیر اذن اوتارنے کے روزہ نہ رکھے بخالا اسکو ترمذی نے اور کیا یہ حدیث منکر ہے واللہ اعلم

باب اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف نہایت ہو کہ وہی اور اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ دیر تک ہمارو روزہ دار کا مسجد میں یہ نیت عبادت حبس میں جاتی ہے لیکن سنت ہو کہ وہ ہونا توفیق عشرہ اخیرہ میں ہو کیونکہ روایت کیا بخاری سلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کے عشرہ اخیرہ میں رمضان سے پہلے کہ اوتھا لیا اوتھا لیا اللہ تعالیٰ نے پھر اعتکاف کیا بعد ازاں اوکی ازواج مطہرات کو یہ واطبات لالت کرتی ہے سنت ہے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہے وہ یہ کہ مذکور ہے اعتکاف اور ایک مستحب ہے یہ کہ سوال میں آخر رمضان کے اور دنوں میں اعتکاف کرنا اور ان دنوں میں جو طہارت ثابت ہوئی بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک ہنایہ رکھ کر اعتکاف کا اور نیت شرط ہو اوسکی اور روزہ بھی شرط ہے اور امام شافعی کے نزدیک شرط نہیں بلکہ ہمارے یہ ہے کہ روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا اعتکاف الا بصوم نہیں ہے اعتکاف مگر روزے سے کہا بیہقی نے یہ وہم ہے سفیان بن حبیب سے یا سویدہ وضعیف کیا اوسنے سویدہ کو لیکن کمال میں ہے کہ کمالی بن جبر نے کہ پوچھا میں نے بیہقی سے اوس دنوں کے احوال سے تو شنائی انھوں نے اوپر اور روایت کیا ابو داؤد نے عبد الرحمن بن اسحق سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عروہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کمالی بن جبر نے سنت ہے اور پر اعتکاف کو نہ ملے کہ نہ عبادت کرے کسی مرض کی اور نہ حاضر ہو جنازے میں اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اوس نے اور نہ نیکے کسی حاجت کو مگر جو ضرور ہے اور نہیں ہے اعتکاف مگر روزے سے اور نہیں ہے اعتکاف مگر مسجد جامع میں کہا ابو داؤد نے سوا عبد الرحمن کے اور کوئی اوسمیں لفظ اسٹہ کانہین ذکر کرنا اور عبد الرحمن بن اسحق اگرچہ کہ کیا گیا اور اوسمیں لیکن اخرج کیا اوس سے مسلم نے اور توفیق کی اوسکی ابن مسعود نے اور شنائی اوسپر غیر اوس کے نے اور روایت کیا ابو داؤد نے اور نسائی نے ابن عمر سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کریں جاہلیت میں ایک دن اور ایک ات نزدیک کعبہ کے سو پوچھا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور ایک روایت میں نسائی کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوتھو کہ اعتکاف کریں اور روزہ رکھیں کہما دارقطنی نے استفرد ہو اساتھ اوسکے عبداللہ بن کبیل بن وقار اخرجی عمر سے اور وضعیف الحدیث ہے اور ثقات لوگوں نے اصحاب عمرو بن دینار سے نہیں ذکر کیا روزہ کا اوسمیں ہیں ابن جریج اور ابن عیینہ اور حاد بن سلمہ اور حاد بن یسار اور سوا اٹک اور یہ حدیث میں ہے نہیں ہے اوسمیں ذکر روزہ کا بلکہ اتنا ہی ہے کہ کہا حضرت عمر نے کہ مذکر کی تھی میں نے جاہلیت میں کہ اعتکاف کروں سب حرام میں ایک ات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کرانی نزد اور ایک روایت میں ہے حضرت عمر سے کہ مذکر کی تھی میں نے جاہلیت میں کہ اعتکاف کروں ایک دن نزدیک مسجد حرام تو فرما دیے کہ ایک ساتھ رات کے یا ایک ات ساتھ ایک دن تاکہ طاعت ہو کھدینوں میں اور جواب یا جاو گیا کہ غایت اسکی یہ ہے کہ سکوت کیا روزے کے ذکر سے ان لوگوں نے اور یہ بات اصول حدیث میں مقرر ہوئی ہے کہ زیادت ثقت ضابط کی مقبول ہے اور ثمر جو ضعف ثابت کرتے ہو عبداللہ بن کبیل کا مسلم نہیں کہو نہ کہما ابن عیینہ نے کہ وہ صاحب الحدیث ہے اور ذکر کیا اوسکو ابن جبران نے ثقات میں اور ذکر کیا

فان

عبدالرحمن بن اسحق

عبداللہ بن کبیل بن وقار

مؤید ہر ایک کے حدیث حضرت عائشہ کی جو نقل کی ہے عنہ او پر ابو داؤد و نسائی سے اور بخاری لاہوتی سے ان میں ہر سچ سے انھوں نے
 عنایت انھوں نے ابن عباس اور ابن عمر سے کہا اداؤں و دونوں علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی اعتکاف کرنے والا روزہ رکھ
 تو یہ قول ابن عمر کا بھی مؤید اسکے ہے کہ نہ نقل کیا انھوں نے اسکو اپنے پاس اور یہ واقعہ ہے اس واقعہ سے اور امام شافعی
 دلیل لیتے ہیں اس سے جو روایت کیا اسکو حاکم نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت علی السدیہ وسلم نے نہیں ہر اعتکاف
 کرنے والے پر روزہ رکھ کر کہ اپنے نفس پر اور سچ کی اسکی حاکم نے اور جواب ہے کہ یہ صحیح اور کی تمام نہیں اسناد میں اسکی
 عبد اللہ بن محمد بن علی اور وہ محمد بن یزید اور ابو جہاں اسکی کے نہیں ہے کیا اسکو کہنے سوا اسکے بلکہ موقوف کرتے ہیں
 اسکو ابن عباس پر اور یزید ہی اسکے وقت کے جو ذکر کیا اسکو کہ یہی نے بعد ذکر اس بات کے کہ متفرق ہوا ساتھ اسکے رملی کہ نہ ہوتا
 کیا اسکو ابو بکر حدیثی عبد الغزیز بن محمد سے انھوں نے ابو سہیل بن مالک سے کہا کہ جمع ہوا میں اور ابن شہاب نزدیکی عمر بن الخطاب
 کے اور انکی عورت نے نہ رکھی تھی اعتکاف کی مسجد حرام میں سو کہا ابن شہاب نے کہ نہیں ہوتا ہی اعتکاف مگر ساتھ روزہ کے سو کہا
 بن عبد الغزیز نے کہ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ انھوں نے نہیں سو کہا کہ ابو بکر سے کہا انھوں نے نہیں کہا عمر سے
 کہا کہ نہیں کہا ابو سہیل نے کہ پھر پھر میں ہو پایا میں نے طاؤس اور عطاء کو تو پوچھا میں نے اونسے یہ سو کہا طاؤس نے تھے ابن عباس
 نہیں دیکھتے تھے مسکے پر صیام کر کے کہ خود اپنے نفس پر مقرر کر لے اور کہا عطاء نے یہ سچ ہے تو اگر ابن عباس نے رفع کیا ہوتا
 اسکو نہ وقف کرتے طاؤس اسکو ابن عباس پر اور اسید اسطے اعتراف کیا یہی نے کہ رفع اسکا وہم پر اور پھر عجیب ہے کہ
 کہ وقف بھی سنا ہے سے سالم نہیں ہو اسطے کہ اوپر ہم ذکر کر چکے ابن عباس اور ابن عمر سے کہ اداؤں و دونوں مسکے روزہ رکھ
 اور کہا عبد الزان نے **حَدَّثَنَا الثَّوَالِیُّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ ثَمُودٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ**
مَنْ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ یعنی جو اعتکاف کرے تو اس پر روزہ ہو اور اسناد اسکا صحیح ہے اور بخاری لاہوتی سے انھوں نے
 حضرت عائشہ سے موقوف اس **اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ** اور زہری اور عروہ سے بھی کہ اداؤں و دونوں نے **اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ**
الصَّوْمُ اور وہ طاہر بن مالک کی ہے کہ پوچھا انکو قاسم بن محمد و نافع بن ابی بن عمر سے کہ اداؤں و دونوں نے نہیں ہر اعتکاف مگر
 ساتھ روزہ کے سبب قبول اسد قال کے **تَرَأْتُمَا الصَّيَّامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تَبَايَهُمَا وَهَؤُلَاءِ كَانُوا فِي الْمَسْجِدِ**
 یعنی تمام کہ روزہ کو رات تک اور نہ مباشرت کرو و عروہ سے جب تم اعتکاف کرتے ہو مسجدوں میں تو ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کو
 ساتھ روزہ کے کہ پوچھا کہا مالک نے **وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا اعْتَكَفَ إِلَّا بِصِيَامٍ** یعنی حکم نزدیک ہوا
 اس پر کہ نہیں ہر اعتکاف مگر ساتھ روزہ کے اور یہ بھی جانا چاہیے کہ اعتکاف اس سبب میں سچ ہے جو ان جماعت ہوتی ہے اور
 کیا طبرانی نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا نہ یہ نے واسطے ابن مسعود کیا تم تعجب نہیں کرتے ہو اداؤں و دونوں کہ درمیان ہتھار گھر کے اور
 ابو موسیٰ کے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ہم اعتکاف سے ہیں کہا ابن مسعود کہ شاید وہ لوگ صواب پر ہوں اور تم خطایہ اور ان لوگوں کو
 یاد ہوا اور تم بھول گئے ہو کہ انہی نے لیکن میں جانتا ہوں کہ نہیں ہر اعتکاف مگر مسجد جماعت میں اور بخاری لاہوتی میں ابن عباس
 کہ ہر ایک صوم میں اسکو نزدیک ہر میں اور تحقیق کہ بدعت میں ہر اعتکاف نہ اداؤں و دونوں میں جو کہ میں میں ہر روزہ رکھتا
 کیا ابن ابی شیبہ ابو عبد الزان و دونوں نے اپنے مصنف میں **شَاوُفِيَا لَلَّيْ اِيْ اَخْبَرَنِيْ جَارِئَةً عَنْ سَعْدِ بْنِ عَدِيٍّ**

اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کو مطلق اور ذکر نہ کیا اور عورت کا اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے
 لَا تَحْجُّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو حَجِّهَا مَقَالٌ دَجَلٌ يَابَسَتْ يَدَايِي فِي الْفِتْنَةِ مَنِيَّ غَزَاؤُكَ اَوَامِرُ اِي حَا
 قَالَ اِنْ حَجَّ مَعَهَا وَ اَخْرَجَهُ الدَّارَ قَطْعِيْ اَيْضًا عَنْ حَجَّكَ عَنْ ابْنِ جُمَيْهِ وَ لَفْظُهُ لَا تَحْجُّ
 امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو حَجِّهَا مَعْنَى نہ حج کرے عورت مگر اس کے ساتھ محرم ہو مگر ایک شخص نے اسی نبی اللہ میں لکھا
 ہوا غزوة میں اور عورت میری حج کرنے والی ہے کیا آپ نے لوٹ جاوے حج کے ساتھ اس کے اور روایت کیا اس کو دارقطنی
 اور معنی اس کے یہی ہیں اور مدت سفر کی ہو اسے شرط ہے کہ دوسری حدیث میں صحیحین کی ہے ابو سعید انھوں نے ابن عباس سے
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت مگر ساتھ محرم کے اور سفر کے معنی اور یہ کہ کتاب الصلوٰۃ میں بیان ہے کہ
 کہ تین دن اور تین رات کم نہیں ہوتا اور احتیاطا اس میں ہے کہ کسی جاکا ارادہ بغیر محرم کے نہ کرے اگرچہ مدت سفر سے کم ہو
 اس واسطے کہ روایت کیا بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت دو دن مگر اس کے ساتھ اس کا
 خانہ ہو یا اور کوئی محرم ہو اور ایک روایت میں ابو ہریرہ سے ہے کہ نہیں جلال نہ جو ایمان لائی ہو واسطے اس کے اور دن تین رات
 یہ کہ سفر کرے ایک ات بغیر محرم کے اور ایک روایت میں طبرانی کی ہے کہ نہ سفر کرے تین میل بھی بغیر محرم کے **ص** عمر بن ابی
 فرض ہے جو وقت قدرت ہو فی الفور فرض ہو چکا یہ نہ سب امام ابی یوسف کا ہے اور امام محمد کے نزدیک فی الفور واجب نہیں ہوتا
 تو اگر دو سال میں حج کیا اور دوسرے پانچ سال میں ادا کیا سب کے نزدیک ادا ہو جاوے گا اور اگر ادا نہیں کیا اور مر گیا تو سب کے نزدیک
 گنہگار ہوگا تو اگر پہلے سال سے تاخیر کی امام ابی یوسف کے نزدیک گنہگار ہوگا اور محمد کے نزدیک نہیں ہوگا اور اگر اڑکے نے
 احرام باندھا اور بالغ ہو گیا یا غلام نے اور آزاد ہو گیا اور حج کیے گئے فرض ادا نہ ہوگا تو اگر اڑکے نے احرام بچہ باندھا تو
 بچہ وقوف کیا فرض اس سے ادا ہو جاوے گا اور غلام کا نہ ہوگا فرض حج کے تین میں احرام باندھنا اور عرفات میں کھڑے ہونا اور
 طواف کرنا زیارت کا اور واجب پانچ میں مردانہ میں کھڑے ہونا اور دوڑنا صفا اور مروہ سے حج میں اور نکران یا نہ چھینکنا اور تلو او صد کا
 یعنی اخیر کا طواف وقت رخصت کے واسطے افاقے کے اور نڈانا مسکرا اور ان آئینہ کے سوا باقی سنت یا مستحب نہیں **و** اور
 ان سب چیزوں کا ذکر تفصیل سے آگے آوے گا **ص** حینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن فی سحج کے ہیں اور ان کے قبل
 احرام باندھنا مکروہ ہے **و** فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَلْحَجُّ اَشْهُنَّ مَعْلُوْا مَاتَ مَطْلَعِيْ حَجَّ كَيْفَ حَمِيْنِيْنِ تَقْرُورِ رَوَايَتُ
 بخاری وغیرہ ابن عباس سے کہ حینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن فی سحج کے ہیں اور مروی ہے بخاری میں تعلیقا اور
 روایت کیا اس کو حاکم نے اور صحیح کیا اس کو اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباس سے روایت کیا اس کو دارقطنی نے اور ایسا ہی
 روایت کیا اس کو ابن سعد اور کمالا اس کو ابن ابی شیبہ اور حدیث عبداللہ بن میر کی روایت کیا اس کو دارقطنی نے کہ حینے
 حج کے شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں تو یہ سب عبادہ سے مروی ہے عبادہ کہتے ہیں عبداللہ بن سعد عبداللہ بن عمر عبداللہ
 بن عباس عبداللہ بن نبیر رضی اللہ عنہم کو اور بعضوں کے نزدیک عبداللہ بن عمرو بن العاص کی بھی **ص** عمر سنت ہے اور
 عمر طوان اور سحی یعنی دوڑنے کو درمیان صفا اور مروہ کے کہتے ہیں اور وقوف یعنی کھڑے ہونا او سین میں ہے اور سارے برس میں
 جب چاہا درست ہے اور مکروہ ہونے میں بعد عرفہ کے **و** اور سنت ہونا اس کا حدیث سے ثابت ہے

روایت کیا ترمذی نے جابر بن عبد اللہ سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرس سے کیا واجب ہو وہ فرمایا نہیں مگر کہ عروہ
 تو فضیل بن یزید اور اس کا بیان اگے آچکا **ص** میقات یعنی کے پہننے والے کا ذوالحلیفہ اور عراق الوان کا ذات عرق
 اور شام والون کا تحیفہ اور نجد والون کا قرن اور مین والون کا یلم **ف** میقات اسکو کہتے ہیں جہان اسلام
 باندھتے ہیں اور ذوالحلیفہ اور ذات عرق اور حنظل اور قرن اور یلم یہ سب مقاموں کے نام ہیں اور قیسین حدیث میں
 مروی ہے روایت بھی صحیحین میں حضرت ابن عباس سے کہ مقرر کیا میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اہل مدینہ کے ذوالحلیفہ
 اور واسطے اہل شام کے حنظل اور واسطے اہل نجد کے قرن اور واسطے اہل یمن کے یلم اور اخراج کیا اسکا ترمذی اور ابو داؤد
 وغیرہ نے اور آخر حدیث کا یہ ہے کہ یہ مقام اون لوگوں کے واسطے ہیں اور جو اون پاس آئے اور اون لوگوں میں سے نوسو
 جو ارادہ کرے حج اور عمرے کا اور جو انکے سوا ہو تو جہان سے چلے یہاں تک کہ اہل مکہ احرام باندھیں مکہ میں اور نہیں فرما کر کیا
 اور میں میقات اہل عراق کو لیکر فرما کر کیا اسکو جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا اسکو مسلم نے اور شک کی راوی اس کے رفع میں راہین
 نے روایت کیا اسکو اور او میں تمکین میں اور او میں ہے کہ یہ مقام اہل اہل اہل شرق کا ذات عرق ہے مگر اسناد میں اسکی ہر ہر
 بن یزید جوزی اور انہیں شک ہے اسکی حدیث میں اور روایت کیا ابو داؤد حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 مقرر کیا میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور اسناد میں اسکی افصح بن حمید ہے اور تھے احمد بن حنبل انکا کرتے اسکا اور بخالا
 عبد الرزاق نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات مقرر کیا واسطے اہل عراق
 کے ذات عرق اور صحیح ہوئی یہ حدیث **ص** ان مقاموں سے آگے بڑھنا بغیر احرام کے حرام ہے کہ قصد کے میں داخل ہو گا اور
ف برابر ہے کہ قصد کرے حج اور عمرے کا یا کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تجاوز کرے کوئی میقات مگر احرام
 باندھ کے اور یہ عبارت ہے میں ہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں **ح** ثنا عبد السلام بن محبوب
 عن خثیف عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یجاءز الی الوقت
 الا باحرام یعنی نہ تجاوز کرے میقات مگر ساتھ احرام کے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو طبرانی نے اور کہا شافعی نے
 اپنے مسند میں **ح** ثنا ابن عیینہ عن حماد بن ابی شیبہ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یجاءز الی الوقت
 الی میقات یعنی بغیر احرام یعنی پھر دیتے تھے ابن عباس اسکو جو آگے جاتا تھا میقات کے بغیر احرام کے اور روایت کیا
 ابن ابی شیبہ نے **ح** ثنا دیکھ عن سفیان عن خبیث بن ابی نائیت عن ابن عباس اور ذکر کیا اسکو اور روایت کیا
 احمد بن یحییٰ مسند میں **ح** ثنا فضیل بن عیاض عن لیث بن ابی سلیمان عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس
 قال اذا جاء الی الوقت فلم یحرم حتی دخل مکة وجعل الی الوقت فاحرم وان خشی ان لا یجہز الی
 الوقت فانه یجوز ویجوز لذلک دما یعنی کہا ابن عباس کہ جب تجاوز کرے کوئی شخص میقات کی اور احرام
 باندھے یہاں تک کہ داخل ہو جاوے کہ میں نے اسے طرف میقات کے اور احرام باندھے اور اگر خوف کرے رجوع کا طرف میقات کے تو وہ
 احرام باندھے اور اس کے بدلے میں ایک قربانی کرے **ص** اور قبل ہو چننے کے ان مکانوں میں اگر پہلے سے احرام باندھے
 تو درست ہے **ف** روایت کیا حاکم نے باب التفسیر میں مستدرک سے کہ پوچھے گئے حضرت علی بن ابی طالب سے واؤ الفجر

ابو اسلم بن ابی جری

وَالْمَسْنُونِ لِلَّهِ بِسْتَيْ تَمَامِ كَرِجِج اور عمر کے کو واسطے اللہ کے سو کہا انھوں نے یہ کہ احرام باندھنے
تو اپنے گھر سے اور کہا صحیحہ علی الشریح صحیح ہو اور بشرط بخاری مسلم کے اور مروی ہے یہ حدیث ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور
ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور حدیث ابن مسعودؓ کی ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور نہیں پایا میں نے اور حدیث کو ص اور جو ان
مقاموں کے پہننے والے ہیں انکو مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا درست ہے تو انکی بیعتات حل ہو جائیں گے اور وہ احرام
حج کے لیے حرم سے باندھا اور عمر کے لیے حل ہے **ف** حل ہوا حرم کے اور زمین کو کہتے ہیں اسواسطے کہ حکم کیا تھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کہ احرام باندھیں جو مکہ سے روایت کیا مسلم نے جابر سے کہ حکم کیا حکم رسول اللہ صلی
علیہ وسلم نے جب ہم حلال تھے یعنی احرام نہیں باندھا تھا کہ احرام باندھیں ہم جب تو مہاجرین طرف مئی کے کہا ساجر کہ اہل
کیا پہننے پہنچ سے اور حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے بھائی کو کہ عمر کو راہ میں انکو تنعیم سے اور تنعیم میں نہیں
اور دلیل قوی یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَنْ كَانَ ذُوْن ذَلِكَ فَمِنْ حَيْثُ شَاءَ حَتَّى اَهْلُ مَكَّةَ
مِنْ قُرْبَىٰ تَعْنِيْ جَوَانَ مَقَامُوتِ ذَا اَيَّامٍ تُوَدُّوْهُمَا تَحْتَ اَحْرَامِ بَانْدھنے یہاں تک کہ اہل مکہ کے سے واللہ اعلم **ص**
جو شخص ارادہ احرام کا کرے وضو کرے اور غسل کرنا اچھا ہے **ف** اسواسطے کہ غسل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام
کے لیے روایت کیا اسکو ترمذی نے زید بن ثابتؓ سے اور کہا کہ حدیث حسن ہے غریب ہے اور روایت کیا حاکم نے ابن عباسؓ سے
کہ غسل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پہنے کپڑے اپنے سوجب آئے ذوالخليفة میں پڑھیں دو رکعتیں پھر سوار ہوئے اور
تو جب پہنچے اسی سوار احرام باندھا حج کے لیے اور کہا حاکم نے صحیحہ الا سننہ ولم یخبر جاکہ یعنی یہ حدیث صحیح ہے اور ابن
اسکو بخاری مسلم نے اور نکالا ابن مسعودؓ کہ انھوں نے مِنَ السَّنَةِ اَنْ يَّغْتَسِلَ اِذَا ارَادَ اَنْ يَّحْجَّ وَحَجَّجَهُ عَلَى شَرْطِهَا
وَاَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَالدَّرَازُ وَتَوَلَّى الصَّخَايَ مِرَّ الشَّيْئَةِ فَحَكَّمَهُ اَلْقَمَرُ عِنْدَ الْجُمُعَةِ یعنی کہ حضرت
بن عمرؓ نے کہ سب سے پہلے بات کہ غسل کرے جب ارادہ احرام کا کرے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے بخاری مسلم کی شرط پر اور نکالا اسکو
ابن ابی شیبہ اور بزار نے اور قول صحابی کا من لستہ بمنزلہ رفع کے ہے **ص** اور ایک اور چادر پاک پہنا اور خوشبو لگا دے
اور ایک دکان نفل پڑھے **ف** اسواسطے کہ پہنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زاز اور چادر اور صحابہ نے آپ کے نکالا اسکو
بخاری نے اور کین خوشبو لگانا اسواسطے کہ کہ حضرت عائشہؓ نے خوشبو لگائی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں
باتوں میں جو وقت احرام باندھا آپ نے اور لگائی میں خوشبو آپ کے جب کھولا احرام آپ نے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور ان خوشبو
میں مشک تھی اور کین دو رکعتیں نفل پڑھنا اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دو رکعتیں ذوالخليفة میں وقت احرام
روایت کیا اسکو مسلم نے ابن عمرؓ سے اور ایسا ہی کرتے تھے حضرت عمرؓ بھی روایت کیا اسکو بخاری اور روایت کیا حضرت صلی
علیہ وسلم سے ابو داؤد اور حاکم نے بروایت ابن عباسؓ **ص** تو اگر حج مفرق یعنی فقط حج کرتا ہو تو کہے اَللّٰهُمَّ حَقِّ اَرِيْدُ الْحَجَّ
فَيَسِّرْ لِيْ وَيَقْبَلْهُ مِنِّيْ اے اللہ میں ارادہ کرتا ہوں حج کا تو آسان کر تو اسکو میرے واسطے اور قبول کر
اسکو میری طرف سے پھر لیک کہ بعد نماز کے اونیت حج کی کرے اور وہ یہی اَللّٰهُمَّ كَتَبْتَ لَكَ كَتَبْتَ لَكَ كَتَبْتَ لَكَ
لَكَ كَتَبْتَ لَكَ اَنْ اَحِلَّ لِيْ وَالتَّعْمَةُ لَكَ كَتَبْتَ لَكَ كَتَبْتَ لَكَ اور اس سے کم کرے اور اگر زیادہ کرے تو درست ہے **ف** لیکر لیکر لیکر

بدنہ کے سو حدیث ثابت ہے روایت کیا ترمذی اور نسائی نے ابن عباس کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کی جہاد کی
 ہو کر ابراہیم کو یہ حدیث بھیج دی اور ثابت کیا اسکو اور اسواری پر چڑھ کے لبیک کہے تو بھی اور یہ بھی امانت میں
 ثابت ہے روایت کیا اسکو بخاری سلم نے اور زیادہ کہ اس سے جائز ہے اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں اور دلیل ہاری یہ کہ
 حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا ان کلمات پر اور کما وسعد یاک وائیک فی بدایک وائیک فی بدایک ہر دو ہی ہوتے
 صحاح میں اور زیادہ کہ ابو داؤد نے ایک روایت میں کہ زیادہ کرتے تھے لوگان کلمات پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے
 ابہ کو نہیں کہتے تھے اور زیادہ کہ ابو نعیم نے اسکو اس پر مروی ہے سینہ اسحق بن راہویہ میں اور امام حسن بھی زیادہ کرتے تھے ان کلمات
 روایت کیا اسکو ابن حبیب نے طبقات میں واللہ اعلم **ص** اور جب لبیک نیت کرے کہ لی احرام او سکا بندہ چکا تو
 جامع اور بخش کلام موقوف کرے اور ذکر کرنے کو جامع سے غفلتوں کے سامنے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے جب شہر مدینہ
 مشعر و حق بنیمنین سے نکلتے تھے انھیں تھکاتھا علیہم ثنائیہ لیسنا کہ معنی اردو اسکے یہ ہیں کہ اونٹ چلتے ہیں ہمارے
 ساتھ درخشاں ایک اونکے سوزون کے فعل سے آواز آتی ہے اگر قال سچ ہو تو ہم نہیں کیا ایک عورت ہی اس سے جو ہمارا بیچارہ بیکار کرے
 تو لوگوں کو کہا کہ آپ رفت کرتے ہیں احرام میں تو فرمایا کہ رفت اسکو کہتے ہیں جب میں عورتیں منا طلبہ جان اور بچے فسوق اور
 گناہوں اور جدال سے اور وہ یہ کہ اپنے رفیق سے بڑے یا مشرکوں سے حج کی تقدیم اور تاخیر میں **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ
 فَلَا رَفْعَ وَلَا فَسَاقٍ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ یعنی نہیں ہر فساد و فسوق اور جدال حج میں **ص** اور شکار کر
 خشکی کا احرام میں اور دریا کا شکار منع نہیں اور شکار کے جانور کو کسی کو نہ بتلائے اور نہ اس کی طرف اشارہ کرے **ف**
 اسواسطے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے شکار کیا تھا ایک ہماروشتی کا اور وہ احرام سے نہ تھے تو پوچھا صحابہ نے اسحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اس کے کمانے کو سو فرمایا آپ نے کیا تھے اس کے شکار میں کچھ مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا کچھ تھے کما انھوں نے نہیں
 تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کہا و جود اسکا گوشت باقی ہو روایت کیا اسکو صاحب صحاح سے نے اور دوسرے کی روایات
 کرنے والا یعنی بتانے والا کسی چیز کا مثل کرنے والے کے ہر اور یہی حکم نیک کا توں کہ باب میں ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اَلَّذِي عَلَى الْخَيْرِ كَفَّ اَعْلَاهُ یعنی بتلانے والا بہتری کا ماخذ اس کے کرنے والے کے ہر اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَقْتُلُوا
 الطَّيْرَ وَلَا تَكْتُمُوا كُنْهَ اَعْلَاهُ یعنی نہ شکار کرو جب احرام باندھے ہو **ص** اور یہ بڑے خوشبو لگانے سے اور ناخن کاٹنے سے
ف اور یہ منع حدیث میں وارد ہے **ص** اور روزہ نہ پانپنے سے اور سر نہ ہانپنے سے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک
 جائز ہے و سلم کے چھپا نامو نہ کہ اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احْتِمَامُ النَّحْلِ جَلِيٌّ رَأْسُهُ وَخَيْرُ لَحْمِ
 النَّحْلِ اَقْرَبُ وَجْهَتَايَ احْتِمَامُ مَرْدَا اس کے سر میں ہے اور احرام عورت کا اس کے منہ میں ہے روایت کیا اسکو دارقطنی
 یہ بھی نے موقوف ابن عمر پر اور ذکر کیا اسکو مرفوع صاحب ہیث ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے باب میں جب برگ تھا
 احرام میں کہ چھپاؤ نہ اسکا اور چھپاؤ نہ اسکا روایت کیا اسکو امام شافعی نے اور دلیل ہاری یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 ایک شخص کے باب میں جب ہر گیا تھا احرام میں کہ نہ چھپاؤ نہ اسکا اور نہ چھپاؤ نہ اسکا اسواسطے کہ وہ اوٹھیکلا دن قیامت کے
 لبیک کہتا ہو اور دوسرے کہ جب عورت نے باجو داس بات کہ اس کے مونہ کھولنے میں خوف فتنے کا یہ مونہ نہ چھپا تو

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے شکار کیا تھا ایک ہماروشتی کا اور وہ احرام سے نہ تھے تو پوچھا صحابہ نے اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کمانے کو سو فرمایا آپ نے کیا تھے اس کے شکار میں کچھ مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا کچھ تھے کما انھوں نے نہیں تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کہا و جود اسکا گوشت باقی ہو روایت کیا اسکو صاحب صحاح سے نے اور دوسرے کی روایات کرنے والا یعنی بتانے والا کسی چیز کا مثل کرنے والے کے ہر اور یہی حکم نیک کا توں کہ باب میں ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلَّذِي عَلَى الْخَيْرِ كَفَّ اَعْلَاهُ یعنی بتلانے والا بہتری کا ماخذ اس کے کرنے والے کے ہر اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَقْتُلُوا الطَّيْرَ وَلَا تَكْتُمُوا كُنْهَ اَعْلَاهُ یعنی نہ شکار کرو جب احرام باندھے ہو اور یہ بڑے خوشبو لگانے سے اور ناخن کاٹنے سے اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہے و سلم کے چھپا نامو نہ کہ اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احْتِمَامُ النَّحْلِ جَلِيٌّ رَأْسُهُ وَخَيْرُ لَحْمِ النَّحْلِ اَقْرَبُ وَجْهَتَايَ احْتِمَامُ مَرْدَا اس کے سر میں ہے اور احرام عورت کا اس کے منہ میں ہے روایت کیا اسکو دارقطنی یہ بھی نے موقوف ابن عمر پر اور ذکر کیا اسکو مرفوع صاحب ہیث ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے باب میں جب برگ تھا احرام میں کہ چھپاؤ نہ اسکا اور چھپاؤ نہ اسکا روایت کیا اسکو امام شافعی نے اور دلیل ہاری یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے باب میں جب ہر گیا تھا احرام میں کہ نہ چھپاؤ نہ اسکا اور نہ چھپاؤ نہ اسکا اسواسطے کہ وہ اوٹھیکلا دن قیامت کے لبیک کہتا ہو اور دوسرے کہ جب عورت نے باجو داس بات کہ اس کے مونہ کھولنے میں خوف فتنے کا یہ مونہ نہ چھپا تو

جہ کہ ہر شخص نماز کے اور جب میلے آئے مرنے کے سوا ہی کسی اور جہ پر سے جہان کی اور جب پڑھے اور نماز میں اور جب نماز کے
 بعد سے اور صبح کے وقت اور وایت کیا ابن ماجہ نے فرمایا میں نے کہا کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجوز
 اذا التفتی ذاکبائنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کہتے جب نماز کے سواروں کی اور ذکر کیا انھوں نے سب تمہارے کو
 سوائے کہ جب سنے آئے سوا ہی جیسا کہ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** اور جب داخل ہوئے کے میں پہلے جاؤ سب حجرت میں
ف اسوائے کہ صحابہ میں ہر کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر سے شروع کرتے تھے سجدہ سے تو پڑھتے تھے کہ
 دروکتیں قبل چلنے کے پھر بیٹھتے تھے ساتھ آدمیوں کے اور زمین کے مضائقہ اس میں کہ جاسے مسجد میں ات کو باذن کو نماز کیا
 نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کے میں نماز کو اور ذکر نماز کے حج و طہ میں ات کو اور ذکر کو عمر سے میں
ص اور جب دیکھے خاتم کہ کو تکبیر اور تہلیل کے **ف** تہلیل کے معنی لا الہ الا اللہ کہنا اور روایت ہو سکتا
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے تھے خانہ کعبہ کے پاس کہتے تھے اَعُوْذُ بِخَبْرٍ مِنَ الْبَيْتِ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفُجْرِ وَمِنْ
 ضَلُوْقِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اور اوشٹاتے تھے دونوں ہاتھ اور اس مقام پر اللہ تعالیٰ سے جنت میں داخل ہونا بھیجا
 و کتاب کے گلے کیو کہ درما قبول ہوتی ہر وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے **ص** پھر سامنے جانے حجر اسود کے اور تکبیر کے اور تہلیل کے
 اور اوشٹائے دونوں ہاتھ مانند نماز کے اور چوم لیوے اسکو موند لگا کے اور اگر چومنا نہ ہو سکے تو پہلے اسکو ہاتھ سے چومے
 پھر ہاتھ چوم لیوے اور اگر یہ بھی بوجہ جوم کے نہ ہو سکے تو سامنے اسکو چومے اور تکبیر اور تہلیل کے اور تہلیل کے اللہ تعالیٰ کی اور
 درو بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر **ف** لیکن سامنے ہاتھ حجر اسود کے اور تکبیر کہنا اور تہلیل کہنا حدیث سے ثابت ہو روایت کیا
 امام احمد نے سند میں سعید بن مسیب نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس کے ترکہ ایک
 مردوی ہوسونہ راحت کر دو گون کی نزدیک حجر اسود کو ایذا ہوگی نہیغ کو اگر تو خالی پاؤ تو چومے اسکو ورنہ سامنے ہاتھ کے اور
 تکبیر اور تہلیل کے اور ہاتھ اوشٹانا اسوائے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اوشٹائے جاوےں مگر سات جگہ میں اور ذکر کیا انہیں
 وقت چومے حجر اسود ذکر کیا اسکو صاحب ہار نے اور زمین پر یہ قول اس حدیث میں جیسا کہ کتاب الصلوۃ میں یہ حدیث گذری ہو
 چومنا سواں طرح چاہیے کہ اوپر دونوں ہاتھ لے لے اور موند لگا کے چوم لیوے اسوائے کہ صحابہ میں ہر کہ حضرت عمر فرماتے
 حجر اسود پاس اور چوم اسکو اور کہما قسم اللہ کی میں جانتا ہوں کہ تو پھر یہی نہ تو فرما کر سکتا ہی نہ نفع کر سکتا ہی اور اگر میں نہ دیکھتا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چومتے تھے ٹھکانہ چومنا میں ٹھکانہ اور مردی ہر حضرت ابن عباس کے کہ وہ چومتے تھے حجر اسود کو اور
 سجدہ کرتے تھے اوپر پٹنی پر اپنا واسطے چومنے کے اوپر رکھ دیتے تھے اور کہا انھوں نے کہ دیکھا میں نے عمر کو کہ چومتے تھے اسکو
 اور سجدہ کرتے تھے اوپر اور پھر کہ کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اسکو روایت کیا
 اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو اور روایت کیا حاکم نے ابن عباس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے
 حجر اسود پر بعد بوسہ لینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباس اور کہا کہ دیکھا میں نے عمر کو کہ بوسہ دیا اسکو پھر سجدہ کیا اور پھر
 کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اسکو روایت اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا
 اسکو اور جب جوم ہو تو چومنے سے باز رہے تاکہ کسی کو ایذا نہ ہو اسوائے کہ چومنا سنت ہے اور مسلمان کے ایذا نہ سے

مقام ابراہیم پر فرمایا اذ انشدوا من مقام ابراہیم اذ انشدوا من مقام ابراہیم کہ مسلّمی تعارض دہویاس نماز کا
 ثابت ہوا ہے اور جو صاحب ہوتا ہے وہاں کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وَلْيَصِلْ إِلَى الْكَأْفِ لِكُلِّ اسْتَبْرَحِ
 وَكَتَبْتَنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ وَالْأَرْبَعِ بَعْدَ بَرَاتٍ حَبِيبِي دُرُوتَيْنِ بَيَانِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَابُ الْيَا بَانِ فَمَنْ سَوَّلَ لِي مَسْلُومًا
 نَابِتٌ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ
 سَلَمَتُنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 اَمْسُوْنَ لِي مَسْلُومًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصْلِي لِكُلِّ اسْتَبْرَحٍ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ
 دُرُوتَيْنِ صَحِيحٌ لَوْ اَنَّ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 دُرُوتَيْنِ لَوْ اَنَّ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 تَهْلِيلُ كَيْفَ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ
 اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ
 بِمَرْبُونِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 لَهَ الدِّينِ وَكَوْنِ كَيْفَ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 بِمَرْبُونِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 الْفَنِّ بَيْنَ حَتَّى يَأْتِيَكَ مِنَ الْاَحْيَاءِ صَحِيحٌ لَوْ اَنَّ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 يَدْ دَوِيلُ نِشَانِ مِیْنِ بِلْبَنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 رَبِّ اغْفِرْ وَاَرْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَنَّا قُلُوبَنَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 مَرْبُونِ مَسْلُومًا اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ بَيْنِ اَوْ اَسْتَبْرَحِ بَيْنِي بِمَرْبُونِ
 رَوَايَتُ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ
 بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ كَيْفَ يَجْعَلُنِي بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ
 وَرَوَى ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَطَاءٍ مَوْلَا اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَسْبُكَ اِلَى الصَّفَايْنِ بَابُ بَيْنِي لِمَوَانِ كَرْنِ
 یعنی کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ بنی مخروم سے اور کہا ابراہیم کے دو کتین اور طواف کیا درمیان صفا اور مروکہ سات
 کو دروازہ بنی مخروم سے اور سات بار صفا سے مروکہ کو باہر نکلتے تھے صحیحین میں ہے ابن عمر کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے مین سوطان کیا تھا کہ سات بار دروازہ بنی مخروم سے پہنچے مقام ابراہیم کے دو کتین اور طواف کیا درمیان صفا اور مروکہ سات
 اور دروازہ درمیان صفا اور مروکہ کے نزدیک واجب ہوا اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہو دلیل اولیٰ یہ کہ فرمایا حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے استعوا فان الله كتب عليكم الشعي یعنی دوڑو اس واسطے کہ فرض کیا اللہ نے تم پر دوڑنا یعنی دوڑنا
صفا اور مروہ اور ذیل پہاڑ پر کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلا جناحکم علیہ وان تطوفت بجماعی نہیں گناہ ہوا ہر کس
طواف کرے در میان ان دونوں کو ذکر کیا اسکو صاحب پرچہ اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور یحییٰ بن
یون بن یزید نے شعبہ عن شیبہ عن جابر بن عبد اللہ عن انس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یطوف والتاس باین ید یدہ وهو کما هو یسعی حتی ارکب کعبتہ من شدۃ ما یسعی وهو
یقول استعوا فان الله كتب عليكم الشعي اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور طریقے سے کہ صاحب تنقیح نے
استناد صحیح یعنی اسناد او صحیح ہے اور صفا سے اس واسطے شروع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الصفا
والمرکوة من شعائر اللہ یعنی صفا اور مروہ اسکی نشانیوں میں ہیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابدن و
عابد اللہ یہ یعنی شروع کرو اس سے جس سے شروع کیا اللہ تعالیٰ اور شروع کیا اللہ تعالیٰ صفا اپنے کلام میں روایت کیا اس حدیث کو اس لفظ
نسانی اور دارقطنی نے اور اخرج کیا اسکو مسلم اور ابوداؤد و ترمذی ابن ماجہ مالک وغیرہم نے ص اور ایک صحیفہ صفا
مروہ تک کا ہوتا ہے ہر مروہ صفا تک و سر پھر تو شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اسکو ساتویں بار میں مروہ پر
اور روایت طحاوی میں ہے کہ کسی صفا مروہ تک ہی پھر مروہ صفا تک ایک پھر لہو حاصل یہ کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا یہ ایک
پھر لہو اس حساب سے جو پھر پھر لہو اور ختم صفا پر ہوگا اور صحیح اول مذہب ہے کہ یہ لہو حرام ہوتا ہے اور طواف کرے
خانہ کعبہ کا نفل جتنا چاہے **ف** اس واسطے کہ طواف مثل نماز کے ہے اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا حضرت صلی
علیہ وسلم نے اطلقاً بالبيت صلوة یعنی طواف خانہ کعبہ کا مثل نماز کے ہے **ا** ان الله احل فيه المنطق
فمن نطق فلا يدنطق **ا** یعنی جلال کیا اللہ تعالیٰ نے او میں کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نہ کرے مگر ہر اور یہ
حدیث مرفوعہ اور موقوفہ دونوں طرح مروی ہے لیکن مرفوعہ روایت سفیان سے انھوں نے عطاء بن سائب سے انھوں نے طاؤس سے
انھوں نے ابن عباس سے روایت کیا اسکو حاکم اور ابن حبان اور نکالے اسکو بیہقی نے روایت موسیٰ بن عیین سے انھوں نے یثرب بن
ابی سلمہ سے انھوں نے عطاء بن سائب سے انھوں نے طاؤس سے مرفوعہ ساتھ اسی لفظ اور روایت کیا انھوں نے اسکو اور طریقے سے اور روایت کیا
اسکو ثقافت نے موقوفہ لیکن عطاء بن سائب ثقہ ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور خطا اسکا اخیر میں تغیر ہو گیا تھا اور جسے اس سے
قبل تغیر کے سنا تو روایت اسکی صحیح ہے اور یثرب سے اس سے قبل تغیر کے سنا ہے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے طاؤس سے انھوں نے
ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلقاً بالبيت صلوة فاقولوا فيه الکلام یعنی طواف خانہ کعبہ
کا نماز ہو سو کہ دو اس میں کلام **ص** اور خطبہ پڑھے امام کے میں ساتویں تاریخ اور سچائے او میں طریقے حج کے مثلاً غلطانہ
منی کے اور نماز اور کھڑا ہونا عرفات میں اور افاضہ یعنی لوٹنا اس جگہ سے انکے سبک طریقے بتلائے اور دوسرے خطبہ میں تاریخ
دن عرفات کے اور تیسرے خطبہ کیا جو بن تاریخ منی میں تو ہر خطبہ میں ایک دن کا فاضلہ چاہیے **ف** ایسا ہی آنحضرت سے
صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابو بکر نے اور امام زفر کے نزدیک تین دن برابر خطبہ پڑھے انھوں نے تاریخ
دسویں تک **ص** پھر نکلے صبح کے وقت دن ترویج یعنی آٹھویں تاریخ پھر صبح کے اور ترویج یعنی سیراب کرنے کے لین

اور عرب لوگ آج کے دن بین اذنوں کو سیراب کرتے ہیں بنی کی طرف اور شہر سے دامن روز عرفہ کی فجر تک پھر دامن
عرفات کو جاؤ **ف** اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جابر میں ہے کہ جب اذان ترویہ کا نوبہ کی آنحضرت
طرف بنی کے اور اہلال کیا ساتھ حج کے سو سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر معین ان کے ساتھ ظہر اور عصر اور مغرب اور
عشا اور فجر پھر شہر سے تھوڑی دیر بیان تک کہ طلوع ہوا آفتاب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر کی دن ترویہ میں
کے میں پڑھے اور جب عرفات کو جاؤ کہ لا الہ الا انت سبحانک انی انک انت الغنی عن العباد **و** علیک توکلک و وسیعک انت ذی فضل
ذی غنی مغفول **ف** آخر حجی معبر و صرا و اذ حجی و لا تہی عنی و اقض بصرک انت حاکم حی انک علی کل شیء قدیر
اور ایک کہے اور نگہ کرے اور تہلیل کرے اور مروی ہے ابن سعور سے روایت کیا اسکا ابو ذر **ص** اور عرفات میں چاروں
شہر طین عرفہ میں کر ایک تمام ہے اور اس جگہ تہجد ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ شب شہر کی
جگہ ہے اور تہجد طین عرفہ میں اور مزدلفہ سب وقوف کی جگہ ہے اور نہ شہر و طین محشر میں وایت کیا او سکوط طینی اور حاکم نے
ابن عباس سے کہہ کر کہ صحیح ہے اور شرط مسلم کے اور روایت کیا او سکوا بن جندبہ کمال میں ابن عمر سے اور ابو ہریرہ سے مانند حدیث
ابن عباس کے اور روایت کیا او سکوا بن جندبہ اور ہنادا و سکا ضعیف ہے **ص** اور جب مال ہو آفتاب کا خطبہ پڑھے امام
و خطبے مانند جسے کے اور سکھائے او میں طریقے حج کے سلاک کثیر ہونا عرفہ میں اور مزدلفہ میں اور مروی جارا و شرا و طین
اور طوان زیارت **ف** اور مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خراج کیا او سکوا ابو داود اور امام احمد وغیرہ **ص** اور
پڑھے ان کے ساتھ ظہر اور عصر کو وقت ظہر میں ساتھ ایسا اذان اور دو اقامتوں کے **ف** اور جمع کرنا اس مقام میں صحیح حدیث میں
نابت ہے ذکر کیا ہے انکو کتا بالصلوۃ میں **ص** اور شرا و طین کے واسطے یہ کہ امام ہوا اور احرام ہو دونوں نمازوں میں نہیں ہوا
عشر او کی جسے نہیں پڑھی ظہر ساتھ جماعت کے اور جسے احرام نہیں باندھا اور جس شخص نے کہ عصر کی نماز جماعت سے چریا و سیر
احرام باندھا تو نہیں جائز ہے عصر او سکوا پڑھنا ساتھ امام کے گو وقت عصر میں **ف** اور ظہر جائز ہے کیونکہ ظہر تو اپنے وقت میں
اور عصر نہیں جائز ہے وقت ظہر میں مگر ساتھ شرا و طین کے ظہر اور عصر میں یا اور احرام کے دونوں نمازوں کے وقت میں **ص**
پھر جائز ہے طرف موقت کے آخر مل کرنا او وقت سنت ہے **ف** تو اگر فقط وضو کیا جائز ہے اور دلیل سنت ہے غسل عرفہ کی
کتاب الصلوۃ میں گذری **ص** او سکوا ابو امام اوٹ پر قریب جبل حرم کے موندہ قبل کی طرف کر کے اور دس گنگھ کو شش
عجز زاری اور سچا طریقے حج کے اور کثرت ہو دین لوگ پیچھے امام کے نزدیک اور سونہ سب کا قبل کی طرف ہو و اور امام کلام کو
ف ایک کھڑا ہونا امام کا سواری ہو سو اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اوٹ پر روایت کیا یا جابر نے او
موندہ کرنا قبل کی طرف سو اس کے ذکر کیا صاحب ہدایہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیر السواقف مکاتیب قبل کہ
الفتلۃ یعنی بہتر موقف وہ ہیں کہ موندہ ہو و اون میں طرف قبل کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں باہر لگی لیکن روایت کیا
حافظ ابو نعیم نے تاریخ صہبان میں محمد بن حلیف سے انھوں نے ابن زہباب سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر الحج الیسر کا استقبل بہ القبلۃ یعنی بہتر جگہ میں کہ موندہ ہو و اون میں طرف قبل کے اور
روایت کیا حاکم نے ادب میں ایک حدیث طبرانی اور ابی داؤد اور ابی یوسف سے کہ شرا و اذان شرف الحج الیسر استقبل

ایک دفعہ ان لوگوں نے
مذکورہ مسئلہ پر
دیکھا تو انہوں نے
یہ بات متذکرہ
نہیں کی

میں کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی ان کو صبح سا تھ اذان اور اوقات کے پھر سوار ہوئے
 قصہ اور بیان تک کہ آئے مشعر حرام میں اور چونکہ کیا طرف تھیں اور وہاں کی اور کبھی اور تسلیل کسی اور توحید بیان کی انسانی
 تو آپ قوت کرتے رہے یہاں تک کہ خوب دشنی ہو گئی ہو و قوت کیا اقتاب کے طلوع ہو چکا **صل** اور یہ وقتوں ہر نزدیک
 واجب ہو اور کن حج کا نہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک کن ہو کہ فرمایا اللہ تعالیٰ سنبھا ذکروا اللہ عیسا
 المشعر الحرام ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہاتھ اور یہ وہم ہو کہ چونکہ امام شافعی کی کتابوں میں اس قوت کو سنت لکھا
 اور دلیل ہماری ابن اہمام نے فتح القدیر میں بیان کی ہے اور ایک دلیل یہ ہے جو روایت کیا احباب جن ثابن ساس کہ تھ سوال
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کے صحن میں پائے میں بنی رات باقی ہوتی تھی اور فرشتے تھے کہ نہ رہی کرین جہر کی یہاں تک
 کہ طلوع ہوا تو آپ اگر کر کہ جو تانہ حکم کرنے آپا و کو ترک کا اور وجوب کی دلیل یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نسائی ابن
 زعرہ میں عرض کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاضر ہو ہماری اس زمین اور وقتوں کرے ہمارے ساتھ یہاں تک
 کہ لوٹے اور وقتوں کرے کا تھادہ عرفے میں ات یا دن سو تمام ہوا حج اوسکا کا حاکم نے صحیح علی شریک کا قیاس لکھا ہے یعنی
 صحیح ہے جو شرط اکثر محدثین کے تفصیل فتح القدیر میں ہے **و** اور جب خوب فجر روشن ہو جاوے گئے نئی میں اور رہی کرنے
 جہر عقبہ کی طبع اس وقت سات بار انگلیوں اور کبیر کے ساتھ ہر کنکری کے **ف** یعنی سات کنکریاں چھوئی چھوئی لکھنے
 اور سی ایک سببی ہر طرف کے میں اور چھوئی کنکریاں اس واسطے چھینے کہ ذلت پر شیطان کی اور تاکہ لوگوں کو اذیت نہ ہو جس مقام
 پہاڑ کنکریاں اٹھائے کر نزدیک جہر کی کیونکہ اس کے نزدیک کنکریاں ہیں مودودین اور یہ حدیث میں ہے اور جہر کنکری چھو
 سینکریز اور عقبہ تک گمانی کو جو پادشاهوں میں ہوتی ہے کہتے ہیں اور کہا حضرت عین بن جبر نے کیا حال ہے سنگریزوں کا کہ سینکریز
 لوگ اسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اور وہ معلوم نہیں ہیں اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک پرانے کنکریوں کا ہو جانا
 حضرت ابن عباس نے کہ نہیں جانتے جس کا حج قبول ہو جانا تو اسکی کنکریاں اٹھتی جاتی ہیں اور جب قبول نہیں ہوتا تو وہی
 بڑی رہتی ہیں کہا صحابہ کہ جب سنا سینے یہ اوستے سینے اپنی کنکریوں پر نشانی مقرر کر دی پھر آئین پاس جہر کے اور چھوڑ دیا
 انکو سونہ یا ایسے اور جائز رہی جو قسم سے زمین کے ہو مثلاً کنکری چھری وغیرہ لعل اور یاقوت اور چاندی اور سونا اور پسیا اور
 چھوئی کنکریاں اگر تھ اس کے کی انگلی سے چھینکنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیہ السلام علیہ السلام یعنی
 لازم ہے کہ چھینکنا کنکریوں کا اور انگلیوں اور مروی ہے صحاح میں روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے اور آسان یہ ہے کہ کنکری کو
 اور کھلے کی انگلی کے کٹاے سے بٹے اور اسکو چھینکے اور اگر بڑی کنکریاں چھینکے درست ہو سوا اسکے کہ بڑے بڑے چھینکے
 کہ لوگوں کو اذیت ہو اور اگر رہی کی عقبہ کے اوپر درست ہے لیکن سبب یہ کہ لکھن واوسی کرے کیونکہ روایت کیا ابو داؤد کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم رہی کرتے تھے جہر کی طبع اس وقت اور آپ تھ گھر کہتے تھے ساتھ ہر کنکری کے آخر حدیث تک بیان تک کہ ازہام
 تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جھگڑا کرین بعض تم میں بعض اور جب چھینکو تم تو چھینکو کنکری خدش کے یعنی چھوئی کنکریاں
 انگلیوں اور مروی ہے بہت حدیث میں اور اگر کھلے کنکری کے چھینکنا اللہ کا تواجز ہو اور لیک کہنا موقوف کرے جب پہلی
 کنکری چھینکے ایسا ہی کرتے تھے سردار ہر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر کنکری کو ان کو کافی ہو جاوے گا لیکر مخالفت ہوگی

قبل فرمودے جو تھے دن کے مذہبہ طلع فجر کے اور اگر شہر طلع فجر تک تو واجب ہو گیا اور پھر ہی کراف اس واسطے کہ
روایت ہوئی اسی واسطے کہ جب طالع فجر کی انھوں نے جمع کیا طرف کے کے اور طوائف کیا غات کہ کعبہ کا سات پیر سے پہلے
لوٹ آئے منی میں اور نماز پڑھی پھر کی منی میں انھوں نے جمع کیا اس واسطے کہ منی میں سے کہنا نفع نے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما
کہ پھر جمع کیا تھے طرف منی کے اور پڑھتے تھے ظہر اور سب گاہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا ہی منی اسی واسطے کہ منی میں
اور حدیث جابر بن عبد اللہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے غات کعبہ میں اور پھر
ظہر کی کے منی میں انھیں شک ہو اس بات میں کہ کوئی انھیں سے وہم ہو اور ثابت ہے حضرت عائشہ سے شل حدیث جابر کے
اور سنا منی اس کی اتنی حجت ہے صحیح مذہب پر اور اس واسطے کہ اسناد زنی نے مختصر میں یہ حدیث حسن ہے کہ شیخ ابن الاثیر
جبہ ماضی میں حدیثیں اور ضروری ہیں دینا نماز ظہر کا کسی جابر میں تہ سجہ رزم میں تہرہ جو بہ کثرت ثواب کے اور منی میں اور باقی
سب امور حدیث جابر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اور جابر زنی رزمی کو نماز اور سوار ہے اور رزمی جو زوالی کی
جو سجدہ کے پاس ہے اور جو رزمی واسطے کی جو اس کے بعد ہی بغیر سواری کے کرنا افضل ہے اور جو رزمی عقبہ کی سوار ہے افضل ہے
اور ضروری ہے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے نقل ہے کہ ابراہیم جراح نے کہا کہ داخل ہو امین اور جو رزمی پاک
اوس بیماری میں کہ انتقال کیا انھوں نے امین تو کھول دیں انھیں اپنی اور کہا جسے کہ رزمی کو سوار ہے افضل ہے یا بیاض کی افضل
سو کہا میں پیدل کہ اخطا کی تو نے سو کہا میں سوار ہے کہ اخطا کی تو نے اور کہا کہ جو رزمی کہ اس کے بعد نماز اور شیخ اور تہرہ
اور حال لازم ہے وہ پیدل افضل ہے اور جو ایسی نہیں اور امین سوار ہے کے افضل ہے اور زبان کی وجہ اس کی نہیں جلا اللہ کے پاس ہے
یہاں تک کہ نہ پڑھا تھا گھر کے دروازہ تک کہ خبر ان کے انتقال کی سنی سو تعجب کیا میں ان کے حفظ و یاد کو بہت کے وقت ہی شیخ
حنوف اور اگر اسباب اپنا کے میں مجید یا اور قات کی منی میں واسطے رزمی کے مکروہ ہے **ف** اس واسطے کہ وہ
کیا ابن ابی شیبہ نے عمرہ سے من قدام ثقلہ قبل الشفۃ فلا یحجر لہ یعنی جو شخص بھیجا اسباب اپنے کو قبل کوچ کے سو نہیں کہ
جج اس کا اور عمار کے کہا انھوں نے کہ فرمایا حضرت عمر نے من قدام ثقلہ من ثقی البکۃ یثقی فلا یحجر لہ اور منی میں
جب کہ تو چاہیے کہ ات کو بھی اسی جاسے اور مکروہ ہے کہ رات کو رزمی کی اور جگہ پر ہے اس واسطے کہ منصف ابن ابی شیبہ میں کہ
عن عمر آتہ کان یحکم ان یثقی احد من ذمۃ القعبۃ وکان یا من حوران ینخلو اعیانہم و یثقی
ایضا عن ابن عباس یحکم و آخر جہ ایضا عن ابن عمر انہ کرہ ان یتنام احد ایاکھ منی بسکۃ اور
معنی اسکے یہ ہیں کہ مکروہ ہے ایام منی میں سوانی کے اور جگہ رات کو رہنا اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے **ص** اور جب
کوچ کرے کے کو اور سے منتخب میں **ف** اس واسطے کہ اور سے تھے امین سوار ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رزمی
یہ صحیح سترمیں **ص** جو طوائف کے طوائف مسد کا سات پیر بغیر ریل اور سعی کے اور بطواف واجب ہے اگر اہل مکہ پر
اس واسطے کہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے غات کعبہ کو و آخر کعبہ کا سات پیر
بطواف ہے و مگر مانعہ عورتیں اور رخصت دی ان کو اس کے ترک میں کہ ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور جو حدیث میں ہے جابر
سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اس کا اور اس سے وجوب اس کا ثابت ہوتا ہے اور جو لوگ کے کہنے والے امین و دیگر

واجب نہیں اس واسطے کہ یہ طواف و اداع یعنی نحر کا ہی اور رکے کے لوگ کہے سے رحمت نہیں ہوئے ہیں **ص** پھر یہ کہ پانی زمرم کا **ف** روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر پانی دنیا میں پانی زمرم کا کہ اس میں کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی بیمار کی یعنی جو پانی زمرم کا جھوکا شخص سیر ہوگی نیت سے پی لے گا اور کھانا پانی سے سیر کرنا ہی روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور راوی اوس کے نقض میں اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے بھی آخر حدیث تک اور روایت کیا بڑا حسن اسناد صحیح کے ابو ذر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی زمرم کا کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی بیمار کی اور حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ہم نام رکھتے تھے زمرم کا شنبہ یعنی سیر کرنے والا اور ہم باتے تھے اوسکو اچھی مدد خیال و اطفال پر یعنی وہ اگر بھوکے ہوتے تھے تو اوس کے پانی سے سیر ہو جاتے تھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے کبیر میں اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ کما ماء ذنم کما شرب لہ ان شربہ لے قسفی شفا لہ اللہ وکل شربہ لشعبات اشبعک اللہ وکل شربہ لقطع ظمأک قطعہ اللہ وہی ہرمۃ جنتی و سقی اللہ اسمعیل یعنی پانی زمرم کا جس واسطے پیاجاتا ہے اسی کی واسطے ہوتا ہے اگر کسی کو اوسکو شفا کے لیے شفا دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ اور اگر سیر ہونے کے واسطے پیے سیر کرے گا جھوکا اور اگر پیاس موقوف ہونے کے لیے پیے تو موقوف کر دیا جائے گا کبیری اللہ تعالیٰ اور وہ پانوں مارنا حضرت جبریل کا ہی اور پانی پلانا اللہ کا حضرت اسمعیل کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور سبکوت کیا اوس سے باوجود کہ شیخ ابوالکاسم اور عمر بن حریس ثنائی سوطین کیا اور نیز وہی نے سبکوت کی ہے اوس کے اوس حدیث پر باوجود اس بات کہ ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہے اوس سے کہ کاذب کہا انھوں نے اوسکو اور اوس کے واسطے اور طعن میں اور کہا کہ یہ حدیث اس اسناد سے باطل ہے نہیں ہوایت کیا اوسکو ابن عیینہ نے بلکہ معروف پیش جابر کی ہے روایت عبد اللہ سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک میں اور زیادہ کیا و ان شربہ لقطع ظمأک قطعہ اللہ کہ اللہ تعالیٰ اگر پیے گا تو اوسکو دریا کی مانند لائے گا پناہ دے گا اللہ تعالیٰ اور تھے حضرت عبد اللہ بن عباس جب پیتے پانی زمرم کا فرماتے اللہ تعالیٰ اسے علم تانا فاعل و مراد فاعل و اسعاف و شفاء من کل داء اور اس حدیث کی صحبت میں کام ہے یہ بیان کیا اوسکو ابن ابی ہاشم اور طبرانی نے اس حدیث کی جرح اور تعدیل میں اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے بہت طریقوں سے اور یہاں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اوسکا اور اپنے اوس میں ایک ڈول نکالے کچھ پانی پی لیا اور باقی کو اوس میں ڈال دیا روایت کیا اوسکو ازرقی تاریخ کہ میں اور ابن سعد طبقات میں اور بعض روایتوں میں ہے کہ اپنے اوس میں تھوک دیا تھا اس سبب سے اوسکو غیرت اور شرف حاصل روایت کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے ابن عباس سے **ص** پھر وہ سب سے کچھ کھٹ کو اور کچھ سینہ اپنا اور منہ اپنا منہ پر اور طبرانی در بیان حجر اسود اور دروازے کے ہی اور پردہ کیے کا ماتھ میں بکر کر رہا ہوا دعا مانگے نہایت عجز و راسخا اور مان سحر کر رہا ہوا روایت کیا کہے کی مفاہات اور حدیث میں اوسے پانوں کو لے یعنی پشت اوس طرف کر کے نہ لے **ف** روایت کیا ابو داؤد نے عمرو بن شیبہ سے کہ کہ طواف کیا سینہ ساتھ عبد اللہ کے توجب آئے ہم پیچھے کہے کے کہا سینہ کیا انہیں پناہ مانگتے ہو کہ پناہ مانگنا میں دوزخ سے بھر گئے اور وہ سب دیا حجر اسود کو اور کھڑے ہوئے درمیان کن اور باب کے سو رکھا سینہ اپنا اور منہ اپنا اور دونوں ہاتھ دونوں کف کو اور کشادہ کیا اوسکو پھر کہا کہ ایسا ہی دیکھا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ

یا ذرا طبع کسی درخت کی مانند دیوئے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی ہے یعنی کعبہ میں جاتی ہو اور اسکو تقلید بد نہ کہتے ہیں اصل
نفل کے طور پر یا نذر کی تھی یا بدلہ تھا شکار کا احرام میں یا مانند اسکے مثل قربانیوں کے بسبب جنایت کے جو اگلے سال میں یا جس
واقعہ ہوئی تھی **ف** یعنی یہ قربانی یا بدلہ ہی شکار کا کہ اسنے احرام میں کیا تھا کیونکہ احرام میں شکار کرنا حرام ہے اور اگر کہ
تو بارہ اسکے دوسرا جانور قربانی کرے اور جنایات کا بیان آگے آویگا **ص** اور وہ ارادہ کرنا ہی حج کا یا قربانی بھی ہے خوا
کہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہے اور متوجہ ہوا ساتھ اس قربانی کے کہ شریعت کا سودہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا لبیک
کہنے سے محرم ہو جاتا ہے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **فَمَنْ قَلَّدَ بَدَنَهُ فَقَدْ أَجَرَ لِنَفْسِهِ** یعنی جسے
تقلید کی بدنہ کی سو وہ محرم ہو گیا اور یہ حدیث ہر اکابر میں ہے اور مرفوع نہیں بائی گئی مان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں
ابن عباس اور ابن عمر سے اور بخاری اور نکاح اور نکالا سعید بن جبیر سے کہ دیکھا انھوں نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اسنے بدنہ کی سو کہا انھوں نے
کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وار د ہوا مثل اسکے حدیث مرفوع میں نکالا اسکو عبدالرزاق نے اور روایت کیا بزار نے مسند میں حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے کہا اور ظہری نے قیس بن سعد سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے **ص** اور اگر اشعار کیا یعنی ایک
سے اونٹ کی کو یا مین بائیں طرف چیر دیا معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہی یا اسکی بیٹھ پر چھو ل کو ڈالا یا تقلید کی کر ہی کی محرم ہوگا **ف**
اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہے اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اچھا ہے اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے
اور کچھ مضائقہ نہیں اس میں اور چھو ل ڈالنے سے اسواسطے محرم نہیں تاکہ وہ واسطے حفاظت کرنے لکھیں وہ پیچھے ہوتی ہے تو حج کے فعل
میں اسکا شمار نہیں **ص** اور اگر بدنہ بھیجا تو محرم نہ ہوگا جب تک کہ خود اسنے عمل نہ کیا ہے اور اگر ساتھ نہوا بدنہ کے بلکہ فقط اسکو
بھیجے یا محرم نہ ہوگا اور جب مل جائے گا محرم ہو جائیگا **ف** کہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ گئی تھی بنی اسرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے قلاما دیا بھیج دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ملال ہوتی تھی اور یہ مروی ہے بہت حدیثوں میں صحیح نہیں روایت کیا اسکو بخاری نے
ص اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گائے کو کہتے ہیں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہیں تو ہمارے
نزدیک اونٹ اور بیل بھی چھبوا دونوں درست ہیں اور شافعی رحمہ کے نزدیک سوا اونٹ کے درست نہیں اور ابن ابی شیبہ نے فتح القدیر میں کہتے ہیں

باب قرآن اور تمتع کے بیان میں

قرآن فضل ہے حج ضرر اور تمتع سے **ف** انا چاہتا ہوں کہ حج مفرد کا بیان تو گذر چکا اور حج مفرد اسکو کہتے ہیں کہ تنہا نماز کا
اس طرح کہ اس سال میں عمرہ کرے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اسکو کہتے ہیں کہ احرام باندھ کر عمرے کے افعال کرنا
حج کے مہینوں میں او قبل وطن جانے کے بعد فارغ ہونے کے عمر سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج بھی ادا کرنا لیکن اگر قربانی
ساتھ لیے ہو تو اسکو حج سے پہلے حلال ہونا چاہئے نہیں اور تمتع نام اسکا اسواسطے ہے کہ تمتع فائدہ اوٹھا سکتا ہے اور ان چیزوں میں حج
احرام میں ممنوع ہیں درمیان احرام عمرہ اور حج کے بخلاف قرآن کرنے والے کے کیونکہ وہ اگر بعد عمرے کوئی جنایت کرے گا قربانی لازم ہوگی
ص اور قرآن اسکو کہتے ہیں کہ لبیک کہنا ساتھ حج اور عمرے کے ایک بار میں بیعت **ف** اور قرآن فضل ہے تمتع اور افراد
ہمارے نزدیک اور تمتع افضل ہے افراد سے کیونکہ روایت کیا ابیانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم **يَا أَهْلَ مُحَمَّدٍ**
أَهْلُكُمْ طَيِّبَةٌ وَمَنْ قَرَأَ بِهَا لَمْ يَلْطَمِ إِلَى الْإِثْمِ اور کہتے ہیں کہ اس واسطے حج اور عمرے کے ایک ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے حج مفرد اور قرآن اور تہتم سب متقول ہیں ایسا حدیث صحیحہ میں ہے کہ کیا ان کو شیخنا بنی الامم **فصل** اور کتبہ قرآن میں
بعد نماز کے یعنی بعد اوس دو گانے کے جو احرام باندھ کے پڑھتے ہیں **اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰرِثِنَا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَتَقْبِلَ عَلَيْنَا وَتَقْبِلَ عَلَيْنَا**
یعنی یا اللہ ارادہ کرتا ہوں حج اور عمرے کا سو آسان کرو اور نبی و نون کو سیر واسطے اور قبول کرو ان کو مجھے اور طواف کرے وہ
عمرے کے سات پچیس میل کرے اول کے تین پچیس میل میں اور سہی کرے اور سر نہ منڈاؤ پھر حج کرے جیسا کہ گذر اسواگر اس نے
دو طواف کیے اور وہ بارسی کی کر وہ یعنی چودہ پچیس طواف کیے سات واسطے عمرے کے اور سات طواف قدوم حج کے لیے
ف اس واسطے کہ طواف قدوم سنت حج میں ہے عمر میں نہیں **ص** پھر سہی کرے و نون کو واسطے **ف** اور پھر پڑھ کرے
یہ کر وہ ہی اور عمرہ کر کے پھر افعال حج کے شروع کرے اور وہ بار حج کی واسطے پستور سہی اور طواف کرے اور امام شافعی کے نزدیک
ایک ہی طواف کرے اور ایک ہی بارسی کرے کیونکہ فرمایا حضرت سلی اللہ علیہ وسلم نے داخل ہوا عمر حج میں نبی قیامت تک اور
صحیحین میں ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے قرآن کیا اور ایک طواف کیا و نون کو واسطے پھر کہ اگر ایسا ہی کیا تھا او سکون وال
سلی اللہ علیہ وسلم نے اور پھر نبی لیل پر پڑ کر روایت کیا ناسائی نے ابراہیم بن محمد بن حنفیہ سے کہا انھوں نے طواف کیا میں نے ساتھ
اپنے باپ کے اوجھ کیا تھا انھوں حج اور عمرے کو سو طواف کیے اور و نون کو واسطے دو طواف اور وہ بارسی کی اور کہ اگر کیا
حضرت علی نے ایسا ہی اور حدیث بیان کی اوشے کہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی اور کیا تھا بعض لوگوں نے
ایسا ہی سو کہا ان کے واسطے حضرت عمرؓ نے **هَذِيْثَةٌ سُنَّةٌ نَّبِيْنَا** روایت کیا گیا تو واسطے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ایسا ہی ہے یہ حدیث میں اور یہ حدیث میں علی اور ناسائی کی روایت میں جابر بن عبد الرحمن اگرچہ ضعیف کیا او سکون والی لیکن روایت
او سکون بہان ثقات میں یہ حدیث اس کی درجہ حسن کم نہیں اور روایت کیا امام محمد نے آثار میں **ثَنَا ابُو حَنِيفَةَ ثَنَا**
مَنْصُوْرُ بْنُ السَّعْتَرِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ السَّخَعِيْ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ السَّخَعِيْ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ اِذَا اَهْلَكْتَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ
فَلَطَّفْ لَهَا طَوَافَيْنِ وَاسْتَمِرْ لَهَا سَعْيَيْنِ بِالْاَضْفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ مَنْصُوْرٌ لَقَبْتُ هَاجِدًا وَهَاجِدَتِيْ
يَطْلُوْنِ اِنْ كَانَ اَحَدُ لَيْسَ قِيَانٍ فَحَدَّثْتُ هَذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ لَمْ اَفْتِرَاكَ يَطْلُوْنِ اَفْئِدِيْ
وَاَتَمَّ اَبَدَكَ وَلَكِنْ اَفْتَرَاكَ اَبُو سَائِيْنِيْ کہ حضرت علیؓ نے جب ہلال کرے تو ساتھ حج اور عمرے دو نون کے تو وہ بار طواف کر اور
دو بارسی کر صفا اور مروکہ کہ منسوبہ ملاقات کی سینے مجاہدہ اور وہ فتویٰ دیتے تھے ساتھ ایک طواف کے جو قرآن کرے تو یہ حدیث پڑھ
کی سینے نو سے سو کہا انھوں نے اگر میں ہندیا حدیث نہ فتویٰ دیتا اگر ساتھ دو طواف کے لیکن ابیداس کے سونہ فتویٰ دے دیا اگر ساتھ دو
طوافوں کے اور زمین شہر ہے اس سند کی صحت میں باوجود اس بات کہ مروی ہے حضرت علیؓ نے شے بہت طوفان سے اور پشیمانہ اوکا تو کر
اور اقتصار کیا اس صحیح طریقہ پر اور روایت کیا او سکون امام شافعی نے اوکا تو کی اسناد میں ایک اوی مچول ہے اور اوکا تو کی اوکا تو امام شافعی
اسطرح پر کہ طواف کرے غانکہ کعبہ کا اور ساتھ صفا اور مروکہ اور طواف کرے غانکہ کعبہ کا طواف زیارت اور صحیح مخالفت ہے کلام
حضرت علیؓ کے کہ اور وہ جو کہا ابن المنذر نے کہ اگر یہ قول ثابت ہو حضرت علیؓ تو نون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تسک کرنا ساتھ او
اولیٰ ہے اور وہ یہ کہ فرمایا آپؐ نے جو شخص احرام باندھے ساتھ حج اور عمرے کے کافی ہے اور و نون سے ایک طواف اور ایک ہی جواب
اوکا تو ہے کہ مانند قول حضرت علیؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مروی ہے تو اس ماضی ہو و نون قول تو یہ روایت باقی ہے امام شافعی

کہ تم کہہ تھامینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمر سے میں تھا واللہ اعلم کہ اول طواف میں ہوتوں کہ پہلے
 کر روایت کیا ترمذی ابن عباس سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہ بار تھے لبیک سے تھرکین جب بوسہ دیتے تھے جو کہ وہ کو کہا
 ترمذی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہے عمر کو کہ نہ والا جو تھے ہر ایک
 اور یحییٰ بن جابر ابن امام مالک پر کہ نزدیک اُنکے لبیک کو وقت دیکھنے نہ کہ جب کہ کو قوف کرے **ص** مگر فرق یہ ہے کہ مل کر
 طواف زیارت میں اور یہی کہے بعد اوسکے اور اگر متعجل نہ قبل جانے منی کے بعد احرام کے طواف کیا اور یہی کہی تو اب طواف
 زیارت میں مل کرے اور نہ سہی کہے بعد اوسکے اس واسطے کہ وہ ایک بار دونوں کو کر چکا اور اوپر لازم ہے نہ کرنا اور کافی ہے
 اسے قربانی دن شمر کی اور اگر عاجز ہو اسے روزہ کے مانند قرآن اور یہ تین روزہ رکھنا جائز ہیں بعد احرام کے قبل احرام کے
 اور تاخیر انکی مستحب ہے یعنی تین روزہ جو کہ جاتے ہیں حج میں جو قربانی میسر نہ ہو تو اسکو بعد احرام کے حج کے عیدوں میں رکھنا
 درست ہے اور افضل یہ ہے کہ تاخیر کرے اس طرح پر کہ تین روزہ پُر کرے اور اخیر روزہ عرفہ کے دن ہے اور اگر متعجل قربانی کو رکھنا
 چاہے اور یہ افضل ہے احرام ہونے اور اپنی ہر کوئی اسکو اور ساق یعنی پیچھے سے ہر کوئی رکھنا افضل ہے اسکو اُنکے چپکے کھینچنے سے
 اسکو قود کہتے ہیں **ف** اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا وہاں حلیفہ میں اور ہر ایک کی ہانک جاتی تھیں اُنکے
 مگر جب ساق سے ہی نہ چلے تو قود کرے **ص** اور تقلید کرے ہن کی اور یا ولی ہو تکمیل سے **ف** تقلید کے معنی یہاں کہیے
 یعنی اونٹ گائے کے گگے میں جو تانوشہ دان وغیرہ ڈال دیوے اور تحلیل قبول ڈالنے کو کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے لیکن تقلید افضل ہے تحلیل
 اس واسطے کہ حدیث میں تقلید ہر دو چیز جیسا گذرا اور قرآن شریف میں ہر دو کا الحمد للہ **و لا القلا** **ص** اور تحلیل سے
 محرم نہیں ہوتا جب تک لبیک کہے اور تقلید سے ہوتا ہے اور کروہ ہر اشعار یعنی جبر و بنا کو ان اونٹ کا بائیں طرف سے اور اگر
 تو بائیں طرف سے اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ ہار اوسکی بائیں طرف میں قصد اور دائیں طرف میں تاننا اور
 امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکرور رکھا اسکو کہ نہ شائبہ ہر شلہ کے **ف** اور شلہ کے معنی تخلیف دینا اور منع کیا اس سے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران میں ہے کہ نہیں کھڑے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ میں مگر نہ کیا ہوا
 سے اور شلہ احرام پر ترمیم جب کا قتل واجب ہو تو کیونکر ہو گا قربانی میں **ص** اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
 اس واسطے کیا تھا کہ مشرکین قعرش کرتے تھے ہایا اگر جیسا شمار کرتے تھے تو بارہ تھے تھے اوسے اور بوضوئے کہا کہ کہ وہ رکھا اور انکو
 نے اشعار کو اپنے زانے کے گوگوں کے واسطے کیونکہ وہ اوس میں انگرتے تھے یہاں تک کہ خوف ہوتا اوس سے ساریت زخم کا اور بوضوئے کہا کہ
 اختیار کرنا اسکا تقلید پر مکرور ہو **ف** اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور صاحبین کے نزدیک مستحب ہے روایت ہے جامع ترمذی
 کہ بیٹھے تھے ایک جگہ کوچ اور حدیث بیان کی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اشعار کیا آپ نے اور کہا کہ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ شمار
 شدہ ہو تو کیا ایک شخص نے ابن عمر سے بھی یہی مروی ہے کہ اشعار نہ ہو تو نہایت غصے سے کوچ و کعبہ اللہ علیہ اور کہا کہ میں تو مجھے حدیث بیان
 قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو بیان کیا ہوا اس کے خلاف میں قول ابراہیم کا اس لائق ہے کہ قید کیا گیا کہ تو چہرہ خلاسی ہو تیری جیبت تک
 باز آوے تو اس فعل سے انتہی اور سب غصے سے کوچ کا یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص قول بیان کرے تو اس کے مقابلہ میں کہ
 کسی کو مگر قول مبالغہ اس کے بیان کیے تو لائق تہیہ کہ ہے اس واسطے کہ سائنہ کرنا ہر قول کو کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چہرہ

یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہے عمر کو کہ نہ والا جو تھے ہر ایک

اور جس چیز سے مفروضہ کرنے والے پر ایک دم تو فاران برلوس چیز میں دم نہیں ایک دم حج کا اور ایک دم عمر کے کا اگر جس وقت تیر فائین
 بیقات سے تجاوز کیا بغیر احرام کے تو اوپر ایک دم لازم ہے کہ جب بیقات پر پہنچا تو ایک احرام اوپر واجب ہو اور ایک واجب کی تیسری
 دم لازم ہو اور جو شخص سوئے کہ دونوں حج میں ایک صید کو قتل کیا تو ہر ایک پر کامل حج لازم ہو اور اگر ایک صید کو حرم میں نہ شخص سوئے کہ دونوں
 اور احرام نہیں ہیں بلکہ دونوں پر ایک حج نصف نصف لازم ہو اور اگر بیچا حج کسی صید کا خرید او سک تو بیع باطل ہو اور اگر حج کیا
 تو کھانا او سک حرام ہو اور اگر او سک کچھ کھالیا او سک موافق او سکے جتنا کھایا یا قیمت دینی ٹکڑی اور جو او سک فوج کیا ہو کسی اور حج کو کھایا
 او سک دوسرے حج میں نہیں لازم آوے گا کہ قیامت او سک لیکن او سپر کھانا او سک حرام تھا اور اگر کسی نے ایک ہر کی کو حرم کھالیا اور او
 ایک بیچا اور بیچ کر گیا اور ہر کی بھی مگر تو کھانے والے پر دونوں کی جزا لازم ہو اور اگر او سک جزا دیدی اور بیچ کر بیچا او سک تو نہیں لازم ہو اور بیچ کر

باب بیقات کے جانے میں بغیر احرام کے

ایک کافی ہو کر ارادہ رکھتا ہے حج کا یا عمر کا اور تجاوز کیا او سننے بیقات بغیر احرام کے لازم آوے گا او سپر دم اور جو لوٹا یا طرف بیقات کے
 اور احرام باندھا تو ساقط ہو جاوے گا او س سے دم بالاتفاق یا وہ احرام باندھ چکا تھا اور کوئی عمل حج کا بجا نہیں لایا تھا اور یا طرف
 بیقات کے او لیک کسی تو ساقط ہو گا او س سے دم نزدیک ہے اور امام زفر کے نزدیک نہیں ساقط ہو گا اور جو کوئی عمل حج کا کر لیا مثلا
 طہون شروع کر چکا تھا یا بوسہ لیا تھا یا سو کا پھر یا طرف بیقات کے لیک کھتا ہوا تو نہیں ساقط ہو گا او س سے دم اچھا اول لیک کی
 قید ہو سکتے ہیں کہ اگر لوٹا یا طرف بیقات کے اور لیک پکارا تو امام صاحب کے نزدیک دم نہیں ساقط ہو گا اور صاحب کے نزدیک ساقط
 ہو جاوے گا اور اسی طرح کے کاربندے والا جو ارادہ رکھتا ہے حج کا اور تمتع جو فارغ ہوا عمر سے اور نکل گئے دونوں حج میں اور احرام باندھا
 انھوں تو لازم آوے گا دم اور دونوں پر ہو سکتے کہ بیقات ان دونوں کا حرم ہو اور اگر کوئی کوئی کاربندے والا بیتان میں داخل ہو کسی
 حاجت کی واسطے تو او سک لیے داخل ہوئے کہ میں بغیر احرام کے جائز ہو اور بیقات وس کا بیتان میں نندا او سک بیتان میں تہا اور بیتان
 میں چاہد کا ایک مقام پر داخل بیقات کے اور خارج ہو حرم تو اگر کسی شخص نے بیتان کا رہنے والا یا او سننے داخل ہوا تھا احرام باندھا
 انھوں نے محل سے اور وقوف کیا عرفہ میں تو حج نہیں ہو سکتے کہ احرام باندھا انھوں نے اپنی بیقات سے اور جو شخص داخل ہوئے کہ میں
 احرام لازم ہو او سپر حج یا عمر تو جب داخل ہوئے کہ میں بغیر احرام کے پھر لوٹ آیا طرف بیقات کے او سی حال اور احرام باندھا حج کا اور سب سے
 جیسے مذکور کی تھی او سننے حج کی تو ساقط ہوا او سپر جو واجب ہوا تھا او سپر داخل ہونے کے میں بغیر احرام کے اور وہ حج تھا یا عمر تو حج
 کافی ہو جاوے گا او س سے اور اگر بعد اوس سال کے یا طرف بیقات کے تو حج کافی ہو گا اور جس نے تجاوز کیا اپنی بیقات سے اور احرام باندھا
 عمر کے کا اور فاسد کر دیا او سک عمر کرنا چاہا یا او سپر فضا کرے اور نہیں ہو دم او سپر سبب ترک کرے کہ احرام کے بیقات میں ہو
 سکے کاربندے والا یا طرف او سننے واسطے عمر کے اور ابھی ایک پیر کیا تھا کہ احرام باندھا حج کا ترک کرے حج کو اور لازم ہو
 او سپر دم اور حج اور عمر اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحب کے نزدیک ترک کرے عمر کے کو اور اگر چاہے پیر سے کر لیے تو
 ترک کرے حج کے احرام کو سبب نزدیک تو اگر تمام کر لیا او سننے کو یعنی عمر کے اور حج کو تو صحیح ہوا اور حج کرے قربانی اور
 احرام باندھا حج کا او حج کیا پھر احرام باندھا دان نہ کرے دوسرے حج کا کلے سال میں اگر حلق کیا واسطے اول حج کے قبل احرام
 لازم ہو گا او سک دوسرے حج بغیر دم کے اور اگر نہ حلق کیا لازم ہو گا او سک دوسرا ساتھ دم کے قواب برابر ہو کہ حلق کرے یا کرے دم لازم ہو گا

جس کے کاربندے والا ہے
 وہ کافی ہو کر ارادہ رکھتا ہے

اور جس شخص نے عمرو کو لایا مگر خلق نہیں کیا اور احرام باندھا وہ ستر عمر کے کا بیج کرے ایک لگاتی ہے احرام باندھا حج کا پھر عمر کے
 زیم ہوئے اور سپرد و فون اور عمرو ہل سوجاتا ہے ساتھ و قوت کے عرفات میں قبل افعال عمر کے اور اگر فقط توجہ کے لئے ہو جائے
 تو اس میں مبتلا تو اگر طواف کیا حج کا پھر احرام باندھا عمر کے کا اور عمرو کرنا یا لایا بیج کرے اور ستر حج پر ترک کرنا عمر کے کا تو اگر ترک
 کرے قضا کرے عمر کے کا اور اوپر دم لازم ہو اور جس نے حج کیا اور طواف کیا عمر کے کا دن عمر کے کا یا دن تہن من من حج دن عمر کے کا
 میں بنی یا م تہن من میں تو لازم آوے گا اوپر عمر ماور ترک کرے او کو اور قضا کرے اور دم بھی او سپر لازم ہو تو اگر عمر کرنا یا لایا بیج کرے
 او لازم ہو او سپر او جس کو فوت ہو حج پھر احرام باندھا حج یا عمر کے کا تو وہ ترک کرے او کو او اسے کہ سب کا حج فوت ہوا ہو لازم
 او سپر کر طواف ہو جائے عمر کے کا افعال کرے اور قضا کرے اور حج کرے اور دلیل اس کی اہل شرح و فقہاء و محدثین میں مذکور ہے

باب احصاء کے بیان میں

اگر عمر کو کسی شخص نے روکا یا عمر کے سب سے کر گیا تو جو شخص حج مفرد کرتا تھا وہ ایک دم بھیجے اور قارن دوم اور مکرر کرے ایک دن
 حج کا اگر قبل دن عمر کے ہو تو یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر عمر کے سے روکا ہو تو اسی طرح کرے اور اگر حج
 زک گیا ہو تو نہیں جائز و بیج کرے اور حج کے ف اور سپر کرنا یا لایا بیج کرے کا جانا یعنی احصاء فرض ہے بھی ہوتا ہے اور امام شافعی کے
 نزدیک نہیں ہوتا احصاء مگر دشمن کے سب سے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا علی اسی شرح آثار میں ثنا ہذا ثنا علی
 بن معبد بن سداد العبد بنی صاحب قحیل بن الحسن ثنا جری بن عبد الحمید بن عیسیٰ عن معن بن عوف عن ابراہیم
 عن علقمہ قال لدر صاحب کنا وھنی شجر ہم یعمس فخذ کنا ناھلا من مسعود فقال یبعث الی الخدی
 و یو اعدا اصحابہ مع عبد اذا اھضر عنھ حل و یہ الی الخری عن الی الخری عن غارۃ بن عمار عن عبد الحمید
 عن ابن جھل بن یزید قال قال عبد اللہ تم علیہ عمر کا بعد ذلک یعنی کہا علقمہ نے کہ کا اس نے ایک شخص کو
 اور وہ مجرم تھا عمر کے کا تو ذکر کیا ہے یہ ابن مسعود کا انھوں نے بھیج دیو کی کو اور وہ دیکر دے اپنے کو کو تو حج قربانی کو تو
 اوس حال ہو جاوے اور پھر اوپر لازم ہو عمر کا روایت بھی احصاء کی فرض کے باب میں نازل ہوئی ہے اصل اور حل میں او کا حج
 جائز نہیں اور جب حج ہو گئی قربانی او کی تو وہ حلال ہو جاوے گا قتل طلق اور عمر کے اور لازم ہو او سپر کر اگر حلال ہو حج سے تو او سیرج
 او عمر و لازم ہو او عمر کے سے تو عمر لازم ہو او قرآن ایک حج اور دو عمر کا یہ ہیں ف اور وہی ہوا اول عبد اللہ بن جابر ابن مسعود
 ذکر کیا اس کو رازی اور دو طریق بیان کیا ہے او کو ابن مسعود اور قرآن میں عمر کے او اسے ہیں کہ ایک عمر توجہ کے فوت کا ہوا ہو یا کفر
 اوس عمر کے کی قضا ہو قرآن میں تمام اصل و حب احصاء او کا حکم ہو او عمر کے کا یا او حج کا یا او توجہ کے اور اگر دونوں
 ممکن نہ ہوں سب کا حکم ہو او قرآن میں ملنا ممکن ہو یا قرآن میں ملنا ممکن ہو او حج کا ملنا ممکن ہو تو توجہ جزئی او کے واسطے کہ طواف ہو جاوے
 او ہی ہو جاوے یا ہو جاوے جو شخص قوت اور طواف کے میں دونوں سے منع کیا گیا ہو تو احصاء او کا کتابت ہو اور اگر ایک سے ان دونوں میں سے
 روکا گیا تو احصاء او کا کتابت نہیں اور جو شخص عاجز ہو حج سے اور حج کیا ہو او کی طرقت کو صحیح ہو گا او او کا حج ہو جاوے گا
 اگر عمر او کا موت تک باقی رہا اور نیت کی حج میں او کی طرقت سے ف او اسے کہ اگر ایک عمر نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اس نے اپنے بندوں پر پایا ہے اپنے لیے کہ وہ ضعیف ہوڑا کہ نہیں پھر سکنا سواری پر کیا حج کریں میں اوس فرمایا آپ نے ان کو

لیکن سب ضعیف ہیں اور کمال احکام نے ابن عمر سے کہ نہیں ہو کوئی شخص اس کی مخلوق سے مکر لازم ہو اور سب حج اور عمرہ اور دونوں احکام
جو شخص طاقت رکھے وہ ان جہان کی اور تعلق کی اور کسی بخاری اور کمال ابن عباس سے **الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيضَتَانِ عَلَى النَّاسِ**
مَوْلَاهُمَا لَا أَحْلَ مَسَاكَةً فَإِنْ عَمَرَ نَهَضَ طَرَفَهُ فَلَخِي حُجَّالٍ إِلَى التَّنْعِيمِ ثُمَّ لَيْدٌ لَمْ يَخْلُوْا الْحَدِيثَ یعنی حج اور عمرہ
دونوں فرض ہیں آخر حدیث تک اور کہا حکام نے کہ یہ اور پھر اسلم کے ہو اور دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کیا ترمذی حجاج ابن
اسنحون نے صحابہ میں نہ کہ یہ انھوں نے جابر کے پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر سے کیا واجب ہو وہ فرمایا نہیں کہ
یہ عمر کہ نا فضل ہو کہ ترمذی حدیث حسن سیح ایسا ہی ہو ایک نسخہ میں جامع ترمذی اور ایک نسخہ میں جو حدیث حسن اور وہ جو
ذکر کیا بغضوں نے کہ اسناد میں اسکی حجاج بن ابی طاہر اور وہ ضعیف ہو تو جوابا وسکایہ ہو کہ نہیں ہو کہ حدیث اسکی درجہ حسن اور
متفق ہو بین روایتیں ترمذی اس بات پر کہ حسن کہا انھوں نے حدیث کہ اور روایت کیا اسکو ابن جریر سے انھوں نے صحابہ میں نہ کہ یہ
انھوں نے جابر بن عبد اللہ اور روایت کیا اسکو طبرانی نے جبر صغیر میں اور از طوسی نے اور طریقے سے اور اسناد میں اسکی بھی بن ابی
اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا عبد الباقی بن قانع نے ابو ہریرہ کے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جہاد ہو اور عمرہ نفل ہو اور
یہ بھی حجت ہو اور کہا ابن خزم نے کہ یہ مرسل ہو روایت کیا اسکو مناویہ بن اسحق نے مانا جنفی سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اور جوابا وسکایہ ہو کہ ابن قانع نے فرغ کیا اسکو اور وہ بڑے حافظین حدیث میں ہیں اور باقی آئند میں سب اوہی ثقہ ہیں
باوجود اس بات کے کہ مرسل ہوا نزدیک حجت ہو اور ضعف کہ نا مان کا صحیح نہیں ہو کیونکہ توشیق کی اسکی ابن جریر نے اور روایت کیا
اوس سے نہایت مشاہیر نے اور مروی ہو یہ حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور اسناد میں اسکی مجاہیل ہیں اور روایت کیا ابن ماجہ نے
طبرانی نے عبد اللہ کہ انھوں نے اپنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حج جہاد ہو اور عمرہ نفل ہو اور اسناد میں اسکی عمرہ و توشیق
کہ اصحابیام نے کلام کیا گیا ہو اوس میں اور ہر حال حدیث اسکی درجہ حسن کہ نہیں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدیث
ابو اسامہ سے انھوں نے سعید بن ابی عروبہ سے انھوں نے ابو معشر سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا عبد اللہ بن
نے کہ حج فرض ہو اور عمرہ نفل ہو اور کافی ہیں عبادت تقلید کے واسطے اور کلام اذکار کا حجت ہو ۞

فائدہ دوسرا اصحیہ کے بیان میں

درست ہے جہیزینہ کا ذبح قربانی کرنا اور اس سے کم کا درست نہیں اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں اور گائے دو برس
یا زیادہ کی اور اس سے کم کی درست نہیں اور بکری جب ایک برس کی ہو یا زیادہ ہو تو درست ہے اور اس سے کم کی درست نہیں اور
اگر قربانی کا جانور مردہ ہو یعنی بے سینگہ کا یا بلا عیا ہو یا دیوانہ ہو یا کانا تو قربانی کرنا درست ہے اور اگر اندھا ہو تو بے
یا بہت ذرا ہو کہ اسکی پٹوں میں مغز نہ ہو یا بالنگر ہو یا مستدر کہ قربانی کرنے کی جائز نہ جاسکے تو ان سب جانوروں کو قربانی
درست نہیں اور حین جانور کا ایک یا تھہ ایک یا نوں کٹا ہو یا اسکا کان تھہ سے سے زیادہ کٹا ہو یا اسکی آنکھ تھہ سے سے
زیادہ کٹی ہو یا اسکا سر تھہ سے سے زیادہ کٹا ہو تو ان سب جانوروں کو قربانی کرنا درست نہیں اور باقی ذکر اسکا کتاب الاصحیہ میں

فائدہ تیسرے کی اور مسجد الحرام کی فضیلت کے بیان میں

روایت ہو ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مکہ کے کیا اچھا شہر ہو تو اور سیر نزدیک یا دور جہاں ہو اور اگر

حجاج بن ابی طاہر

یحییٰ بن ابی

عبد اللہ بن قیس

عمر بن قیس

مطلب آپ کا یہ ہو کہ مسجدوں کی زیارت کیا واسطے کرنا اور سفر کرنا اون کے لیے درست نہیں مگر ان میں سے جو دن کی ضرورت ہو
 معنی اس حدیث کے معنی بیان کیے ہیں اور دلالت کرتا ہے اس پر کہ امام کا بعد بیان کر کے اس حدیث کے ساتھ کہ
 عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِيفِ تَجَرُّدُ النَّفْسِ لَزِيْزَةً قَبْلَ مَا صَلَّاهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفِي اولىٰ نزدیکی سے یہ ہو کہ ہرگز
 نیت کو واسطے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہاں کے جگہ کے لَافِ ذَلِكْ زیادہ تعظیم صلی اللہ علیہ
 وسلم کو یعنی اس میں زیادتی تعظیم کی ہو واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جن لوگوں نے یہ معنی اس حدیث کے لیے ہیں کہ سفر
 کیا جاوے کسی مقام کی زیارت کی واسطے مگر ان مسجدوں کی طرف تو وہ معنی اس حدیث کے مستقیم نہیں کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا صحیح
 منافی ہو اسکے علاوہ اسکے امام احمد نے روایت کیا اس حدیث کو اور اس میں یہ کہ نہ سفر کیا جاوے وطور کسی مسجد کے مگر ان میں سے جن
 کی طرف اور وہ جو ضعف بیان کرتے ہیں اس حدیث کا کہ اسناد میں اس کی شہر بن حوشب ہر اور وہ راوی ضعیف ہو اور وہ ہم کیا
 اس حدیث میں جو جواب و سکا یہ ہو کہ جو وقت توثیق ثابت کر دیوں ہم شہر کی تو نسبت وہ ہم کی اس کی طرف غیر مقبول ہو اور کلام ہادی
 اور مول حدیث میں ثابت ہو کہ زیادتی تعظیم کی مقبول ہو لیکن توثیق شہر بن حوشب کی معلوم کیا جاسکے کہ نہیں ضعیف کیا ہو
 مگر ابن عیون اور سلم نے اور توثیق کی اس کی احمد بن حنبل اور یحییٰ بن یحییٰ اور بہت لوگوں نے قَالَ أَحْمَدُ مَا أَحْسَنَ حَدِيثًا وَوَقْفًا
 هُوَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَجَلِيُّ هُوَ مَا لِيْ بِثِقَةٍ وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَتْمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ هُوَ ثِقَةٌ وَلَمْ يَذْكُرْ
 ابْنَ أَبِي خَتْمَةَ عَنْ هَذَا وَقَالَ أَبُو ذَرَّةٍ لَا بَأْسَ بِهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ مُحَمَّدٌ كَيْفِي الْجَاهِلِيَّ شَهْرٌ وَحَسَنٌ
 الْحَدِيثُ وَقَوِيٌّ أَمْرُهُ وَقَالَ إِبْنُ مَكْلُومٍ فِي بَابِ عَوْنٍ شَرُّ رُوي عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي زَيْنَبٍ عَنْ شَهْرٍ وَقَالَ
 يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ شَهْرٌ ثِقَةٌ أَوْ كَمَا صَاحِبُ بَنِي مَحْمَدٍ شَهْرٌ رَوَى عَنْهُ النَّاسُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَبَصْرَةَ وَأَهْلِ
 الشَّامِ وَكَوْفَقَ مِنْهُ عَلَى كَذِبٍ لِّغِيٍّ شَهْرٌ رَوَيْتَ كَمَا أَوْسَى اِبْل كُوفَةَ وَابِل بَصْرَةَ وَابِل شَامِ فِي أَوَّلِ بَنِي مَحْمَدٍ هُوَ كَذِبٌ وَكَانَ
 كَسِي طَرَحَ جَانِبًا جَمِيعًا كَمَا مَسْتَقِيمٌ كَابِي شَهْرٍ حُوشَبِ بْنِ أَوْسَاخَرِينَ كَمَا كَلَامُ سِنِ ابْنِ الْإِمَامِ نُوْدِيٍّ شَرِيحٌ مَسْمُومٌ
 بَلْ وَثِقَةٌ كَثِيرُونَ مِنْ كِبَارِ أَيْمَنَةِ السَّلَفِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَتْمَةَ أَكَلَامُ هُوَ كَذِبٌ لَا يَشُدُّ عَلَى الثَّنَاءِ عَلَيْهِ
 أَوْ كَمَا حَافِظُ ابْنِ حَجْرٍ شَهْرٌ صَدُوقٌ أَوْ كَمَا شَرَحَ ابْنُ الْإِمَامِ فَتَحَ الْقَدِيرُ حَاشِيَةً بِأَبِي بِنٍ وَالْحَجَّاجُ فِي شَهْرِ التَّوْبَةِ وَوَقْفًا
 أَبُو ذَرَّةٍ وَاحْمَدُ وَيَحْيَى وَابْنُ الْحَجَلِيِّ وَيَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ وَسَنَدُ ابْنِ سَرِيعَةَ تَوْجِبُ شَهْرٌ كَمَا مَحْمَدُ
 يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ أَوْ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَوْ ابْنِ أَبِي خَتْمَةَ أَوْ أَبُو زَرَّةٍ أَوْ بَنِي مَحْمَدٍ أَوْ ابْنِ مَحْمَدٍ أَوْ ابْنِ مَحْمَدٍ
 اس قدر لوگ ابا علیؑ کے توثیق کریں تو یہ ضعف بیان کرنا اس کا بسبب تضعیف مسلم اور ابن عیون کے باوجود ویکر رجوع کیا ہو
 اور ان دونوں نے اس کی تضعیف سے اور نہ قبول کرنا اس کی زیادتی کو نہایت بے انصافی ہو اور وہ جو طعن کی ہو لوگوں کے شہر ایک
 تحبیل بیت المال سے چرائی تو کما نودوی قد حمله العلماء علی محمول صحیح یعنی حل کیا اس کو علمائے محل صحیح روای
 وہ جو طعن کرتے ہیں کہ شہر نے سفر حج میں اپنے رفیق کی رشتہ چرائی غلطی ہو اور کذب ہو کیا انودوی غیور مقبول عند محققین
 یعنی طعن غیر مقبول ہو نزدیک محققین کے اور بعد اس کے جب علماء سلف سے توثیق اس کی ثابت ہو شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر عسقلانی
 اور امام نووی قائل اس کی صحت کے ہیں تو زیادتی اس کی اس حدیث میں بلاشبہ مقبول ہو اور اگر تسلیم بھی کریں تو بھی تبصریح حدیث

فائدہ

ضعیف میں مروی ہو تو معنی اسکے اسکے موافق لیے جاتے ہیں بہر حال ترجیح اسی نامہ پر ہوگی جو کوہنہ ذکر کیا اور دوسرے کے کلام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث میں ذکر کیا اور اسکو شیخ ابن العمامہ نے بحکمہ حاکم لا ذی یأثر فی صحیحہ وال برہان
 بات پر کہ مراد حدیث مذکور میں غیر ساجد کا ہوا اور جب جاوے واسطے زیارت کو گھر سے بیچے دروازہ سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 راہ میں اور جب مدینہ شریف کے قریب پہنچے غسل کرے قبل داخل ہونے کے تو مدینہ طیبہ میں اور چاہے وضو کرے اور غسل افضل ہے
 اور اچھا کپڑے اپنے پہنے اور نئے کپڑے پہننا افضل ہے اور وہ جو لوگ جب شہر کے قریب پہنچتے ہیں تو سوار سچی اوتر کے پیل
 مدینہ شریف میں جاتے ہیں کہ شیخ ابن العمامہ کہ فعل اچھا ہے کہ انھوں نے ذکر کیا کہ کان اذ دخل فی الکدب والحدیث لکان
 حسنا یعنی جو فعل اچھا ہو تو وہ اچھا ہے اور جب شہر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھیں یا اللہ رب العالمین اذ دخلت مدینہ
 فاکثر جنتی فخر صدق اللہ فافتر فی انکواب رحمتک واذ زفنی من ذی النور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ماکرناک اولیاءک واخلطنا عینک واثقنا بآخیر مسؤل اور چاہیے کہ
 نہایت تواضع اور عاجزی اور خشوع اور خضوع سے چلے اور نہ باز رہے دم بھر درود شریف اور دل میں خیال کرتا جائے کہ یہ
 وہ شہر جو حسین ہمارے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ہے اور اسی جگہ قرآن اور وحی اور نبوت مری ہو اور جگہ ہر
 ایمان اور احکام کی کہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہتے شہر میں نسبت جو شہین کو اگر مدینہ کہ یہ فتح ہوا ہی رحم سے آگیا اور قرآن
 اور تحب ہی کہ مدینہ شریف میں جو اسکو پہلے ہوا اسلئے کہ فرمایا حضرت امام مالک نے جب اچھا ایک شخص نے کہ کیوں نہیں سوار ہوا تو اپنے
 میں کہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ وہ نہوں لیا چارپائے کے گھر سے اوس مٹی کو جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور
 جب سجدہ نبوی بن داخل ہو وہاں پہلے پہلے مسجد میں گھر اور اندر جاوے اور کہے اللہم اغفر لی ذنوبی واقفر لی انکواب
 رحمتک اور سجدہ میں باب جبریل بابا بالسلام سے داخل ہو کر باب جبریل سے جانا بہتر ہے اور یہ دعا بھی چاہیے پڑھے
 اللہم صلی علی محمد وعلی آل محمد اللہم اغفر لی ذنوبی واقفر لی انکواب رحمتک اللہم اجعل لی
 البوکم من اوجہ من توجہ الیک وافرک من تقرب الیک واتجر من دعاک واجتبی من صایک
 پھر درمیان منبر اور قبر شریف کے اس طرح کہ کہ ستون منبر کا دایبے کندھے کے برابر چلے سنانے مزار کے دو گنا نہایت مسجد کا اوکر
 اور یہ مقام ہو وقت ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور داخل ہر روضہ اطہر میں اور سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت علمی کو پونچا پھر آئے
 قبر شریف پاس اور روضہ شکر کے قبر کی دیوار کی طرف اور بیٹھ کر طرف قبلے کے اور وہ جو فقیر ابوالیث سے مروی ہے کہ طرا ہو و موند کر
 طرف قبلے کے صحیح نہیں ہے کیونکہ روایت کیا ابو حنیفہ نے منبر میں عرش سے کہ انھوں نے سنت سے یہ بات کہنے تو نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی قبر کے پاس قبلے کی طرف سے اوٹھ کر اپنے قبلے کی طرف ہر کہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ
 وبن کا نہ پھر کہ السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا خیر خلقی اللہ السلام علیک
 یا خیرہ اللہ من جمیع خلقہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا سید ولد آدم السلام
 علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا رسول اللہ ان لا ابر الا اللہ وحید لا شریک لہ
 وانت عبد ورسول لا اشهد الا اللہ انک بلغت الرسالہ وادیت الامانۃ ونفقت الامۃ

وَلَقَدْ كَفَّرْنَا عَنْكَ اللَّهُ حَتَّىٰ أَجْرَاكَ اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا كَانَ لَكَ أَنْ يَكُونَ عَنْكَ عَنْ أَمَّتِهِ الرَّحْمَةُ عَظِيمًا
 فَحَسْبُ عَبْدَكَ وَرَسُولَكَ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالشَّرَفَ وَاللَّحْزَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْتَعَهُ الْمَقَامَ
 الْحُسْبَى الَّذِي وَعَدْتَهُ وَأَنْزَلَهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ سُبْحَانَكَ إِنَّا عُدُّوهُ الْفَضْلَ الْعَظِيمَ أَوْ رَأَى
 الدُّعَاءَ سِوَا ابْنِي حَاجَتِكَ نَبِيَّكَ صَلَّيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا جَاءَ مِنْ جَنَّتِهِ وَأَوْفَرَتْ كُفْرَانُكَ بِحُجَّتِكَ رَسُولَ الْبَصْلِ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَفَاعَتِكَ كَوَاوِرَ يَارَسُولَ اللَّهِ ائْتِكَ الشَّفَاعَةُ وَأَتَوْسَلُ بِكَ إِلَى اللَّهِ فِي أَنْ أَمُوتَ مُسْلِمًا
 عَلَى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ أَوْ جُودَ عَائِنِ مَلِكِ حَمَتٍ أَوْ مَحَبَّتِ كِي هَوْنٍ أَوْ كُفْرٍ هُوَ أَوْ دَلٍ مِنْ خِيَالِ كَرَمِ رَسُولِ الْبَصْلِ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زنده موجود ہیں اور میرے حاضر ہونے اور زیارت کو جانتے ہیں اور میرے کلام کو سنتے ہیں اور نہایت لحاظ اور آداب و تہن
 اور حضور قلب سے یہ دعا پڑھے اور ابو ذر کے ساتھ اسے روایت ہے کہ سنا میں نے بعض اہل عصر سے کہتے تھے کہ پونہ چار ہجرتوں کے بعد
 وقوف کرے نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پڑھے اس آیت کو اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ اَوْرَجِہ
 صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ یَا مُحَمَّدُ ستر بار تونہ ذکر کیا اور سکو ایک فرشتہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا قُلَانِ یعنی رحمت بھیجی
 اللہ نے اور پھر ان کو ذکر کیا اس حکایت کو شیخ ابن الہمام نے اور جس شخص نے اس کو کہا ہو کہ میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پونہ چار دینا تو اس کا سلام پونہ چار دے اور کہے السَّلَامُ یَا رَسُولَ اللّٰهِ مِنْ قُلَانِ بِنِ قُلَانِ اور قُلَانِ بنِ قُلَانِ کی جگہ اس کا
 نام اور اس کے باپ کا نام ہو یا اس طرح کہ قُلَانِ بِنِ قُلَانِ یُسَلِّمُ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ
 کرتے تھے لوگوں کو کہ میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پونہ چار دینا اور قاصد بھیجتے تھے اسی واسطے شام سے مدینہ شریف
 اور جب کو فرصت نہ ہو سکے ان سب باتوں کی تو بقدر طاقت کے بجا لاکر پھر ایک ہاتھ دہنی طرف ہٹ کر سامنے رو کر شریف حضرت ابو بکر
 صدیق کے ہو کر کہے السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةُ رَسُولِ اللّٰهِ وَتَابِعِیْ فِی الْفَارِ ابَا بَكْرٍ الصِّدِّیقِ جَنَّكَ اللّٰهُ عَنْ
 اُمَّةٍ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خیرا پھر اسی طرح ایک ہاتھ اور ہٹ کر حضرت عمر فاروق کے سامنے ہو کر کہے السَّلَامُ
 عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرُ الْفَارُوقِ الَّذِیْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِہِ الْاِسْلَامَ جَنَّكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةٍ مُحَمَّدٌ خَیْرًا
 پھر سبز اور شریف کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ہاتھ اگر وہ مانگے اور شفاعت طلب کرے اور اپنے والدین کی واسطے
 اور جسے درخواست کی ہو اور اپنے دوست کے لینے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا خیر کرے اور بعد ختم دعا کے آئینہ کے اور درود اور سلام
 اور حضور کے کہا ہو کہ پھر سر ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے صاحب سے منقول نہیں روایت کیا ابو داؤد نے کہ گئے قاسم حضرت عائشہ
 پاس اور کہا اے ماں کو بول میرے لیے قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابو بکر اور عمر کی سو کہو لیکن انھوں نے میرے لیے یہ تو قریب
 سو دیکھا میں نے کہ وہ قبر میں بلند ہیں اور نزدیک ہیں لی ہوئی ہیں آخر حدیث تک اور حاکم نے روایت کیا اس کو اور زیادہ دیکھا
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت ابو بکر کو کہ سر اوٹھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان تھا اور حضرت
 برابر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں تھا اور صحیح کیا اس کو حاکم نے اور جب فارغ ہو زیارت سے تو آئے رخصت میں اور نہایت
 درود اور سلام اور نماز پڑھے نفل اگر وقت نہ ہو تو اس حدیث صحیح میں آیا ہوا ہے بَیِّنٌ بَیِّنٌ مِمَّنْ یَرْفَعُ رُفْعَةً قَدِیْرًا
 فِیْ اَحْضِ الْجَنَّةِ درمیان گھر اور سبز میرے کے ایک باغیچہ یا غنچہ ہے اور ایک روایت میں ہے مَا بَیِّنٌ بَیِّنٌ مِمَّنْ یَرْفَعُ رُفْعَةً قَدِیْرًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بند خدا و نعمت مولیٰ محبتی بندہ عاجز کترین جانیان سید الزمان بانی مطبع سیمائی لکھنوی ولد مولوی نور محمد
 ہزاران عجز و نیاز بعد اس تحفہ سلام خدمت عالمان باغ و تمکین و بزرگان با صدق یقین ناظرین کتاب نور الہدایہ
 بفقوای مضمون فیض شون آیہ شریف و اہل کتب و فضائل کمال شہادہ احوال بر خور دار نور الابصار و حید الزمان مولف
 کتاب کا امید امداد و عاومحت کہ اندکے عرض گزار ہی کہ ایام طفولیت سے حق تعالیٰ نے بر خور دار محروم کو لو احب سے بجا کر غربت
 تحصیل علوم عطا فرمائی بارہویں برس تک تحصیل کتب صرف نمونہ کے شرح و قایہ عربی پڑھنا شروع کیا اور براہ ذہانت طبع حسب قدر
 پڑھا ترجمہ و سکار و زمرہ زبان اردو میں لکھ کر مرتب کیا بعض علمائے سیرت اوسکو دیکھ کر ہدایت دار شاد فرمایا کہ یہ میر جیسے اول
 رساں اگر دو عام فہم ہی نہ مفید خواص البتہ اگر مسئلہ اس کتاب کا مدلل با حادیث و اسناد معتبر ہو سکتا تو ہر خاص و عام کو
 مطلوب بلکہ اکثر علمائے عصر اور فقہائے دہر کو بدل محبوب و مرغوب ہوتا ہر چند کہ اوس ایام میں غیبت عاجزین بوجہ غفلت ہو جا
 چھاپہ خانہ ذاتی اور تمام جائداد کثیرہ تجارت اور ہزار کتاب اقسام مختلفہ چھاپہ و قلمی کے صدقات کثیر اور سچوم اکام سے زندگی
 عیال و اطفال اس تحریک کی دشواری تھی لیکن توجہ دلی اوستاد ان شفیق سے حق تعالیٰ نے سموی الیہ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ چند برس
 میں اکثر کتب احادیث شریف پڑھ کر لکھنا اس کتاب کا بندہ رخصون برس کی عمر میں شروع کیا قریب ربع کے باقی رہا تھا کہ ۸۳ھ
 میں حسب الطلب اس عاجز کے ترک وطن دیا ر شہر حیدر آباد دکن میں آکر اتفاق سکونت ہوا چند ماہ بوجہ نہ میسر ہوئے کتب ضرورت کے
 تکمیل کتاب میں توقف رہا من بعد ایک نسخہ کتاب فتح القدر کا جناب مولانا و مقتدا ناسیدی میرا شرفعلی صاحب دام
 عنایت فرمایا کہ باعث تکمیل کتاب ہوا اور سب چھپنے اور رواج پانے لگا یہ ہوا کہ جب سے بوجہ عنایت مقتدا نے
 نواب علی القاب فلک اقتدار مختار الملک بہا ورام الدقا بہم سے بر خور دار مذکور زمرہ ملازمین میں شامل
 اس کتاب کا جمیع حوائج ضروریہ انسانی پر مقدم جانکر تمام ماہوار ذاتی اپنی فراہم کر کے پانچ سو نسخے مطبع عالی نظام
 چھپوا کر مدیہ جا بجا ملکوں میں واسطے ملا خطے بعض اکابر دیندار اور بزرگان عالی وقار کے بذریعہ ڈاک روانہ کیے موقع ہر سہ
 بزرگانہ سے یہ کہ جس مقام پر غلطی اور نقصان نظر آئے اصلاح دیکر اطلاع فرما دیں اور حسبہ نہ توجہ دلی سے امداد فرما دیں
 کہ حق تعالیٰ جل شانہ اپنی قدرت کاملہ سے استطاعت و سامان تکمیل بقیہ مینون جلد و شرح و قایہ اور ترجیح کتب دینیہ کا بنیت آ
 اخروی جو سیلہ ہم عالیہ بندگان فیض رسان اپنے کے عطا فرمائے اور رسید اس کتاب کی ہر ملک سے اس نشان پر عنایت ہو
 کہ در شہر حیدر آباد دکن قریب منڈی میر عالم مرحوم متصل مکان مرشد سوار بیگ صاحب قلندہ ارسینہ زو و حیل الزمان و حیل الزمان
 وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ عَلَیْکَ الْکَرِیْمُ

